

ہند کر دیا۔ اب شوکی نے آگئے بڑھ کر اس دروازے پر دشک دی۔ ایک منٹ بعد دروازہ کھلا۔ ایک ادھیر عمر آدمی نظر آیا۔

”نواب فردی یہاں رہتے ہیں؟“

”نواب فردی؟ اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

”لاؤ! نواب فردی؟“

”اس نام کا تو کوئی آدمی اسی مگر میں نہیں رہتا۔“

”اچھا۔ سیٹھ امروڑا۔“

”یہاں اس نام کا بھی کوئی آدمی نہیں رہتا۔“

”اچھا۔ جس نام کے آدمی یہاں رہتے ہیں۔ وہ نام تو ہتا دیں۔“

”یہاں خالد عثمانی رہتے ہیں۔ ان کے بھائی ماجد عثمانی رہتے ہیں۔“

”اچھا۔ راتا اور بانکا نام کے دو آدمی یہاں رہتے ہیں کیا؟“

”نہیں۔ اس نام کے بھی نہیں۔“

”یہ دیکھیے۔ دو صاحب رہدارے پاس آئے تھے۔ انھوں نے ہمیں یہاں بلایا تھا۔ یہ ان کے دیے ہوئے پتے ملاحظ فرمائیں۔“

”بیجے۔ یہاں تو کوئی تختی ہے، ہی نہیں۔“

”تب پھر دشک دے دیتے ہیں؟ اشناق نے کہا۔

”ایک منٹ آیے کہ کر شوکی نے ساختہ ولے دروازے

پر دشک دی۔ جلد نکی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان

آدمی باہر نکلا۔

”جی فرمائیے؟“

”یہ آپ کے ساختہ کون صاحب رہتے ہیں؟“

”یہ کوئی کرانے پڑاٹھی رہتی ہے۔ اس میں کوئی کردا

نہیں ملتا۔ بہت کم وقت کے لیے لوگ اس میں رہتے

ہیں اور اس کو غائب کر جاتے رہیں۔ معلوم نہیں، آج

کل کون رہتا ہے۔“ اس نے جلدی جلدی کہا۔

”اوہ ہو اچھا۔ کمال ہے۔“

”کمال کی تو خیر اس میں کوئی بات نہیں۔ اس نے

ہٹ دیا۔

”لاؤ! ہو سکتا ہے۔“ مکھن بولا۔

”جی۔ کیا ہو سکتا ہے؟“

”بھی کر۔ اس میں کمال کی کوئی بات نہ ہو۔“ مکھن

مسکرا دیا۔

اس نے مکھن کو تیز نظروں سے گھورا لور دروازے

اُس نے حیرت زدہ انداز میں پتا لکھا کافر اور بکار
لے لیئے۔ ان کو پڑھا اور پھر بولا:

"اس میں تو کوئی شک نہیں جناب کر ان دلوں پر
پتا اسی مکان کا درج ہے، لیکن ان ناموں کے آدمی
یہاں نہیں رہتے۔"

"کیا آپ یہاں کرتے دار ہیں؟"

"ہاں! باکل!" اس نے کہا۔

"آپ کب آتے یہاں؟"

"ایک ماہ سے یہاں رہ رہا ہوں۔ چند دن تک ہلا
جاوں گا۔"

"کیوں۔ کیا بات ہے؟ شوکی نے حیران ہو کر پوچھا۔
"یہ مکان رہنے کے قابل نہیں۔ اس پر ضرور چخوں
یا جھوٹوں کا قبضہ ہے۔"

"اوے باپ رےے؟ املاق کا نپ گی۔"

"اتا ڈونے کی بھی ضرورت نہیں؟"

"اس مکان کا مالک کون ہے؟"

"مالک مکان کا نام رضوان خان ہے۔"

"بہت خوب! ان کا پتا دے میکس گے؟"
"کیوں نہیں۔ میں ابھی کچھے دیتے ہوں۔" یہ کر

اس نے کافر قلم جیب سے نکالا اور اس پر پتا لکھ کر
ان کی طرف پڑھا دیا۔ پتے پر ایک نظر ڈال کر وہ
ڈال سے مرے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پتے پر پیخ
گئے۔ رضوان خان نے انہیں حیرت بھری نظروں سے
دیکھا، پھر بولا:

"می فرمائیے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"آپ کا ایک مکان ہے۔ گھن ان کا لوئی میں۔"

"ہے۔ کیا آپ اس کو کرتے پر یہاں چاہتے ہیں؟"

اس نے جلدی سے کہا۔

"یہاں وہ تو اس وقت کرتے پر چڑھا ہوا ہے۔ شوکی
لے کہا۔

"اُس پر چڑھا ہوا ہے۔ لیکن بہت جلد غالی ہونے

والا ہے۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ کرتے

پر دے سکتا ہوں۔"

"بہت خوب۔ لیکن ہمیں وہ مکان کرتے پر نہیں

چاہیے۔ کیا آپ نے کرتے داروں کا کوئی دھمک بنا

رکھا ہے؟"

"جی ہاں باکل۔ وہ تو بکھا پڑتا ہے۔"

"یعنی امرد اور نواب فری۔ ان ناموں کے کرتے دار

بھی رہے ہیں آپ کے مکان میں؟

” یہ تو رجسٹریشن بکھنا پڑتے ہاں؟

” آپ کو زحمت تو ہوگی۔ میکن ہمارا مسٹر شاہد اس طرح حل ہو جائے گا:

” کسی کے کام آنا تو یہیکی ہے جناب:

” اور ہو سکتا ہے۔ ہم آپ کو کوئی مستغل کرائے دار بھی ملتا کر دیں؟

” آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ میرے مکان میں زیادہ در کے لیے کوئی نہیں ملک ملتا۔ اس لیے کوئی آسیب زدہ ہے:

” اور اگر ہم اس کو آسیب سے پاک کر دیں؟

” اگر ایسا ہو جائے تو۔ یہ ہم پر بہت بڑا احصار ہو گا، میکن میں جاتا ہوں، ایسا نہیں ہو سکے گا:

” یکوں جناب۔ ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔ شوکی نے بڑا سامنہ بنایا۔ سامنہ ہی اسے تھوڑا فاروق اور فرزانہ یاد آگئے، یکوں نک یہ بھل د ان کا تھا۔

” یہ کئی عاملوں کو مکان دکھا پھکا رہوں اور وہ اس میں سے رجتوں اور بھجوتوں کو بھکانے کی اپنی سی کوشش کر پچکے ہیں۔ میکن آج تک کوئی کامیاب نہیں ہو سکا۔

” میں تو نہ جانے کتنے پیسے اس ملے میں برباد کر چکا ہوں؟ اس نے کہا۔

” ہم آپ سے اس کام کی کوئی فیس نہیں دیں گے۔ اور اللہ نے چاہا تو جتوں بھجوتوں سے آپ کو نجات دل دیں گے۔

” اگر ایس ہو جائے۔ تو یہ مجھ پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ اس لیے کہ مددوں سے وہ مکان باکل بے کار ہو کر رہ گی ہے۔ میں تو اس کو فروخت بھی نہیں کر سکتا۔ کوئی یعنی کو تیار ہی نہیں ہوتا۔

” ایسی بات ہے۔ پھر آپ ہمارا کام کر دیں۔

” اس نے انھیں ڈرائیکر دوم میں بخایا اور پھر رجسٹر لینے پڑا گیا۔ جلد ہی وہ رجسٹر لے آیا۔ اور ان کے پاس ہی بیٹھ کر رجسٹر دیکھنے لگا۔ وہ بھی اس پر نظر دوڑانے لگے۔ اچانک انھیں دونوں نام ایک ہی صفحے پر نظر آگئے۔ دونوں نام ایک سال پھر رجسٹر پر لگے تھے۔ پھر نواب فوری کا نام تھا۔ اس کے ایک ما بعد کی تاریخ میں سیٹھ امرد کا نام درج تھا۔

” یہ تھا ہے۔ یہ دونوں تو ایک سال پھر اس کو سیٹھ میں کرنے دار کی حیثیت سے آئے تھے۔ شوکی بڑا رہا۔

"تب پھر ہمارے پاس آنے والے دونوں آدمی فڑا تھے۔ مکھن نے کہا۔

"یکن ان کا ہمارے پاس آنے کا مقصد کیا تھا؟" "یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔ ہم بھوپال تو ہیں میں: "بھوپالوں کو بھی کچھ بتا سیں ہوتا۔ اشناق نے من بنایا۔" بات کیا ہے، آپ مجھے بتائیں، شاید میں آپ والوں کی حد کر سکوں؟"

"بات یہ ہے کہ - ہم شوکی برادری ہیں۔ جانتے ہیں آپ ہمیں؟"

"پہلی بار یہ نام سن رلا ہوں۔ اس نے کہا۔"

"چلیے تھیک ہے۔ ہم پرانی توبیٹ قم کے جا سوکی بیان لوگ، ہم سے اپنے بعض مسائل حل کرتے ہیں۔"

"اوہ! اب میں سمجھ گیا۔ تو آپ وہ شوکی برادری اس نے چونک کر کہا۔"

"تو ہیں نے کب کہا کہ ہم یہ شوکی برادری ہیں۔" مکھن نے ڈرا سا من بنایا۔

"شکریہ! آپ نے یہ نہیں کہا تھا، یکن میں اسی دن سمجھ نہیں سکا تھا۔"

"خیر کوئی بات نہیں، اب سمجھ لیں۔ اخلاق بولا۔"

"آج ہمارے دفتر میں ایک صاحب آئے، انھوں نے اپنا نام لانا بتایا اور یہ بھی کہ وہ ایک شخص نواب فردی کا ملازم ہے، انھوں نے اسے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ اور آج رات انھیں ہم سے ایک ضروری کام ہے، لہذا اس پہنچ پر آ جائیں۔ ملاقات طے کر لی گئی۔ وہ نام اور پہنچ کا کارڈ دے کر چلا گی۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک اور صاحب آئے، انھوں نے اپنا نام بانکا بتایا اور یہ کہ وہ ایک شخص یسطحہ امر و کار ملازم ہے اور آج رات انھیں ہم سے کام ہے۔ لہذا وہ بھی ایک کافی ذہن پہنچ کر دے گی۔ اس وقت دونوں پتوں پر توجہ نہیں دی۔ دو دو کی دو پادشوں میں تقسیم ہو کر ہم جب پتوں کے مطابق پہنچ تو معلوم ہوا، دونوں اذیبوں نے ایک ہی پہنچ دیا تھا۔" نن۔ نہیں۔ وہ ہسکلایا۔

"اور وہ پہنچ آپ کے مکان تھا؟"

"اُف ماں! اس نے کاپ کر کہا۔"

"آپ کو کیا ہوا؟"

"یہ بھی ضرور آسیب کا چکر ہے۔"

"اس دقت وہاں جو کرنے والے ہے۔ اس نے اسیں بتایا

"میں آپ اسی وقت یہ کام کرنا چاہتے ہیں؟"

"نہیں۔ یہ کام دانت کے وقت مناسب نہیں رہے
گا۔ بسج کریں گے۔"

"بسج آپ سیرے پاس ۳ جائیں۔ یہ خود آپ کو
دہانے چاہوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ! شوکی نے کہا اور اس کے چہرے
پر پہنچ اسرار سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

ڈہ داپس آگئے۔ رفت نے اس قدر جدا نہیں
داپس آتے دیکھا تو، نہیں،

"علوم ہوتا ہے۔ ناکام داپس آتے ہو۔ مجھے
ساتھ لے جاتے تو ایسا نہ ہوتا۔"

"غلطی ہو گئی۔ بسج ساتھ لے جائیں گے۔" شوکی نے
بعل کر کہا۔

"غلطی ہونے پر جھنجلانے کی ضرورت نہیں ہوتی،
درد اور غلطی ہوتی ہے۔" وہ بولی۔

"اچھا بابا۔ اچھا۔ کان نہ کھاؤ۔"

"کان نہیں۔ بتاشے نہیں۔ جن کو میں کھا جاؤں
گا۔ اس نے کہا۔

"بتاشے۔ یہ کیا ہوتا ہے؟"

کہ ان ناموں کا کوئی آدمی وہاں نہیں رہتا۔" ہم آپ ۷

نام پتا معلوم کر کے یہاں آگئے۔ یہ ہے گل کہاں؟

"ہوں! بہت عجیب ہے۔ ذرا وہ کارڈ دکھانیے:

شوکی نے کارڈ اور پتے والا کافندہ اس کے سامنے را
دیے۔ اس نے دونوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا، پھر بولا:

"اب اس بارے میں تیس کیا کہ سکتا ہوں۔"

"ایک کام تو آپ کرہی سکتے ہیں۔"

"اور وہ کیا؟" اس نے جلدی سے کہا۔

"یہ کہ، میں اس مکان کو انہد سے دیکھ لیتے دیں۔

شاید ہم اس کو جنون اور بخوبیوں سے پاک کر دیں۔"

"کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"یقیناً ہو سکتا ہے۔" شوکی بولا۔

"اگر اسہا ہو گیا تو میں آپ کا من لڑوؤں سے بھر
دوں گا۔"

"لڑوؤں سے، یکن محاورہ تو موتیوں سے بھرنا ہے۔"

"اینی طاقت کے مطابق ہی بھر دیں گا نا جناب؟ اس
نے کہا۔

"میں نہ لڑوؤں کی ضرورت ہے، نہ موتیوں کی۔"

میں صرف اجازت کی ضرورت ہے۔"

کے سوا میرے پاس کوئی آمدی کا ذریعہ نہیں ہے۔
پڑھ ملادمت کرتا تھا، لیکن پھر بیماری نے آگھرا،
وہ روز کی چھٹیوں کی وجہ سے ملکے کے میخانے تکال
دا۔ اس وقت سے پھر کوئی ملادمت نہیں ملی۔
تکہ ہے کہ میں نے اپنے آبائی مکان کو کرانے پر
ایتنے کا فیصلہ کر لیا اور خود وہ پھونا سا مکان کرانے
ہدے لے لیا۔ لیکن جلد، ہی کرانے داروں کے بھائیوں
کا بسلد شروع ہو گی۔ پتا نہیں، اس میں کہاں سے
کوئی آیب آگھا۔

”خیر۔ آپ فکر نہ کریں۔ آج ہم اس آیب کو
بھکار دیں گے۔“

رضوان نے دروازے پر دستک دی۔ اسی آدمی
نے دروازہ کھولا، اس نے رضوان کو دیکھ کر بُرا سا
ہٹا دیا۔

”آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا جناہ۔
آپ کو چاہیے تھا کہ پڑھے، ہی بتا دیتے کہ یہ مکان
آیب زدہ ہے۔ آپ مجھے ایک اور مکان تلاش کرنے
میں مکن قدر دقت ہو دہی ہے۔“

”آپ فکر نہ کریں۔ یہ دیکھئے۔ میں ان حضرات کو

”لیجئے۔ اُنھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ بتائے کیا ہے
ہی۔ جائیتے جا کر اپنی اتنی جان سے پوچھ لیجئے۔
وہ آپ کو بتائیں گی کہ بتائے کیا ہوتے ہیں۔
ویسے بتاؤ تو سی۔ ہوا کیا؟“
”خاک بھی نہیں۔“

”پوچھ پیغ۔ یہ تو بہت بُرا ہوا کہ خاک بھی نہیں
ہوا۔ اس نے ہنس کر کہا۔“

”ماں کھاؤ گی کیا؟“
”نہیں۔ تفصیل سوؤں گی۔“ وہ فوراً بولی۔
آخر اسے تفصیل سنانا پڑی۔ دوسرا دن
جمع رمضان کے گھر پہنچ گئے۔
”آپ ہی گئے۔ میں آپ کا ہی انتظار کر رہا
تھا۔ پہلے میں تیار ہوں۔ اورے ہاں، آپ چانے
پہنچ گے؟“

”ناشا کر کے آ رہے ہیں؟ شوکی نے کہا۔
وہ اس کے مکان پر پہنچے۔ یہ بہت پرانا، لیکن
اچھی حالت میں تھا۔“

”کیا یہ آپ کا آبائی مکان ہے؟“
”جی ہاں! میں ایک غریب آدمی ہوں۔ اس مکان

لایا ہوں ۔ یہ بھارے اس مکان کو جات لود بخونا زیس ہے؟
سے پک کر دیں گے:

”نہیں ۔ یا پھر یہ سے علم میں یہ بات نہیں ہو گی۔“
”یہ پاک کریں گے ۔ یہ توکل کے بچے ہیں ۔ اتنا اپنی بات ہے：“

”وہ بخور جائزہ لیتے رہے ۔ تمام کمرے ایک جیسے
ہے کہ ہم کل کے بچے ہیں ۔ لیکن ہم بخوبیں کوہاڈ فرنی تھا فاؤس کا۔“
کے ماہر خیال یکے جاتے ہیں ۔ مکھن نے شوخ آوازیا ۔ ”آپ حضرات نے فرق مرا خطا فرمایا：“

”تو گیا آپ اس قسم کے کام پڑھے بھی کرنے اس لگ ۔ کون سا فرق؟“ رضوان نے جزاں ہو کر کہا۔
”ہیں؟“ وہ بولا۔

”بھی سمجھ لیں ۔ اب آپ لوگ ایک کمرے میں ملاں کرے یہیں فاؤس نہیں ہے ۔ صرف
کہیں ۔ تاکہ ہم اس مکان کا اچھی طرح جائزہ لے بیٹاں کرے یہیں فاؤس کیوں ہے؟“

”بہت بہتر ۔ اڑ کرے ۔ آسیب سے بجات مل بالا۔“
”نہیں ۔ میں نے یہ لگوایا ہے ۔ رضوان نے کہا۔“
”آئیں؟“ رضوان فردًا بولے۔

”لیکن آپ اپنے باپ دادا کے زمانے میں اس فاؤس
آنکھوں نے مکان کا جائزہ یعنی شروع کیا ۔ جو اور پختے رہے ہیں؟“
اور کرانے دار ساخت ساختہ تھے ۔

”اس مکان کو آپ کے باپ دادا نے خود بخونا لالاں کو نہیں دیکھا۔“

”تھا یا خریدا تھا؟“
”میرا خیال ہے ۔ خریدا تھا۔“

”آپ کے خیال میں اس مکان کے بچے کوئی نہ ہے۔“
”بڑی مل سکے گی؟“ شوکی نے پوچھا۔
”بڑی بڑی ۔ لیکن سیرٹسی کی یہاں کیا ضرور ہے۔“

اس قافس تک تو لاحظ اس میز پر پھڑنے سے پلا جا
گا، چھت نیادہ اوپنی نہیں ہے:

”وہ یہ دیکھ چکا ہوا لیکن شاید ہمیں سیرٹھی
کی ضرورت پڑتے گی“

”سیرٹھی آپ کوں جاتے گی۔ فکر نہ کریں بلکہ
نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔ چلو بھائی۔ اس میز کو فانوس
کے نیچے لے آؤ۔“

”ایک مش بھائی جان۔ آخر آپ کو سیرٹھی
خیال کیوں آیا؟“

”فانوس کا فرق نظر آنے کے بعد میں نے اس
کمرے کا بغور جائزہ لی تو مجھے فرش پر ایک بُجھا
گول گول نشان نظر آتے۔ میرے ذہن میں سیرٹھی
کا خیال ابھرا کر کیاں اس بُجھ سیرٹھی تو نہیں دکھانی جاتی
”اوہ۔ ان کے سر سے کلکا۔“

”اور وہ نشان کیاں ہیں؟“

”وہ رہے۔ اس دیوار کے پاس۔“ شوکی نے اشارہ
کیا اور میز پر پھڑا گیا۔ باقی ان نشانات کی مرن
دیکھنے لگے۔ چند سینکڑے لمحے جائزہ لینے کے بعد مکھن بولا

”اس میں شک نہیں۔ یہ نشانات سیرٹھی کے ہی
ہیں۔ جب کہ اس کمرے میں کوئی سیرٹھی موجود نہیں ہے۔
”لہو یہ فانوس گھوم بھی دتا ہے۔“ شوکی نے پر جوش
انداز میں کہا۔

”فانوس کا گھومنا تو کوئی عجیب بات نہیں۔“ رضوان
لے مز بنایا۔

”ہاں! یہ صحیح ہے۔ عجیب بات نہیں، لیکن۔
جس انداز میں یہ گھوم رہا ہے۔ وہ عجیب بات ضرور
ہے۔ اسے۔ اسے۔ وہ دیکھیں۔ دروازہ کھل گیا ہے۔“
خوبی بعد میں چلا اٹھا۔

”وہ اس سمت میں گھوم گے۔“ دیوار میں ایک خلا
تمہارا ہو چکا تھا اور یہ خلا فرش پر بننے ان نشانات
کے پاس تھا۔

شوکی بھی میز سے اتر کر اس دروازے کے پاس میلا
آیا۔ سب آنکھیں پھاڑ کر اس خلا کو دیکھ رہے تھے۔
وہ گھب اندر پڑا تھا۔

”پستے ایک ٹارپچ - ٹھس جب سے ٹارپچ کیوں نہیں
کلتے۔“ شوکی نے جملہ کر گما۔

”م۔ میں۔ پستے ہی ٹارپچ۔ جب میں ٹلاش کر چکا

ہوئی۔ اس نے وکھلا کر کہا۔

"ٹمادپ ٹلاش کر پکے ہیں، جیب میں۔" یہ آپ کی
گز رہتے ہیں۔ یہاں ٹمادپ اس قدر چھوٹی چیز ہے اور
آپ کی جیب اس قدر بڑی ہے۔

"آپ میری جیب کے بارے میں۔ اور یہ بچے
مل گئی ٹمادپ۔"

لکھن کا لادخ باہر نکلا تو اس میں ایک پسل ٹمادپ
تھی۔ شوکی نے ٹمادپ دش کی اور اس کی روشنی غلام
میں ڈالی۔

انھیں ایک کنوں نظر آیا۔ کنوں دیکھتے ہی شوکی
نے کانپ کر کہا۔

"اُرے باپ دے۔ تھانے کی بجائے کنوں
یہ تو معامل گڑا بڑا گتا ہے۔"

"گڑا بڑا سے آپ کی کیا مراد ہے؟" دھوان نے کہا۔
"بس دیکھتے جائیں۔ پہلے بڑی ٹمادپ اور سیز گی
کا استظام کریں۔"

دو فون باہر نکل گئے۔ جلد، ہی وہ ٹمادپ اور سیز گی
لیئے دہاں آگئے۔ اب بڑی ٹمادپ کی مدد سے کھوئی
کو دیکھا گیا۔ اس کی تھر آ رہی تھی اور سیز گی

وہ سبک پہنچ سکتی تھی؛ چنانچہ انھوں نے سیز گی کھوئیں میں
نکار دی۔ اب شوکی ٹمادپ لادخ میں یہے کھوئیں میں
اُترنے لگا۔

"آپ۔ آپ کے پاس کوئی ہستیار نہیں ہے جہاں
چون۔ لکھن۔ دولا۔"

"تب پھر۔ تم کیا کہنا چاہتے ہوؤ؟"

"یکوں نہ ہم انکل کاشان کو فون کر دیں۔ اور یہیں کے
ساتھ اس کھوئیں میں اتریں۔"

"تم انکل کاشان کو فون کر آؤ۔ میں وہ کہ نہیں سکتا۔"

"اچھی بات ہے۔ جہاں جان ذرا آپ فون کر آئیں۔
لکھن نے اخلاق سے کہا۔

"اور تم یکوں نہیں پڑھتے جاتے۔ اخلاق نے اسے گھورا۔"

"وہ۔ یہ۔ میں اس کھوئیں کے پاس سے نہیں
ہٹ سکتا اس وقت۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"تو پھر اشفاق بھائی۔ ذرا آپ، ہی ہمت کریں۔"

"یہکن یہ ہمت تم خود یکوں نہیں کر لیتے۔ اشتان
مل گیا۔"

"آپ یکوں نہیں۔" لکھن نے من بنایا۔

"میں اس وقت کھوئیں کے پاس سے نہیں ہٹ سکتا۔"

"یہی تو شکل ہے۔ اپنا بھی یہی حال ہے، لیکن
جانا تو پڑے گا ہی؟"

کہ کر نکن نے باہر کی طرف دوڑ گا دی۔
باہر نکل کر اس نے پیلک فون بوچہ کا پتا کیا اور
اس سمت میں دوڑ پڑا۔ جلد ہی وہ فون کر کے
ولٹا۔ اس کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے بیجے
سا احساس ہوا۔ اس نے یخونگ کر کمرے کا جاتن
یا۔ سب کے سب بے ہوش پڑتے تھے۔ وہ پیلک
کر آگے بڑھا۔ اور کنوئیں سیک آیا۔ کنوں اب تاریک
غا۔ اس میں نہ یہڑھی نظر آ رہی تھی، نہ شوکی۔
وہ دھک سے دہ گیا۔

"یا اللہ دم۔ یہ سب کیا ہے؟"

پھر اس نے اپنے بھائیوں، رضوان اور گرانے در
کو باری باری ٹلیا، لیکن وہ ہوش میں نہ آ کے۔
س کا بھی چا۔ وہ یہ کھوئیں میں آتے جاتے اور دیکھ
لے اس کے اندر گیدا ہے، لیکن یہڑھی تواب نظر آ رہی
ہیں۔ رہی تھی۔ ایسے میں اسے اپنی ٹارپچ کا خال
یا۔ اس نے جلدی جلدی بیجے میں ٹارپچ کا خال
لی اور پھر اسے دش کر کے کھوئیں میں دیکھا۔

کھوئیں میں کوئی سیرڑھی نہیں تھی، نہ شوکی موجود تھا:
”اُنت میرے اللہ! بھائی جان کو زین کھا گئی یا
آسمان بھل گیا۔ یہ کیا ہو گی۔ اور ان لوگوں کو کیا
ہوا۔ یہ کس طرح بے ہوش ہو گئے۔ میں کہوں تو کی کرو
وہ سوچ میں لگنے جانے لکھنے دیر تک بیٹھا دے،
پھر باہر گاؤڑی کی آواز میں کر چونکا۔ اور آٹھ کر باہر کی
دفت بھاگا۔

انپیکٹر کاشان جیپ سے آت رہے تھے۔

پُر اسرار کنوال

"ہاں لکھن - کیا بات ہے - تم نے مجھے فون کیوں کیا تھا - اور تم اس قدر پریشان کیوں ہو۔ کیم انسپکٹر جلال نور سے واسطہ تو نہیں پڑا گیا؟
بھی نہیں - ان کا تو یہاں نام و نشان نہ کہ نہیں:
چھر کیا بات ہے؟"

لکھن نے جلدی جلدی ساری بات انھیں بتائی۔
ان کی حرمت کا کیا پوچھنا۔

"آؤ اندر چل دیکھیں:

بُجُونی گوہ اس کمرے میں داخل ہوتے۔ لکھن زور سے اچھلا۔ اب وہ سب لوگ بھی غائب تھے۔ جو یہ بھوش ہو چکے تھے۔

"یا اللہ رحم - بے ہوش لوگ بھی غائب ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ نکل۔"

"میں کیا بتا سکت ہوں - میں تو ابھی ابھی آیا ہوں:
انھوں نے بوکھلا کر کہا۔

اپنی ٹمارپ سے ذرا اس کنوئیں کا جائزہ لیں۔
انپکٹر کاشان نے کنوئیں میں جھانکا۔ ٹمارپ کی روشنی
ہرائی۔ اندر پچھے نظر نہ آیا:

"یہاں تو پچھے بھی نہیں ہے؟"

"پچھے اتر کر دیکھا پڑے گا؟"

"کیمیں ایسا نہ ہو کہ، تم بھی غائب ہو جائیں۔ انھوں
نے گھبرا کر کہا۔

"چلیے اچھا، ہی ہے۔ اپنے ساتھیوں کے پاس چنچ
جائیں گے۔"

"ٹھہرو۔ میں یہڑھی اور روشنی کا استظام کر لتا ہوں۔"
یہ کر کر وہ باہر نکل گئے۔ جلد ہی پولیس والے
یرڑھی اٹھاتے اندر داخل ہوئے۔ یہڑھی کو کنوئیں میں
ملکا دیا گی۔

"اب چلو پچھے اُترو۔"

آن میں سے کوئی شش سے مس نہ ہوا:

"تم نے صنانہیں۔ میں نے کیا کہا ہے؟

"لگک - کیمیں، تم بھی غائب نہ ہو جائیں مر۔ ان میں

سے ایک نے گبرا گرا کر گما۔

"اوہ ہو! کیا مصیبت ہے - اچھا ہٹو - میں جاؤں گا یپھے تو وہ بولے۔

اود وہ سیرمی کے ذریعے یچے اترنے پڑے گے۔
وہ سب بھاک کر ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آزمی
تیک پہنچ گئے۔

"ادے! یہ کیا ہے ان کے مز سے بکلا۔

ساتھ، سی وہ دیوال کی طرف بڑھے۔ اور ان کی انداز
سے اوچھل ہو گئے۔

"اکل - آپ ہمیں ہیں نا - ذرا بات کرتے دیسے۔
تاکہ ہمیں سلام ہوتا رہے۔ کہ آپ ابھی تک غائب
نہیں ہوئے اور خیریت سے ہیں۔" مکھن نے جلدی جلدی کہ
یہیں انپکٹر کاشان کی طرف سے کوئی جواب:
ملا۔ اب تو ان کی ٹھی گم ہو گئی۔ مکھن چلایا:

"اکل - کیا آپ بھی غائب ہو گئے۔ اگر ہو گئے
ہیں تو جواب تو دیں"

"کیا کما۔ اگر غائب ہو گئے ہیں تو جواب تو دیں"

"نم - میں غلط کر گیا۔" مکھن گبرا کر بولا۔

"اب - اب کیا کیا جائے۔ سر بھی غائب ہو

گئے۔ ایک کا نشیل نے کہا۔

"اب آپ بھی باری باری غائب ہو جائیں۔"

"ہے - یہ آپ کیا کہ رہے ہیں؟"

"آپ - پتا نہیں۔ ایسے میں جو سو بھروسے ہے۔
بس وہی کو رہا، سوں۔ میں بھی آخر اپنے تین سے
بھائی گم کرائے بیٹھا ہوں۔"

"نم - ہم تو نہیں اتریں گے اس کنوئیں میں۔"

"آپ کے انپکٹر صاحب آپ کے بارے میں کیا خیال
کریں گے۔ یہ سوچ لیں؟" مکھن نے ظہری یعنی میں کہا۔

"سوچ یا۔" کچھ بھی خیال کریں۔ اب نہ ایک ہزار
روپے تنخواہ کے لیے اپنی جان کس طرح دے دیں۔"

"ہیں۔ تو کیا اس کنوئیں میں اترنا جان تنخواہ ہے؟"
تو اور کیا۔ آپ دیکھ نہیں رہے۔ جو اترنا۔ داپس

نہیں آیا۔

"یکن یہ کس طرح معلوم ہو کر یچے کی ہے؟"

"اتنا ہی شوق ہے تو آپ بھی اُتر کر دیکھ لیں۔"

"میں اتروں لگا ضرور۔ یکن۔" یہ اختمام کرنے

کے بعد کہ میرے غائب ہونے پر بھی کام نہیں رکے
گا۔ اب اگر میں اسی وقت اُتر جاؤں۔ تو آپ تو کچھ

بھی نہیں کریں گے۔ یہاں کوئی تو ایسا ہونا پڑا ہے۔
جو اس مم بر کام کر سکے؟
”ہم سمجھے نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟
”اہمی سمجھ جائیں گے:

یہ کہ کمر محسن نے ایک بار پھر باہر کی طرف دد
گا دی اور فون بوتھ پر پہنچ کر آئی۔ جی انوار عالم
کے نمبر ملائے۔ دو تین جگہ فون کرنا پڑا، تب کہیں
وہ ملے۔ انھیں جلدی جلدی سادی کہانی محسانا پڑی۔
آخر اس کے خاموش ہونے پر وہ بولے:

”ایچی بات ہے۔ میں مزید فری لے کر آ رہا ہوں۔
”مت بہت شکریہ سر۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔
اور پھر وہ واپس ان لوگوں کے درمیان پہنچ گی۔
آپ کہاں گئے تھے؟ ایک نے بڑا سامنہ بنایا۔
”اپنے ایک مہربان کو ان حالات کی اطلاع دیتے
گیا تھا۔ آپ لوگ تو یونچے اتر نہیں رہے۔ اب کوئی
تو ایسا ہوتا ہی چاہیے جو اس کنوئیں میں اترے۔
”جیزت ہے۔ اس کوشی کے یونچے کنوں آ کھاں
سے گیا۔ ایک کاشتیل نے کہا۔
”کنوئیں سے پرچیں۔ محسن نے بڑا سامنہ بنایا۔

”اب ہم کی کریں؟“
”اپنے آپ سے پرچیں۔ آپ کے آئھر غائب
ہیں۔ ان حالات میں آپ کو کیا کرنا چاہیے؟
”نہیں۔ اپنے آئھر کا اطلاع دینا ہو گی۔
”تو ایک آدمی جا کر فون یہ اطلاع دے کرے۔
لے کوئی اخراج نہیں ہو گا؟“
”آپ کو اگر اخراج ہو تو بھی، یہیں کیا پرداز؟“
”ہاں ایسے بھی نہیں ہے۔ خیر۔ آپ جا کر اطلاع
کر آئیں۔
ان میں سے ایک چلا گیا۔ پندرہ منت بعد آئی۔ جی
صاحب دہاں بست سے ماتحت کے ساتھ پہنچ گئے۔
در ۲ کر انھوں نے پہلے تو کنوئیں کا اچھی طرح معاذ
کیا، پھر ایک ماتحت سے بولے:
”سب انپکٹر رازی۔ آپ یونچے اتریں۔“
”خیز۔ جی ہتر۔“ اس نے تھبرا کر کہا۔
”ذر محض کر رہے ہیں؟“
”نہ۔ نہیں سر۔“ اس نے کہا۔
”اگر ذر رہے ہیں تو ذر جائیں، کوئی اور چلا جائے
گا۔“ بولے۔

بناؤں گا کر نیچے اترتے ہی کیا نظر آتا ہے۔ ایک ماتحت
وہ اٹھا۔

"لیک ہے۔ بہت خوب۔ آئی جی صاحب نے خوش
ہو کر کہا۔

اب بوجہ ماتحت سیرہ می کی طرف بڑھا۔ سب دکھ
سے رہ گئے۔ سب پسکڑا، اب انھیں نیچے پڑا نظر نہیں
آ رہا تھا۔

"یجھے اپ کے سب اپکڑ بھی غائب ہو گئے؟"
"اللہ پہنا دھرم فرمائے؟"

حوالدار جو نیچے جانے کے لیے بالکل تیار تھا۔ تھرا
اٹھا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا
جا رہا تھا۔

"ڈر لگ رہا ہے۔ صوبے خان۔ آئی جی صاحب روئے۔
"نہیں سر۔ میں نیچے آت روں گا۔" یہ کہ کر اس
نے سیرہ می پر اتنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ
آخری ڈنڈے پر پسخ گی۔

"ایک منٹ خان صاحب۔ اپ اس ڈنڈے پر
ہی رک کر دیکھنے کی کوشش کری۔ پسخ نظر آتا ہے۔
"اچھی بات ہے۔ اس نے کہا اور اس سمت میں دیکھا،

"نہیں سر۔ میں ہی جاؤں گا۔ اس نے کہا۔
وہ سیرہ می کے ذمیع نیچے اترنے لگا۔ اب
وہ اس پر نظر جاتے کھڑے تھے۔ نیچے اترنے والے
اس کے مذے سے مادے یحیت کے لکلا۔

"اوے! یہ کیا؟"
"خبردار۔ آگے نہ بڑھیں، یہیں رک کر تائیں۔
اپ کو آگے کیا نظر آ رہا ہے؟ کھن چلایا۔
"وہ تھے۔ وہ۔

اس سے زیادہ اس کے مذے سے پکھ نہ نکل سکا
وہ آڑ سے گرا اور بے ہوش ہو گی۔
"یہ صاحب غائب تو نہیں ہوتے، البتہ بے ہول
ہو گئے ہیں۔ کھن ہوا۔

"یکن، ہمیں بتا کچھ نہیں سکے۔ آئی جی جو لوئے۔
"اب کوئی نیچے اترنے کے لیے تیار ہے۔
"سب نے ایک دوسرا کی طرف دیکھا یہے
کسی میں رحمت نہ ہو۔

"اچھی بات ہے۔ اب میں آت روں گا۔ آئی جی داد
لوئے اور سیرہ می پکڑا۔

"نہیں سر۔ میں جاؤں گا اور ان شاء اللہ اک

پھر نبی میں سر ہلا کر بولا :
”نہیں اس طرح پچھے نظر نہیں آ رہا۔ میں اب
پچھے قدم رکھتے ہیں۔ جو نظر آئے گا۔ اس کے بارے
میں بتا دوں گا۔“

”اچھی بات ہے۔“ آئی جی صاحب نے کہا۔
اور پھر اس نے زمین پر پاؤں رکھ دیا۔ سب
کے دل دھک دھک کرنے لگے۔

”جن - جن - بحث -“
اُس کے منہ سے نکلا اور پھر وہ بے ہوش ہو گی۔
اُس کا مطلب ہے۔ پچھے قدم رکھنے والوں کو
کوئی جن بحث نظر نہ تھے ہیں۔

”لہ! اب میں اُتر سکتا ہوں۔“ مکھن بولا۔
کیا مطلب؟ آئی جی صاحب بولے۔

”جی ہاں! ہم وگ جوں اور بخوتلوں سے نہیں ڈرتے۔
تو اب تک کوئی رُکے رہے؟“
”یہ سادی کوشش کرانے کے لیے۔“ مکھن نے جواب دیا۔
”لیک ہے آفتاب۔ تم جائیں گے، ہو۔ مجھے ایدے
ہے۔ تم خرد کوئی کام دھاواں گے۔“

”ال شاء اللہ۔“ مکھن نے کہا اور یہ رسمی پر اٹرنے لگا۔

”یہ لے جوہ۔ بے دریغ فائز رکر دین۔“ آئی جی صاحب
نے ایک پستول اسے دیتے ہوئے کہا۔
”چاہے کسی انسان کو لگ جائے۔“ مکھن بولا۔
”بھی جن بحث کا نشاد وسیگے تم یا انسان کا۔ انھوں
نے ہمراہ مٹ پیا۔
”نشاد یعنی کی محنت میں تو جن بحث کا، ہی ہوں گا۔“
مکھن نے کہا۔

”اچھا تم جاؤ۔ الف راک ہے۔“
مکھن پچھے اترتا چلا گی۔ یہاں تک کہ آخری ٹینکے
پر پیٹھ گی۔ اس نے اس محنت میں دیکھا۔ کنوئیں
یہ اسے ایک دروازہ نظر آیا۔ اس دروازے کے
دوسری طرف کوئی موجود تھا۔ اس کا سایہ اسے نظر
آ رہا تھا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تھا۔ سائے کا نشاد
لیا اور فائز کر دیا۔ کنوئیں میں فائز کی آواز گرج
اٹھی۔ ساٹھ بھی مکھن نے زمین پر پاؤں رکھ دیا۔
اب اس نے اندر دیکھا۔ سایہ جوں کا توں کھڑا تھا،
جوہی اس کے چہرے پر اس کی نظر پڑی، تڑے
گرا اور بے ہوش ہو گیا۔
”وہ بھی۔“ مکھن بھی بے ہوش ہو گی۔ کمال ہے۔

”بس تو پھر ہم اس وقت تک اترتے رہیں گے،
جب تک کہ ان لوگوں کو اپر لانے کے قابل نہیں
ہو جاتے۔ یا سب غائب ہو جائیں گے یا اپنے ساتھ
کو دلپس لائیں گے۔“

”بیسے آپ کی رضی سر۔ پھر آپ نہیں۔ ہم
بدی باری اُتریں گے۔“

اچھی بات ہے۔ یہ بات میں تحریر مان لیتا ہوں،
لیکن بہرحال سب سے آخر میں میں اُتروں گا۔“

”ٹھیک ہے۔“

”وہ باری باری اُترتے چلے گئے۔ بے ہوش ہوتے
چلے گئے اور غائب بھی ہوتے چلے گئے۔ آخر میں آئی جی
صاحب ایکلے رہ گئے۔ انہوں نے اپنے چاروں طرف
دیکھا۔ وہاں ان کے علاوہ کوئی نہیں بیجا تھا۔ وہ
جاتھے تو رہماں سے ووٹ کر اپنے گھر جا سکتے تھے،
لیکن کو روپڑ کر سکتے تھے۔ لیکن۔ ان کی غیرت نے
یہ گوارا نہیں کیا۔ وہ بھی نیچے اُترتے چلے گئے۔ اور
پھر جونہی انہوں نے نیچے قدم رکھا۔ انہیں واقعی
ایک بُھوت نمائشے نظر آئی اور ساتھ ہی وہ بے ہوش
ہو گئے۔ جب کافی دیر گز رکھی اور کوئی اور سیڑھی کے

جو نیچے جاتا ہے۔ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب
ہے۔ گولی چلانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آئی جی
صاحب نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

”اب کیا کریں سر؟“

”یہ تو۔ محسن کا جسم بھی غائب ہو گی۔ اے بھی
اس خلد میں گھیٹ یا ٹھیکا۔ جس میں پہلے ہی اتنے
لوگوں کو گھیٹا جا چکا ہے۔“

”ماہرین کو بلانا ہو گا سر۔ کہی نے کہا۔“

”ماہرین۔ کس چیز کے ماہرین کہو؟“

”جنوں اور جھوپوں سے مقابلہ کرنے والے ماہرین کو
”نہیں۔ اب میں نیچے جاؤں گا۔ دیکھتا ہوں اسی
رجن کے بچے کو۔ آئی جی صاحب خراست۔“

”نہ۔ نہیں سر۔ آپ نہ جاتیں۔“

”لیکن یکوں۔ پھر کون اُترے گا۔ اتنے بہت
سے لوگ نیچے جا کر بے ہوش ہو چکے ہیں اور غاب
ہو چکے ہیں۔ تو کیا ہم یہ عطا مل جوں کا توں چھوڑ
دیں گے۔ انہوں نے بھٹائے ہوئے انداز میں کہا۔“

”نہ۔ نہیں سر۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔“ ایک نے
ہسکلا کر کہا۔

ذیلے بچے ن آیا تو وہ جھوٹ نما شے اس خلا میں
سے بکل کر کنوئیں میں آ گئی۔ اس نے آپر دیکھا۔
پھر پڑھی پڑھ کر آپر آئی۔ اور فانوس کے ذیلے
کھنک والا راتا بند کر دیا۔ اس کے بعد خود پھر کنوئیں
کے خلا میں داخل ہو گئی۔

شوگر برادر کو ہوش آیا تو انھوں نے خود کو ایک
شان دار محل میں پایا۔ محل کے چاروں طرف خوار
چل رہے تھے۔ دنست اور پودے لہما رہے تھے۔
ہزار لا قسم کے پھول ہوا جس جھوم رہے تھے۔ یہ سارا
نظر انھوں نے محل کے اندر اس لیے دیکھ دیا کہ کب
کے چاروں طرف کھڑکیں تھیں۔ ان میں شیشے لگے تھے اور
ان شیشیں سے وہ سب کچھ بالکل حادث دیکھ رہے تھے۔

جس کمرے میں وہ بے ہوش پڑتے یا نے گئے تھے
وہ ہال ناکرہ تھا۔ شوگر یہ دیکھ کر اچھل پڑا کر
وہاں صرف دری نہیں۔ ان کے علاوہ آئی بھی صاحب
ادد بہت سے دوسرے لوگ بھی بے ہوش پڑتے تھے۔
آہست آہست سب لوگ ہوش میں آ گئے۔ آئی بھی صاحب
کی جرأت میں ڈوبی آواز آئی۔

"ارے: یہ، تم کہاں ہیں؟"

"کم از کم یہ وہ کنوں تو نہیں ہے سر: شوگر بولا۔
اس کی آواز سن کر وہ پونک آئے:
شوگر! یہ سب کیا ہے؟
"یہ آپ بتائیں سر۔ ہم تو غاباً سب سے پہلے
بے ہوش ہوئے والوں میں سے ہیں۔ بعد ہیں بے ہوش
ہونے والے بتا سکتے ہیں کہ کیا چکر ہے؟
"میں صرف یہ بتا سکتا ہوں کہ تمہارے غائب
ہونے کے بعد ہم نے یہاں کیا۔
غائب ہونے کے بعد۔ شوگر بولا۔
"اہ! میں بتاتا ہوں۔" مکھن کی آواز ابھری۔ اور
پھر اس نے تفصیل سنا دی۔ اس کے بعد آئی بھی صاحب
نے اپنے اترنے تک کی تفصیل سنا دی۔
"یعنی اب ہم کہاں ہیں؟
ایک بہت پُر فضا محل میں۔ اس تعداد شان دار جگر
کے بارے میں تو ہم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہو
گا۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے ہم مر گئے ہوں۔ اور ہمیں
جنت میں پہنچا دیا گی ہو۔
اڑے پاپ رے۔ اخلاقی نے کاپ کر کیا، پھر اس
سے پہنچنی الگی کاٹ ڈال۔ ساتھ ہی اس کے مزے سے

چھ نکل گئی۔

”کم از کم ہم خواب نہیں دیکھ رہے۔ اس نے جگرا کر کہ
”یہ بات تم اتنے یقین سے کس طرح کر سکتے ہو۔
خواب دیکھنے والا ایک شخص خواب میں کیا اپنی آنکھی نہیں
کاٹ سکتا۔“

”ہاں کیوں نہیں کاٹ سکتا۔ تفرور کاٹ سکتا ہے۔
اشفاق نے فوراً کہا۔

”لہذا ہو سکتا ہے۔ یہ خواب ہی ہے۔“
”یہ اتنے بہت سے دو یا ایک ہی خواب کس طرح
دیکھ سکتے ہیں۔“

”اس بات کا جواب بھی وہی ہے۔ یہ خواب ہم میں
سے کوئی ایک دیکھ رہا ہے، سب نہیں۔ اور یہ باتیں
خواب میں ہو رہی ہیں۔“

”حد ہو گئی۔ میں کہتا ہوں۔ یہ خواب نہیں ہے۔ لہذا
یہاں تو فون بھی موجود ہے۔ آئی بھی صاحب چلا اٹھے
اور فون کی طرف دوڑ پڑے۔ انھوں نے جلدی جلدی
اپنے گھر کے نمبر ملائے، لیکن سلسلہ نہ ملا۔ دفتر کے نمبر
ملائے، سلسلہ نہ ملا۔ ادھر ادھر کے کچھ نمبر ملائے کہ
کوشش کی۔ سلسلہ نہ ملا۔“

”کمال ہے۔ کیا سب کے سب نمبر خراب ہو گئے
اہل، لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“
”یہ بھی تو ہو سکتا ہے سر۔ کہ ہم اپنے ملک سے
بہر کہیں موجود ہوں۔ یا اپنے شہر سے باہر۔“
”اوہ۔ نبہر۔ میں کوڑ ڈائل کرنے کے بعد نمبر ٹالانے
کی کوشش کرتا ہوں۔“

اب انھوں نے پہلے اپنے شہر کا کوڑ ڈائل کیا۔
اللہ نمبر ملایا۔ نمبر نہ مل سکا۔ اب انھوں نے اپنے
ملک کا کوڑ ڈائل کیا۔ پھر شہر کا کوڑ ڈائل کیا اور
اس کے بعد نمبر ملا تھے۔

”دوسرے، یہ لمحے وہ اچھل پڑے۔ دوسری طرف
گھنٹا بجئے گئی تھی۔ اور پھر دوسری طرف سے رسیور الٹھایا
گیا۔“

"اوہ - تو ہم گم ہو گئے ہیں۔ آئی جی صاحب نے
لکھا کر کہ۔

"لیجیے - کہ رہے ہیں - تو ہم گم ہو گئے ہیں -
اپ کو نہیں معلوم ہے۔

"معلوم کرنے کی کوشش کرو رہے ہیں:
آپ عجیب بیگ کی باتیں کر رہے ہیں - اچھا پڑے
ہیں تائیں - آپ بول کہاں سے دے رہے ہیں؟
میں نہیں جانتا - صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ
ایسے ملک سے نہیں بول رہا - ہم محل نما ایک عمارت
میں قید ہیں - ابھی ابھی، میں ہوش آیا ہے۔ شوکی برادر
گی ساتھ ہیں۔ وہ تمام لوگ بھی ہو شہر سے غائب ہیں،
ہمارا موجود ہیں!"

"میکن آپ یہ کس طرح کر سکتے ہیں کہ آپ ملک
سے باہر کس موجود ہیں؟"

"میں نے پہلے صرف گھر کے نمبر ڈائل کیے تھے۔
ملد نہیں ملا، پھر شہر کا کوڈ لگھا کر نمبر ڈائل کیے،
ملد نہیں ملا، پھر ملک کا کوڈ ملا کر نمبر لگھانے تو
ملد مل گی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ام
بلد سے باہر کیں موجود ہیں؟"

کام خراب ہو چکا

"ہیلو - کون صاحب؟ انہوں نے اپنی بیگم کی آواز سنی۔
السلام علیکم بیگم۔ یہ ہوں - افواہ عالم۔"

"اُف میرے والک - آپ کہاں سے بات کر رہے
ہیں - یہاں سارے شہر میں کھلبی چی ہوئی ہے؟

"کھلبی - کیا مطلب ہے وہ چونکے۔"

"آپ کھلبی کا مطلب نہیں بھتھتے۔ انہوں نے جیزاں
ہو کر کہا۔

"وہ تو جاستا ہوں، لیکن ایسا کیوں ہے؟
آپ پوچھ رہے ہیں - ایسا کیوں ہے۔ شہر
آئی جی اپنے بست سے ماں کوں کے ساتھ غائب ہے
باتے - ساتھ میں شوکی برادر گم ہو جائیں۔ اور
لائکو سلاش کرنے کے بعد بھی نہ میں تو کی شہر میں
کھلبی نچھے گی۔"

انہاں لی گئی ہیں۔ یہاں کوئی یکٹنڈر دیغرو نہیں لگا ہوا!
”یہن آپ کو بتا سکتی ہوں۔ آج نوجہوری ہے
اور آپ یہم جھوری کو غائب ہوئے تھے:
”لودے۔ اس کا مطلب ہے۔ ہمیں گم ہوئے آٹھ
دن گزر چکے ہیں۔“

”لہن! آٹھ دن ہو گئے ہیں، آپ لوگوں کو تلاش
کرتے ہوئے۔“

”یہ تو آپ نے اور بھی خوفناک خبر سن دی ہیگم۔“
”میں یہ کر سکتی ہوں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟“
”ہوں۔ نیز۔ اب آپ وہی کریں۔ جو میں نے کہا ہے۔“
”میں ابھی ان سے مابطح تاہم کرنے کی کوشش کرتی ہوں
میں پھر فون کروں گا۔“

”بھی بات ہے۔ دُدھ سری طرف سے گما گیا۔
یہ ساری گفتگو ان سب نے سُنی تھی۔ یونہک
فون پر ہونے والی بات پوچھے کرے میں سنائی
دے رہی تھی۔“

”اللہ اپنا دم فرمائے۔ ہمیں تو اپنے ملک سے کہیں
اور لے آیا گیا ہے۔ آخر یکوں؟ سوال تو یہ ہے:
آئی جی صاحب نے بڑھانے کے انداز میں کہا۔“

”اور آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ کہاں ہیں۔ کہ
ملک میں ہیں؟“
”نہ۔ نہیں۔“
”اپنا فون نمبر بتا سکتے ہیں؟“
”اس سیٹ پر کوئی نمبر درج نہیں ہے۔“

”اُن مالک۔ اب ہم کیا کریں؟“
”صرف اور صرف ایک کام۔ اور وہ یہ کہ ازا
حالات کی خبر انپکٹر جشید یا انپکٹر کامران مرتضیٰ کو اس
دیں۔ ہمارے شہر میں ایک مکان ہے۔ گھنٹانگی
مکان نمبر ۱۱۳۔ ہم اس میں داخل ہوئے تھے۔ ایک
میں ایک گھرے میں ایک فانوس ہے۔ اس فانوس
گھانے سے ایک خلا نمودار ہوتا ہے۔ خلا میں یہ
کنوں نظر آتا ہے۔ بس ہم لوگ اس کنوں پر یہ
اڑتے تھے۔ اور یہاں پہنچ گئے۔ یہ باتیں انہیں
کو بتانا ہوں گی۔“

”ایھا! آپ نکر دے کریں۔ میں ابھی رابط تاہم کر
ہوں۔ میں آپ کو پتا ہے۔ آپ کو غائب ہوا
وقت گزر چیز ہے؟“
”نہیں۔ اندازہ نہیں۔ ہمارے ٹھکوں کی گمراہ

"اب میں اس پر خود کرتا ہوں تو یہ بات ذہن میں
اپنی ہے کہ یہ سارا پروگرام ہمیں انہوں کرنے کے لئے
بنایا گی تھا۔ وہ دادا میں جو سعادت سے دغدھ نہیں
اس منصوبے کا ایک حصہ تھا۔ اس مکان یہی یہی
جو شخص ملا، اس منصوبے کا ایک حصہ تھا۔ مالک
مکان رضوان بھی منصوبے کا ایک حصہ تھا۔ انہیں یہیں
انہوں کرنا تھا۔ سو کر دیا۔"

میں اس وقت عمارت کا دوازہ کھل۔ ایک بلے
قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"آپ لوگ بالکل تھیک نہیں ہو رہے ہیں۔ یہم لوگ
آپ لوگوں کو انہوں کرنا پڑاتے تھے، لیکن صرف شوکی
برادر کو، اتنے بہت سے لوگوں کو نہیں۔"

"تو ہم لوگ واپس پہنچ جاتے ہیں۔ آپ بھی صاحب
جلدی سے بدلے۔"

"جب شوکی برادر میں سے ایک نہ آیا۔ اور
اس کے بجائے دوسرے آئے چلے گئے تو اس کے
انفصال میں، یہیں یا تیو لوگوں کو بھی وصول کرنا پڑا۔ اور
اس طرح آپ سب کو یہاں لانا پڑا۔"

"لیکن یکوں۔ اگر صرف یہیں انہوں کرنے کا پروگرام

خاتا اپ باتی لوگوں کو دہیں کونیں میں چھوڑ کر رکھے
نہیں شوکی نے کہا۔

"اہ! چھوڑ کر رکھتے تھے، لیکن پھر ہم نے پروگرام
بل دیا۔ اور سب کو لے آتے۔"

"ہمیں افسوس ہے۔ شوکی نے ذرہ بھرے انداز میں کہا۔
افسوس! لیکن کس بات پر؟"

"اس بات پر کہ۔ آپ کو سعادت دجنے سے اتنے
لوگوں کو لانے کی رحمت کرنا پڑا۔ آیندہ ہم ایسا نہیں
کریں گے۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا کو رہے ہو شوکی۔ ان حالات میں دماغ تو نہیں
اٹ گی ہے تھمارا۔"

"نہیں سر۔ ابھی تو عقل آئی ہے۔ اس محل سے
خوبصورت جگہ اودی کی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ ہمیں اس
میں زکنے کا وعدہ کریں۔ تو ہم ان کے لیے ہر دو کام
کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جو یہ کہیں گے۔"

"وقت بھر گئے مشر شوکی۔"

"اب اور کی کروں۔ بھروس بھی نہ۔" اس نے
مز بنایا۔

"کی مطلب۔ تم کیا بھرجے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ۔"

"پہلے ان کا پروگرام صرف ہمیں لانے کا تھا۔
یکنچھ پھر یہ دوسرے لوگوں کو بھی لے آئے، تاکہ ہم
لوگوں کی وجہ سے، ہم پر دباؤ ڈالا جائے۔"
"دباؤ۔ یکسا دباؤ؟"

"یہ، ہم سے کچھ کام لینا چاہتے ہیں۔ اور اگر
انکار کریں گے تو آپ سب کو جان سے مار دیتے کہ
وہیکی دیں گے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔" ان کے ہند سے مارے خون
اور چیرت کے نکلا۔

"اب اتنے بھی زیادہ اوہ نہ استعمال کریں، بے پر
کیا خیال کریں گے۔ کھنچنے نے گھبرا کر کیا۔"

"کون کیا خیال کرے گا؟"
"یہی۔ لفظ اوہ۔ سوچیں گے۔ ہماری کسی تقد
فضول خرچی کی جا رہی ہے۔"

"پتا نہیں، کیا اوٹ پٹاٹاگ باسیں کر رہے ہو؟ آپ کی
صاحب نے جتنا کر کیا۔"

"مرٹر شوکی۔ آپ کے اندازے بالکل درست ہیں۔
آپ واقعی بہت ذہین ہیں۔ اور، ہمیں واقعی آپ کی
ہی ضرورت تھی۔ ہمارا کام صرف آپ وگ کر کیجئے

ہیں اور کوئی نہیں۔ باقی لوگ یہیں رہیں گے۔ صرف آپ
بیرے ساتھ آئیں۔"

"آپ کا مطلب ہے۔ بیرے بھائی یہیں رہیں گے۔
اُر بالکل۔ صرف آپ آئیں۔ باس بہت سے
لوگوں سے ایک وقت میں بات نہیں کرتے۔ ایک وقت
میں صرف ایک آدمی سے بات کرنا پسند کرتے ہیں۔
اوہ اچھا۔ نیز۔ آپ لوگ آدم کریں۔ میں دیکھ
آتا ہوں۔" شوکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شوکی ذرا سوچ سمجھ کر۔ آئی جی صاحب پریشان ہو گئے۔
"فکر کریں سر۔" اس نے ملکا کر کیا اور اس کے
ساتھ باہر نکل گیا۔

اب اس نے دیکھا۔ باہر چاروں طرف ملٹری
کا زبردست پہرہ تھا، گویا ان کے لیے فرار کا کوئی
راتا نہیں تھا۔

"وہ اس کے لیے چلتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا،
کمرے کے درمیان میں ایک گول میز رکھی گئی تھی، اس
کے گرد شاہزاد گریسان موجود تھیں۔ ان میں سے چے
کریوں پر پھے آدمی بیٹھے تھے۔ ان کے چہروں پر
غمز، غرور اور دولت مندی پیک رہی تھی۔ یوں بیسے

"ٹھیک ہے۔ اس نے کندھے اچکائے
پھر پانچ منٹ کے انتظار کے بعد ایک بھادی بھر کم
آدمی انہوں داخل ہوا۔ وہ چھے کے پھے فوراً آٹھ کر
لھڑتے ہو گئے۔ شوکی بیٹھا رہا۔ یہ دیکھ کر باقی چھے کے
مزبان گئے:

"مرٹر شوکی۔ آپ کو جھی اخلاقاً اٹھنا چاہیے۔
دل میں جس کا احترام نہیں۔ اس کے لیے
انٹھ کر کیا کروں گا۔ یہ تو پھر صرف دکھادا ہو گا۔
وہ بولا۔

کوئی بات نہیں فوجوان۔ آنے والے نے کہا اور
اپنی گری پر بیٹھ گیا۔

اب فرمائیے۔ یہ سب کی پکڑ ہے۔ ہمیں اپنے
ملک سے یہاں کیوں لا یا گیا ہے؟
آپ لوگوں سے ایک کام ہے۔
ایسا کون سا کام ہے۔ کہ ہم کر سکتے ہیں۔ اور
آپ اپنے لوگوں سے نہیں کر سکتے۔ شوکی نے حیران
ہو کر کہا۔

پچھے کام ہوتے ہی خصوص لوگوں کے لیے ہیں۔ اس
کام کے لیے صرف اور صرف آپ لوگ مناسب ہیں۔ درجہ

۵۰ اس سادی دُنیا کے بادشاہ ہوں۔ ان کے چہوں
پر اونچی سی مکاہست کھیل دیتی تھی۔

"آئیے مرٹر شوکی۔ تشریف دیکھئے۔ یہ گری اپ کا
لیے ہے۔ ان میں سے ایک نے با اخلاق بچے میں کہا۔
یکس میں اس کرسی پر بیٹھنا پسند کر دیا گا۔"

نہیں۔ یہ ہمارے سر کے لیے ہے۔ وہ ابھی
آنے والے ہیں۔
تمام گُرسیاں ایک بیسی ہیں۔ وہ اس پر بھی بیٹھ
سکتے ہیں۔ شوکی نے کہا۔

"آپ پر گُرسیوں کی فکر کیوں سوار ہو گئی؟"
تجھ پر نہیں۔ آپ پر۔ آپ نے یہ کیوں کہا
تھا کہ میں اس گری پر بیٹھوں۔ یہ گری میرے لیے ہے۔
اچھا، آپ ہماری فرمائیں۔ بیٹھ جائیں۔ آپ اس
پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ہم سے شرائط منوا سکیں۔
لیجھے۔ بیٹھ گیا۔ اب فرمائیے۔ کیا بات ہے،
ہمیں اسی پر گر اسرار طریقے سے یہاں کیوں لا یا گیا ہے؟
سر ۲ کر وضاحت کریں گے۔"

اچھی بات ہے۔ ہم کس ملک میں ہیں؟
ایسا کسی بات کا جواب ہم نہیں دے سکتے۔

یہاں ہم انپکٹر جنید یاد انپکٹر کامران مرزا کو بھی بلا کئے تھے۔ اس نے کہا۔

” یہ سن کر اودھ حیرت ہوتی کہ کونی ایں کام بھی ہے جس کو انپکٹر جنید یا انپکٹر کامران مرزا نہیں کر سکتے۔ اور ہم کر سکتے ہیں۔“ شوکی نے کہا۔

” ہاں ہی بھی بات ہے۔“

” ہوگی، یہکن یہرے جلت سے نہیں اُتر دہی۔“ ابھی میں دعاخت کر دیتا ہوں۔ ہم آپ کو ایک عمارت تک پہنچائیں گے۔ وہ عمارت کہاں ہے کس کی ہے۔ یہ بتانے بغیر۔ اس عمارت کے مالک کو اپنے بچوں کے لیے چار اڑاؤ پڑھانے والوں کی خردوبت ہے، یہکن اڑاؤ کے استادوں کی نہیں۔ اڑاؤ جاننے والے طڑکوں کی۔ وہ کبھی جوان آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ کتنے کو وہ ایک عام آدمی ہے یا لیکن یہ ہم جانتے ہیں، وہ کیا ہے۔ بس آپ لوگوں کو اس کی ایک اللہری سے ایک فائل اڈا کر لائی ہے۔ فائل اس عمارت سے باہر لانا آپ کا کام ہو گا۔ اور آپ لوگوں کو یہاں آنکے آنا ہمارا۔ اور پھر یہاں سے آپ کو

آپ کے ملک بھجوا دیا جائے گا۔ یہ ہماری ذہنے داری ہے۔

” آپ بات سمجھدیں آئی کہ انپکٹر جنید اور انپکٹر کامران مرزا یہ کام کیوں نہیں کر سکتے۔ اور ہم کیوں کر سکتے ہیں، یہکن ہم فائلوں والی ہماری کس طرح کھوئیں؟“ شوکی نے کہا۔

” تالا کھون آپ کا کام ہو گا۔ چابیاں، ہم مہیا کریں گے۔ ان میں سے ایک چابی تو ضرور لگ جائے گی۔“

” ہوں!“ تب تو صحیک ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم

آپ کے لیے یہ کام کیوں کریں؟“

” بھروسہ ہو اس لیے۔ آپ کے ساتھی ہمارے پاس بطور رفمال رہیں گے۔ اگر آپ فائل نہیں لا کر دیں گے تو انھیں زندہ حالت میں آپ کے ملک نہیں بھیجا جائے گا۔ اس صورت میں صرف ان کی لاشیں گھر دوں میں پہنچیں گی۔“

” نہ۔ نہیں۔“ وہ ہنکلایا۔

” یہ سوچنا اب آپ کا کام ہے کہ آپ ہمارے لیے ہے کام کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟“

”شکریہ؟“
 اور پھر اسے اسی کمرے میں پہنچا دیا گی۔ سب
 اس کے گرد جمع ہو گئے:
 ”یہ لوگ کیسے چاہتے ہیں؟ آئی بھی صاحب بے تاب
 ہو کر ہو لے۔“
 ”شوکی نے انھیں بتایا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ سب لوگ
 سوچ میں ڈوب گئے۔“
 ”گویا ان کی اس قید سے رہ ہونے کے لیے ان کا
 یہ کام کر کے دینا ہو گا؟“
 ”اُن اصل سوال یہ ہے کہ فائل ہم باہر کس طرح
 لائیں گے؟“
 ”اُد لا کر ان کے خوالے کرنا۔ جب تک کہ ہمیں
 یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس میں ہے کیا۔ ہمارے
 لیے بہت شکل کام ہو گا۔“ کھن نے نکر منداد انداز
 میں کہا۔
 ”تب پھر کیا کیا جائے۔ یہاں ان کی قید میں
 سک سک کر ہونا بھی تو ہمیں منظور نہیں ہو گا۔“
 ”سوچیں۔ سب مل کر سوچیں۔ شاید کوئی بات پہنچے
 پڑے جائے۔“

”یک ہمیں کیا پتا پہنچے گا۔ کہ فائل کس الماری میں
 ہے اور کس میں نہیں؟“
 ”ہر بات آپ کو بتائی جائے گی۔“
 ”خیر۔ الماری سے اگر ہم فائل نکال بھی میں لے
 تو محض سے باہر کس طرح لا سکیں گے۔ کیا ہماری کامی
 نہیں لی جائے گی؟“
 ”تلاشی لی جائے گی۔ اسی لیے تو آپ کی خدمات
 حاصل کی جا رہی ہیں!“
 ”کی مطلب؟“
 ”آپ تلاشی دیں گے۔ یک فائل آپ کے پاس
 سے نہیں طے گی۔“
 ”آخر کیسے؟“
 ”یہ سوچا آپ کا کام ہے۔ ہمارا نہیں۔ سوچنے
 کے لیے بتنا وقت درکار ہے، ہم دینے کے لیے تیار ہیں
 ”اچھی بات ہے۔ پھر ہمیں سوچنے کے لیے ایک
 دن کی مددت درکار ہے۔“
 ”مفرود کیوں نہیں۔ اپنے باتی بھائیوں سے مدد
 کر لیں۔ بلکہ آئی بھی صاحب دیپرو سے بھی مدد کر
 لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔“

انھیں شان دار کھانا دیا گی۔ ہر طرح آدم کا خیال
رکھا گی۔ بس وہ عمارت سے باہر نہیں نکل سکتے
تھے۔ آخر دوسرے دن اے پھر اسی کمرے میں
لے جایا گی۔

”پچھے سوچ کے یا نہیں؟“

اس نے ساری بات دہرا دی۔

”اصل مسئلہ ہے۔ وہاں سے کوئی چیز باہر لانا۔
اندھ جاتے وقت اس قدر سخت پہنچنگ نہیں ہو گی۔
جس قدر کر دہاں گئے آتے وقت：“

”گویا آپ کا خیال یہ ہے کہ ماں یکروہ فلم پکڑ لی جائے
گی؟“ شوکی نے کہا۔

”اہ! آپ کو آلات کے سامنے سے گزدنا ہو گا۔“

”تب پھر آپ ہی بتائیں۔“ ہم ایسی کہ رکھیں گے ہی۔
”یہ سوچنا آپ کا لام ہے۔“ ہم پچھے نہیں بتا سکتے،
ہم تو صرف وہ کریں گے، جو آپ ہم سے کرنے کے
پیسے کہیں گے۔

”ایسی، یہیں پہلے ہی دوز وہ لانا ہو گی؟“

”نہیں۔“ ایک پہنچتے کے اندر۔

”ادھ۔“ تب تو کوئی بات نہیں۔ شوکی نے خوش ہو

وہ سب سوچ میں ڈوب گئے۔ آخر رفتہ نے
سر آٹھا یا:

”اجازت ہو تو میں ترکیب بتا سکتی ہوں، لیکن شرط
یہ ہے کہ ہم یہ ترکیب انھیں نہیں بتائیں گے۔“

”پہلے تم بتاؤ تو سچی۔“ شوکی نے من بنایا۔

”فال حاصل کرنے کے فوراً بعد اس کی مائیکرو
فلم بتائی جائے۔“ فال دہی رکھ دی جائے اور
صرف فلم لے آکی جائے۔ صرف فلم لانا شاید ہمارے
یہے مشکل نہیں ہو گا۔“

”لیکن اس ترکیب کے بادے میں انھیں بتانے
یہی سچ ہے۔“ ہم اس پر عمل کریں یا نہ کریں،
اس کی منتظری تو آخر بھی لوگ دیں گے۔

”اور پھر دیو یکمہ ہم کہاں سے لائیں گے۔“

”کوال تو یہ ہے۔“ اور وہ شخص، ہمیں کیوں مہتا کرنے کا؟
”خیر۔“ کل جب وہ لوگ مجھے بلا یہیں گے تو میں

یہ تجویز ان کے سامنے رکھ دوں گا۔ یہ تو وہ بتائیں
گے کہ اس پر عمل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یکونکہ اس
آدمی کے بادے میں وہ زیادہ جانتے ہیں، ہم نہیں۔

”ہوں! بات میک ہے۔“ لہذا اب کل دیکھیں گے۔

دن ایک کار میں شوگی برادر دز کو لے جایا گی۔ رفتہ
بیت باقی وگ دیں رہے۔ کار ایک بہت بڑی سفید
لٹک کی عمارت کے سامنے رکی۔ اس سے ایک روز
پہنچے تمام رات اخیں اس عمارت کا نقشہ بار بار دھایا
جانا رہا تھا اور اندر موجود گروں وغیرہ کی تفصیل بتانی
جاتی رہی تھی۔ یہاں تک کہ اخیں ہر بات نہیں یاد
بو گئی تھی۔

اخیں ساتھ لانے والے نے دروازے پر موجود
نگاروں سے کچھ کہا۔ ایک نگران سر ہلانا اندر چلا گی،
بلد اس کی واپسی ہوئی اور اخیں اندر داخل ہونے
کا اشارہ کیا گی۔

"اب میں آگے نہیں جا سکوں گا۔ میرا کام بس میں
تک تھا۔ ہاں! آپ کو میں یعنے کے لیے آجائوں گا۔"
"بہت بہتر! اس نے کہا اور وہ چلا گیا۔

ٹارم کے ساتھ وہ اندر داخل ہوئے۔ ایک کمرے
میں صوفیہ میں دھننا ایک آدمی ان کا استھان کر رہا تھا:
آپ لوگوں کو پاک یہنڈے سے بلایا گیا ہے؟ اس

نے پوچھا۔ آدم بہت بدیک اور نرم گرم سی تھی۔
میں سرت شوگی نے فوٹا کما۔

کر کہا۔

"کیا محظی ہے کوئی بات کیوں نہیں؟
ام تین چار روز جا کر دہلی کے محلات کا جائز
لیں گے اور کوئی نہ کوئی راستا نکال میں گے۔ آپ
صرف یہ بتائیں کہ فائل ماہکرو فلم کی صورت میں بھی
چلے گی یا اصل خالی ہی درکار ہے۔ اور اگر فلم کی
صورت میں چلے گی تو دہلی ویڈیو فلم کا کیا انتظام ہے
سکتا ہے؟"

"ویڈیو سکرے والا خطرہ مول دیں۔ آپ میں فائل
اڑا لائیں۔"

"ایچی بات ہے۔ آپ کل ہمیں دہلی بھیجنے کی
تیاری کریں۔ تم روزانہ پورٹ دیں گے۔ اور سات دن
سے پہلے فائل آپ کی عدمت میں پیش کر دیں گے۔
کیا۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ آپ نکل نہ کریں۔ میکن ہر بال
فرما کر ہر بات کو مکمل طور پر راز میں رکھیں۔ وہ
کھل خراب ہو سکتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔"
اد د پھر سب نے آخر منظودی دے دی۔ قدرے

”آپ پانچ ہیں۔ جب کہ مجھے ضرورت ہے صرف
اُندھو پڑھانے والوں کی۔“
”ہم میں سے دو پڑھائیں گے، باقی تین ہماری
کریں گے۔“

”اس میں مدد کی کیا ضرورت ہے؟“

”ہم عملی کام بھی کرتے ہیں۔ مثلاً بیلک بورڈ پر کوئی
بھی دکھایا جائے گا۔ بیلک بورڈ پر خوش خط لکھنا ان
کام ہو گا۔ ہم صرف پڑھائیں گے۔ آپ کے لئے پہلا
کو پڑھانا ہو گا：“

”آٹھ بجے ہیں۔ چار بچوں کے لیے ایک ٹوٹر کا
ہے۔ اور باقی چار کے لیے دوسرا۔ خیر آپ باقی تین
سے مدد لیتے رہیں۔ یہ آپ کا طریقہ ہے۔ مجھے
اعراض ہو سکتا ہے۔“

”شکریہ! ہمیں رہنا کہاں ہو گا؟“

”مُلَازِم آپ کو آپ کے کمرے دکھا دے گا۔ باقی
باشیں بھی سمجھا دے گا۔ بچوں سے بھی ملا دے گا۔
اب آپ مجھ سے معاوضہ طے کر لیں۔“

”معاوضہ جو آپ دیں گے۔ ہم نے یہیں گے۔ اپنے
خود کریں۔ صرف ہماری ایک الجھن دوڑ کر دیں۔“

”الجھن۔ کیسی الجھن؟“ اس نے جیران ہو کر کہا۔

”پہنچ تو آپ اپنا نام بتا دیں۔ تاکہ بات چیت
کرنے میں آسانی ہو۔“
”میں سیکا جان ہوں۔“ اس نے کہا۔

”کیا آپ کوئی سرکاری مُلَازِم میں ہیں؟
”یہ کیوں پوچھا آپ نے؟“

”آخر ہمیں یہ کیوں معلوم نہیں کہ ہم کس ملک میں
ہیں اور اس پر اسرار طریقے سے یہاں لانے کی کیا ضرورت
تھی۔ اس عام سے کام کے لیے آخر گھماڑ پھراو کی کیا
ضرورت تھی؟“

”کیا مطلب ہے وہ زور سے چونکا۔“

”ہم آپ کو بالکل عادت صاف بتا دینا چاہتے ہیں،
ہمیں انخواکر کے لایا گیا ہے۔“

”کیا۔ نہیں۔“ وہ چلا آٹھا۔ آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”جی ان! جو لوگ ہمیں انخواکر کے لائے ہیں۔ وہ
چاہتے ہیں۔ ہم یہاں سے انھیں ایک فائل پھرا کر دیں۔
”کیا!“ وہ چلا آٹھا۔

”یکن جاہب! ہم یہ کام کیوں کریں۔ یکن اب موال
یہ ہے کہ انھوں نے ہمارے آٹھ نو آدمی یونیفاریل بنا

رکھے ہیں، اگر، تم نے ان کی پدایات پر عمل نہ کی تو
وہ انہیں سارے دلیں گے اور، یہیں بھی۔
”نن۔ نہیں۔ یہ۔ میں یہ سن رہا ہوں۔“
”وہ کون لوگ ہیں۔ جن کے ذمے آپ نے یہ کام
لگایا تھا۔ یعنی اُدُو پڑھانے والے لانے کا کام۔“
”وہ۔ وہ میرے دوست ہیں۔ بانٹی بوم۔ اس نے فوکا۔
”مہربانی فرمائے مشرب بانٹی بوم کا حلیہ بتا دیں۔“
اس نے بانٹی کا جو حلیہ بتایا، وہ وہی تھا۔ جس
بنے اس سلسلے میں بات کی تھی :

”اسی آدمی نے، ہمیں فائل اڑانے کا حکم دیا ہے۔“
”فائل کا نمبر کیا ہے؟“ اس نے کھوئے کھوئے انداز
میں پوچھا۔
”فائل نمبر ۳۰۷۔“

”نن۔ نہیں۔ نہیں۔“ وہ زور سے چلایا، پھر فہرست
سچوں میں گم ہو گیا۔
”اب کیس کریں؟“ شوکی نے اس کی طرف دیکھا۔
”میں۔ میری پچھے سمجھ میں نہیں آ رہا۔“
”تو پھر، تم بتائیں۔“
”ہاں ضرورت۔“

”آپ فدا اس شخص کو گرفتار کراؤ۔“ اور انہیں
ہمارے ملک بھجو دیں۔“
”آپ لوگ نہیں جانتے۔ آپ سب کام خراب ہو چکا ہو گا۔“
”جی۔ کیا مطلب۔ کام خراب ہو چکا ہو گا۔ یہ کی بات ہوئی۔“
”اہ۔ آپ سب کام خراب ہو چکا ہو گا۔ اگر ان لوگوں
نے یہ پروگرام بتایا ہے تو کوئی کام کچھ نہیں کیا ہو گا۔
”تم کچھ نہیں۔“

”خوب نے یہاں ہونے والی سادی گھنگھنے کا اختلاف
بھی کر رکھا ہو گا۔ تاکہ آپ لوگ ان سے تعلاری نہ کر بیٹھیں۔“
”نن۔ نہیں۔“ وہ اچھل پڑھے۔

”میں اس وقت ہون کی گھنٹی بیج آٹھی۔“

جنگل

بیکاہان نے ریسیور اٹھایا... اور لولا:

میں... بیکاہان بات کر رہا ہوں... کیا کہا... اس نے مارے خود کے کہا اور پھر بھر بھر کا نہتے انہی سے ریسیور شوکی کی طرف بڑھا دیا...

میں تے پتے ہی کہا تھا کہ انہوں نے پراپل انتظام کر رکھا ہو گا:

”ہیلو...“ شوکی نے فون میں کہا.

”اس غداری کی سزا جگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

”اسے پاپ رے“ شوکی نے گھبرا کر کہا.

”اب تمہارے ساتھیوں کو ہمارے ہاتھ سے کرنے گا“ دوسری طرف سے کہا گیا.

”اللہ!“ شوکی نے بے ساختہ کہا.

”ٹھیک ہے... تم اپنے اللہ سے بات کرو...“

ساتھیوں کے مزاج پوچھتے ہیں؟“

ان افذاخ کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا...

”زوہی... ہوا تا... جس کا ڈر تھا：“

”ہاں چتاب... انہوں نے ساری باتیں سن لی ہیں：“

”چہرے... اب کیا کروں؟“

”آپ بتائیں... ہم تو دیتے ہی اپنی جس بیان：“

”میں ان سے بات کرتا ہوں...“

”یہ کہ اس نے ریسیور اٹھایا... اور نیر ٹلانے

لگا... کافی دیر سک وہ فون کے ساتھ الجھ رہا... آفر

ریسیور رکھ کر بولا:

”آپ لوگوں کو ایک پیش جہاز میں بٹھا کر رخت کیا

جائے گا... یہی مشکل سے مانے ہیں... وہ لوگ：“

”دیہت یہتھ تکریہ ہجاتا：“

”تو آپ یہ رے بچوں کو اردو نہیں پڑھاتیں گے：“

”ہم یہ کام نہیں کرتے سر...“

”اوہ ہاں... یہ تو میں بھول ہی گیا“ اس نے چونکر

کہا... پھر جلدی سے بولا:

”اب آپ لوگ آرام کریں... کچھ دیر بعد وہ آپ کو

لینے کے لیے آئیں گے... مجھے اپنیں آپ کی خاطر ایک

بڑی رقم دینا پڑے گی؟

”اوہ... اوہ... خیر... ہم اپنے عک سے آپ کو
بچوں میں لے گے... آپ اپنا پتا دے دیں؛ شوکی نے
انہاں میں کھانا... دراصل یہ جانتے کے لیے یہ چیز خارج
وہ کس عک سیل ہیں۔“

”خیل... اس کی ضرورت نہیں... دولت کی وجہ
کوئی کمی نہیں ہے۔“

”چھر بھی! یہ ہمارا فرض تو بناتا ہے تا۔“

”خیل... میں جو کہ رہا ہوں کہ نہیں بنتا۔“
اور چھر ایک گھنٹے بعد وہی آدمی ایکسین یونی کے پہنچا
گیا... ایک کارڈ میں بٹاکر ایکسین ایک دن دے عک ادا
گیا... اور جہاں میں سوار ہوتے کے لیے کام لگا۔

”لیکن ہم اپنے ساتھیوں کے بغیر کہیں نہیں جائز
گئے۔“

”وہ پہنچے ہی جہاں میں موجود ہیں۔“

”اوہ! تب وہ حٹک ہے؟“

”خوش قدمت ہو... اس قدر جلد بحث مل رہی ہے۔
دعاویں دو صدر بیکا جان کوئی“

”ضرور ملیں گے... آپ غر نہ کریں؟“

شوکی نے کہا اور سرسری پر چڑھنے لگا... وہ جہاں میں
بافل ہوتے تو دہاں واقعی ان کے سب ساتھی موجود
تھے...
”اوہ شوکی... تم ووگ آ جائے... آفر یہ سب کیا ہے“

”اب ہیں کہاں لے جایا جا رہا ہے؟“
”اُن لوگوں کا کہتا ہے... کہ ہمیں ہمارے عک دا پس
بھیجا جا رہا ہے۔“

”اور ہمارا خیال کیا ہے؟“

”میرا خیال درا اس کے الٹ ہے۔“
”کیا مطلب ٹا وہ چونکے۔“

شوکی نے پہنچے تو اپنیں ساری تفصیل ستائی... چھر بولا:
”سوال یہ ہے کہ یہ ووگ اس قدر آسانی سے ہیں
اپنی بھیجنے پر کس لیے تیار ہو گئے... اس کا ایک ہی
بڑا بھوٹ میں آتا ہے... اور وہ یہ کر... یہ سب
اکارے ساتھ ڈراما کیا جا رہا ہے۔“

”ڈراما... کیا مطلب ٹا؟“

”مطلوب یہ کہ ستر بیکا جان بھی اس ڈرامے کا ایک
حکم ہیں... وہ کہا؟ ایک آدمی نہیں ہیں۔“

”مگر یہ سب میں بھگت ہے۔“

۳۵۹

”ہاں! اور اب ہیں کچھ معلوم نہیں کر یہ لوگ ہیں کہ اسی اتنے کر پائیت کے پاس پہنچے... شوکی برادر نے بھی لے جانا پاہتے ہیں... اور کیدھی؟“

”اڑے پاپ نے... اب تو اور غلر مند ہو گئے ہم؟“
”اس میں ہمارا کیا قصور ہے سر؟“

”ہاں! تھیک تو ہے... قصور تو اس میں بھی نہیں۔“
”اوپرے ایک بات ہے... اشغال نے کہا۔“

”اور وہ کیا؟“
”مان وگن نے جو سلوک ہرگز نہیں کیا۔“

”موقع نہیں ٹلا یوگا... ورنہ کرتے ضرور ہرگز سلوک!“
”مکن مسکرا۔“

”سوال ہے ہے کہ یہ لوگ پاہتے کیا ہیں... اور اب تم کہاں جا رہے ہیں؟“

”اس سوال کا تینی الحال ہم میں سے کوئی جواب نہیں دے سکتے... حالات اور وقت بتائیں گے... کہ ان کا پروگرام کیا ہے؟“

”ہم اس جہاز کے پائیت سے سبی تو یات کر لے ہیں۔“ آئی جی صاحب بولے۔

”ادوہ ہاں! یہ یات تھیک ہے...“ شوکی نے پوکار کیا۔

اپنا خیں:

”آپ کے لئے کام بھی کوئی نہیں ہے...“ کہ
بیب بات ہے: ”نم ضرور ہے... نہیں سکتے:“ اس نے مزبلہ
”آپ کی مرثی... آپ کا اپنا نام لیا ہے۔ آپ
صاحب نے کہا۔

”افوس! مجھے نہیں معلوم:“ اس نے کہا۔

”ہائیں... آپ کو اپنا نام بھی نہیں معلوم:“
”معلوم ہے... لیکن پتا نہیں سکتا:“

”ہمارا سفر کتنی صریح میں ختم ہو گا؟“

”پتا نہیں:“ اس نے کہا۔

”کیا آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے ہر سال
کے جواب میں پتا نہیں کتا ہے:“

”ہاں! ان کا خیال ہے... آپ لوگ کسی نہ کسی طریقے
نہ کچھ معلوم کر ہی لیتے ہیں... لہذا آپ کے تمام رل
بند کرنے کے لیے اس قسم کی ہدایات دی گئی ہیں:“
”بہت بہت غریر:“

”ماں! ہو کر اس کے پاس سے اٹھا کتے جاؤ
قریباً تین گھنٹے تک پرواز کرتا رہا... آخر پانچ کا آٹا
بڑا ہے:“

”ایں چونکا دیا:“

”آپ لوگوں کی منزل ہی گئی ہے:“

”گویا ہم اتنے کی سیداری شروع کر دی:“

”اتنے کی نیس... کو دنے کی...“ پانچ نے ہنس کر
کہا۔

”کیا کہا!“ کو دنے کی:“

”ہاں!“ کو دنے کی... یہ کا شوٹ باندھ دیں... یہی بھی

”لہذا رہا ہوں... یہم پھٹے ہیں صرف دس منٹ رہ گھٹے ہیں:“

”کیا کہا... یہم پھٹے ہیں... کیوں مذاق کرتے ہیں بھائی?
لکھن نے بڑھلا کر کہا۔

”مذاق نہیں ہے... بہر حال... اگر آپ اس کو کہا تو

”لیاں کر دیے ہیں... آپ کو دنے کی تیاری درکریں... دس

ٹک بعد آپ کو آخری لمحات میں احساس ہو جائے گا،

”یہ تو بہر حال چھڈنگ دگا رہا ہوں... اب آپ جانیں۔“

آپ کا کام شروع ہوا۔

”کر کر دہ ان کے سامنے آگیا... اس نے واقعی پر اٹھوٹ

کر کے باہر رکھا تھا:“

”اٹت مانک... سب کیا ہے... بھیں کہاں اتنا

بڑا ہے:“

مپتا نہیں ॥ اس نے کہا۔

”ووہ تو ظاہر ہے ... دیسے کوئی ایسی بات ہے ... تھیں
کہ آپ کو پتا ہے ॥“

”ہاں ! اس بات کا کہ اگر ہم نے چھلانگیں نہ لگائیں
تو ایک دھماکے سے اڑ جائیں گے ॥“

درار سے پاپ رہے ... جلدی گریں بھائی سب لوگ ...
انھوں نے افراتقری کے عالم میں پیرا شوت باندھ
لیے ... پیرا شوت دہاں پہنچے ہی رکھ دیئے گئے تھے ، الی
پھر آئٹھ منٹ کے اندر اندر سب نے پیرا شوت باندھ
لیے ... اس سلسلے میں انھوں نے ایک درسرے کی مدد
سمی کی ...

”دیکھا ... وہ ایک بہت گھنے جھکل میں تھے ... دوڑ دوڑ
کرنے چھماز پر نہ رہ جائے ... رہے گا تو اپنی جان گٹلنا
کا ذمہ دار وہ خود ہو گا ॥ پاٹکٹ نے اعلان کیا۔
وہ تیار ہو گئے ... اپنکٹ پاٹکٹ نے کہا :
”درآ جائیں ॥“

سامنے ہی وہ ددوڑہ کھول کر نیچے کوڑ گیا ... انھوں
نے بھی آؤ دیکھا نہ تھا ورنہ ... چھلانگیں لگا دیں ... اگرچہ ادا
کرتے وقت انھیں دوڑ بہت لگا ... کہن کہ پیرا شوت ز

لئے کی صورت میں یہ سونی صدمہ موت آئی ... لیکن بہر حال
کہ اب کے پیرا شوت کھل گئے ... پیرا شوت کھلنے تھے ... تھیں
لئی زور دار جھٹکے گئے ... اور سپر ان کے ... نیچے چلنے
کرنے کا شست ہو گئی ... اب وہ گریا تیرتے ہوئے نیچے
از رہے تھے ...

”بھبھی ماہ ... کتنا مزا آ رہا ہے ...“ مکھن نے خوش
برکت کہا۔

یعنی اس کی بات کا جواب کون دیتا ... باتی لوگ دوڑ
لیتے ... وہ نیچے اترتے چڑے گئے ... یہاں ٹمک کر ان کے
وہاں لے زین کو پھو لیا ... پسے تو وہ بے دم سے بکھو
کر چڑے ... کچھ دیر سامن پلٹے کے بعد وہ اٹھے ... انھوں
لے دیکھا ... وہ ایک بہت گھنے جھکل میں تھے ... دوڑ دوڑ
لئے کہیں کسی ان کا نام و نشان نہیں تھا ... جھکل
لئے جاؤر دوں کے آثار البتہ نظر آ رہے تھے ...
”درست پاٹکٹ ... بات پتے نہیں پڑی :“

”میں بھی آپ سے زیادہ نہیں جانتا ...“ اس نے
پاٹکٹ کے عالم میں کہا۔

”میں مطلب ... آپ کیا نہیں جانتے :“
”سچے کہ ہم کہاں ہیں ... کیوں ہیں :“

لے اسلوک کرنے کے عادی نہیں ہیں۔
 دیکھوں... ہمارے ساتھ آپ کیوں بچتے... آپ کا... مذہبی... انہیں یہ احساس تو مارے چاٹا ہو گا
 جہاڑ پر واپس جا سکتے ہتھے؟
 لہذا جانے میں کہاں ہوں گا اور کس حال میں ہوں
 گا؟ اس نے کہا۔
 «نہیں... حکم یہی سختا۔
 «گویا آپ کامیاب اتنا بھی پروگرام میں شامل ہے۔ مالا! یہ تو ہے... لیکن ہم صبر کے علاوہ اور کر
 دیکھاں؟ جا فکل!»
 «پروگرام کیا ہے... کون سی جگہ ہے... یہاں دیکھ آپ اندازہ لگا سکے ہیں کہ آخر یہ سب چکر کیا ہے
 گرتا کیا ہے؟
 دیکھ آپ اندازہ لگا سکے ہیں کہ آخر یہ سب چکر کیا ہے؟
 «اگر لگا پکے ہوتے تو ماہیتے میں آپ سے پوچھنے کی
 تباہی پھر آپ اس کام کے لیے رضا مند کس لاملا پاشش کیوں کرتے رہتے ہیں؟
 ہو گئے؟
 میں ان کا حکم مانتے ہوں مجور سختا... میرے یہ کافی لاملا سوئی گے؟
 ان کے قبضے میں ہیں؟
 «اللہ ماںک بے یا!»

«اوہ... نہیں!» وہ چونکہ کر یوں۔
 انہوں نے چاروں طرف کا بغور جائزہ یا... پھر شوکی
 اب جو پائٹ ان کی طرف مڑا... تو اس کی ہمکاری انہارے پر ملکھا ایک اوپنچے درخت پر چڑھنے کا
 میں آنسو ہتھے...
 «ارے ارے... آپ تو روئے لگے!»
 «مالا! یہ جانے میرے یہوی چکوں کا کیا حالا! اس نے چاروں طرف کا جائزہ یا اور یچے اترے
 گا؟ پائٹ نے کہا۔
 پیریشان ہونے کی ضرورت نہیں... یہ لوگ کم

"اس طرف آبادی کے آثار نظر آتے ہیں"

مدبہت خوب... تھارے خیال میں کتنا فاصلہ

مشاید دو تین کلومیٹر

"آئیے... پلیں"

اور وہ اس سمت میں روان ہوتے... قریباً اپنے
مکان پہنچنے کے بعد اپنی واقعی آبادی کے ۲۳۷
آئتے...

"ہمیں یہیں رک جانا چاہیے... نہ جانے یہاں کہ
وگ آباد ہوں گے... ادم خور قسم کے لوگ یہاں
ہو سکتے ہیں... اس صورت میں ہم سب ان کے
نہ پڑھ جائیں" سوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"پھر کیا کیا جائے"

"میں اکیلا جا کر معلوم کرتا ہوں یا شوکی نے کہ
آگے بڑھ گیا..."

وہ سب درختوں کی اوٹ میں بیٹھ گئے... ارم
برابر درختوں کی اوٹ میں بیٹھ گیا...
مکان کے ان گھروں کو دیکھ لیا... پھر ان
کے انہیں سمجھ اسے نظر آنے لگے... وہ ننگ درخت
سچ... صرف لشکریوں میں... ان کا بیاس سمجھی پندرہ

ہے... وہ سب ایک میدان میں جمع تھے... اور حل کر کوئی
لیت گا رہے تھے... خوشی سجو ان کی زبان کی تھتھی،
کلاں اپنیں دیکھتا رہا... حلبیے میں اچانک ایک بیڑہ اس
کی گردن سے آ رکا... اور اس کے ہاتھ خود بخود اور پر
اٹھ گئے...

"ہا ہا ہا... ہر ہر ہوئے" اس کی طرف بیڑہ اٹھانے
والا پہنچا۔

"ہی ہی ہی... ہاؤ ہاؤ ہاؤ... اس نے گویا اس کا
جواب دیا۔

"شمی پاں... شان کا" ان میں سے ایکہ نے چلا کر
کہا۔

شوکی نے ہاتھ کے اشارے سے پہنچا کہ اس کی
بھوکیں پکھ میں آیا...
چھوپوں نا۔ یہ پھر بولا۔

"میں کروں کیا... اس نے سمجھتا کر کہا۔
آخر اسے رسیدوں سے جکڑ دیا گی... اور پھر ایک
چوتھے پر لا کر ڈال دیا گی... اس چوتھے کے ساتھ
ان سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا پتھر کا بت لکھا رہتا
اس کی آنکھوں میں سرخ رنگ کی گیا تھا... جس کی

دھج سے وہ خوف تاک لگ رہا تھا...

پھر کچھ جنگلی را درہ اور ہر پڑے گئے... ان کے باعث میں نہ خترے تھے... وہ سمجھ گی کہ انھوں نے یہ الکھاف محسوس کر رہے تھے... اچانک خوکی نے لگا یا ہے کہ وہ اکیلا تو ہونہیں سکتا... ضرور ان ایک بیخ ماری... بلند اور طویل بیخ... سماں تھیں اس کے ساتھی بھی ہوں گے... لہذا وہ ان کی تلاش نکلے چکے... اس کا پتا پاتی ہوتے رکا...

بھلہ ہی! باقی ساتھی بھی ان کے درمیان میں گمراہ آتے نظر آتے... انھیں بھی چھوٹرے کے پاس لا باندھ کر ڈال دیا گیا...

"یہ... یہ ہمارے ساتھ کہا ہو رہا ہے خوکی؟" "یہ ہم اپنے اس بہت کے آگے قربان کریں گے اور پھر ہمارا گوشت بذریوں سمیت کھا جائیں گے۔" "اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہو سکتے" "ذادِ تم کو رہیے ہو کہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا یہ کم ہو گا؟"

"ہم کر بھی کی سکتے ہیں سر... آپ خود بتائیں خوکی ہے لہا۔" "باں! تو کیا تھیں کچھ نہیں ہوا... آئی بھی جیرا جنگلی اب ان کے گرد ناچ رہے تھے... گا رہنا، ہاں پکھ نہیں ہوا... لیکن اس نالت سے ہم ضرور

فائدہ اٹھائیں گے ؎ اس نے کہا۔

”بھلا کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؎ آئی جی بولے۔

”لیں دیکھتے جائیں ؎

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے اور بھی زور سے ”ہم تو آپ کو سردار بھجھے سمجھتے ہیں۔

چلتا، چلتا اور تھرکنا شروع کر دیا ... اچانک اس نے لامیں! میں تائب سردار ہوں ... وہ ... آ رہا

سب سے بلے قد کا ایک آدمی آگے یڑھا... اور اپنے سردار!

نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا ... اور شوگی کے ساتھ ان کی نظریں اس سخت میں امداد گیں۔ اچانک ان بالوں کو پکڑ کر زور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا: انہیں میں دنیا یہاں کی حیرت سخت آئی ...

”اب تم کی کہتے ہو ... ؎“ الفاظ اس نے الگ ایسا میں کہتے ہے ...

وارے ناکیں ... کیا یہ حضرت انگریزی میں ہاتھ رہتے ہیں ؎

”ہاں! میں انگریزی میں باتیں کر سکتا ہوں ...“

آدم خور ضرور میں ... لیکن اس حد تک نہیں ... اسی

اب نئی دنیا کی قدریں آ رہی ہیں ... آپ لوگ کوں پڑا

اور کہاں سے آئے ہیں؟

”اب تو ہمیں اپنے بارے میں بھی بکھ نہیں طلب

پتا نہیں ... ہم کون ہیں ... کہاں سے چھے ا رہتے ہیں

بس یہیں بکھ میں کر مسلسل چھے آ رہے ہیں ... یہ مکھیں

”تم دیکھ نہیں رہے... کس قدر خان و شوگت سے
پہ اُرپے ہیں... اور ان کے واپس باکیں آدم خور

س قدر احرام سے پہل رہے ہیں۔“

”اگر یہ سب ایک ہے... کیا ہم خواب دیکھ رہے ہیں؟“

شکنے حیران ہو کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنا۔

”دہنیل... ان آدم خوروں کے درمیان خواب بے چارہ

لئے اُسکا ہے؟“ مکھن نے منہ بتایا۔

اور پھر منور علی خان نے بھی اُنھیں دیکھ لیا... ان

جھٹا کہ وہ آ رہا ہے سردار... وہ کم از کم ان آدم

کا سردار نہیں بھہ سکتا تھا... وہ تو اُنھیں ایک

پہچانتے تھے... لاکھوں میں فرا پہچان سکتے تھے۔

وہ کس طرح مان لیتے کہ وہ ان کے سردار ہیں...“

اور پھر وہ نزدیک آ گئے...“

”یہ سب کیا ہے... یہ کون لوگ ہیں؟“

”سردار یہ ہمارے علاقوں میں آ گئے ہیں... ہم نے

اُنہیں پکڑ لیا... اب اُنھیں سجدہ کر کھائیں گے... بڑا

ہڑائے گا... آپ کو بھی یہ مزا زندگی میں پہلی بار

آئے گا۔“

”لیکن تم لوگ میری شرط جھوول گئے۔ یہ منور علی خان

نے لگرج دار آواز ہیں کہا۔

سردار

جس شخص کی طرف اشارہ کر کے نائب سردار نے

جھٹا کہ وہ آ رہا ہے سردار... وہ کم از کم ان آدم

کا سردار نہیں بھہ سکتا تھا... تو اُنھیں ایک

پہچانتے تھے... لاکھوں میں فرا پہچان سکتے تھے۔

وہ کس طرح مان لیتے کہ وہ ان کے سردار ہیں...“

تو ان کے زبردست انگل منور علی خان تھے... پورا

کے مشهور تحریر شکاری... اور ان کے قریبی ساقی

”یہ... اور آپ کے سردار... بالکل غلط!“ شکن

حیران ہو کر کہا۔

”کیا مطلب... کیا یہ ہمارے سردار نہیں ہوں؟“

نائب سردار نے پوچھ کر کہا۔

”ہاں! نہیں ہو سکتے... آخر آپ اُنھیں سردار

طرح کر سکتے ہیں!“

”اپ کی شرط... کیا مطلب ہے نائب سردار نے
”دھان امیری شرط... جب تم لوگوں نے مجھے پہنچیں تھے
بنایا ہے... تو میں قے صرف یہ کہا سکتا کہ میں اپنے
شرط پر تھا اسرا سردار بن سکتا ہوں... لیکن اس کا حل کر دیں ہے
”کیا کہا... آدم خوری چھوڑ دیں... سردار نے حیران ہو
لے کر لکھا۔

”ایسے نہیں... پورے سے سردار کو لے آؤ... جس نے
”ایک کام کرتے تو ہماری عمری گزرنگیں ہے:
”تو کیا ہوا... انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس یہ پیدا نہیں
کیا کہ وہ انسانوں کو کھاتے... بلکہ اس یہ پیدا کیا ہے
”اُس کی جادوت کرے یہ
”چند آدم خور دوستتے ہوئے گے... اور ایک بڑے
ایک چارپائی پر ڈال کر لے گئے... اس پر ایک بڑے
آدمی لیٹا ہوا سکتا۔

”سردار... جب تم نے مجھے اپنے قبیلے کا سردار بنانا
”ماگر یہ نئی بات میں پہنچے روز کر دیتا تو آپ سب اکی
”وقت کیسے خلاف ہو جاتے یہ
”مچھر ہم لوگ کیا کھایا کریں گے... سردار نے حضرت
”لہ پڑے میں کہا۔
”جب انسان نہیں ملتے تو کیا کھاتے ہیں یہ
”پورے نے کہا۔

مدھلک کے چانور ریپھ، شیر... بھاول... وغیرہ ہاں۔ سوت سے آدمی میرے ہاتھوں مارے گئے... آخر نائب سردار کہا۔
نے اعلان کی کہ جو مجھے پکڑ دے گا... اسے بہت بھاری
النام دیا جائے گا... لیکن کوئی نہ پکڑ نہ سکا... سب تک
لوگ کھا سکتے ہیں... اور کس طرح... اسلام لے ہیں
بات بتائی ہے... ہمارے ہمیشہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ اپنا قیدی بنایا... اب سب میرے سامنے جھک گئے
اور کئے یہ گئے... آج سے آپ ہمارے سردار ہیں ہمیشہ
”اچھی بات ہے... میں آج کے بعد کسی اور اسی بوڑھے سردار کو لے کر نکلے... ہمارا جو بھی
نہیں کھاؤں گا یہ...
سردار بنتا ہے... صرتنے تک وہی سردار رہتا ہے...
یہ عذر درجے یہاں رہتا ہے... ان سب نے جب یہ
کہا کہ آج سے آپ ہمارے سردار ہیں تو میں نے سوچا
کیوں نہ ان کی آدم خوری ختم کی جائے اور امیں اسلام
کی روشنی سے ملا مال کر دیا جائے... بس یہ سوچ
لے کر ایک طرف آگئے...
”کام تو آپ نے بہت بڑا کیا ہے... میکن آپ اور
دقت اگر میں یہ کہتا کہ یہ لوگ آدم خوری چھوڑ دیں...
کے درمیان کس طرح آپنے... اور ان کے سردار کم
طرح بن گئے...
”لیں اس طرف سے گزر ہوا تو یہ لوگ راستے میں
گئے اور مجھے پکڑنے کی کوششیں شروع کر دیں... میکن
ان کے ہاتھ کی آتی... اس ساری کوشش میں ان کے
آنچ یہت دنوں بعد نینہ نے مجھے آنکھیں اھٹا... کہ تم آ

”آپ کا سارا قبیلہ بھی یہ اعلان کرے یہ

”ہم بھی اعلان کرتے ہیں“

”تو پھر ان لوگوں کو بھی چھوڑ دو...“

ان کی رسیان کھول دی گئیں... چھر منور علی خان
لے کر ایک طرف آگئے...
”کام تو آپ نے بہت بڑا کیا ہے... میکن آپ اور
دقت اگر میں یہ کہتا کہ یہ لوگ آدم خوری چھوڑ دیں...
پھر میں سردار ہنوں گا تو شاید یہ انکار کر دیتے...
لہذا میں نے شرط کا ذکر کر دیا اور یہ کہا کہ شرط ہے...
یہاں اس طرف سے گزر ہوا تو یہ لوگ راستے میں
پھنس آئنے دیا... میں جاگ چاگ کر نگرانی کرتا رہا...
آن کے ہاتھ کی آتی... اس ساری کوشش میں ان کے

چھنے... وہ تو خیر بھلی... یہ لوگ مجھے بلا لائے...
یہ تو آپ وگوں کو پکا کر کھا رہے ہوتے...
”اوے باپ رے... انکل... اس قدر خوف ناک
تو نہ کریں“

”اجھی بات ہے... اب یہ سب مل کر جلد ہی ہذا
امیں اسلام کی موٹی موٹی باتیں بتائیں گے... پھر
سرداری نائب سردار کے حوالے کر کے یہاں سے آپ
لوگوں کے ساتھ رخصت ہوں گا... لیکن سوال یہ
کہ آپ لوگ یہاں کہاں ہیں
” یہ تو ہمیں خود معلوم نہیں کہ ہم یہاں کہاں
شوکی نے مسکرا کر کہا۔
”کیا مطلب یہ؟“

امفوں نے مختصر طور پر اپنی کہانی ستادی... ہیزرا
خان کی حیرت کا کیا پوچھیں... آخر وہ بولے:
”اور دوسری روپارٹوں سے کہیں سامنا نہیں ہوا
”نهیں... باشکل نہیں... دیے انکل یہ علاقہ کون
ہے... مطلب یہ کہ ہم اس وقت کس ملک میں ہیں
”دیا نے ایمیزون کے جنگلات ہیں یہ...
درادوہ... اوہ... ان کے منہ سے نکلا۔“

آخر ان رہگوں کو ہمیں یہاں لا پہنچنے کی کیا ضرورت
تھی؟ آئی بھی بڑی شاستری۔

”یہ بات واقعی بیجیب ہے... لیکن شاید جلد، ہی اس
بات کا بواب مل جائے یہ منور علی خان نے کہا۔

اور پھر ان سب نے سابقہ ادم خوروں کو دین سکھائے
میں دن رات ایک کر دیا... یہاں تک کہ وہ اسلام
کے بڑے بڑے اصول سیکھ گئے... غاز بھی پڑھنے لگا
جسے... منور علی خان نے امیں قرآن کریم کا ایک تخریج
بھی دیا... اور احادیث کی ایک کتاب بھی دی...
دوسری بہت سی ہدایات ہیں... یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ
وقت فوچ یہاں کا چکر لگا کر ان لوگوں کے لیے دینی
کلیئں وغیرہ پہنچائیں گے... اور پھر وہ ان سے رخصت
ہوئے... تمام جنگل امیں رخصت کرتے وقت روپری
لے رقم تین لوگوں کی آنکھوں میں اسلام کا نسلے آیا
تھی... یہ حیرت انگیز کایا پلٹ تھی...“

ان لوگوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے... وہ
امیں مژہ کر دیکھتے رہے... یہاں تک کہ وہ لوگ
آنکھوں سے اوچھل ہو گئے... اور پھر چلتے چلتے وہ
زیریا کے کنارے پہنچ گئے... یہ دیکھ کر ان کی یہ

کی انہما نہ رہی کہ دہاں ایک بہت بڑی لانچ بوجو
ستھی ...

”حریرت ہے ...“ یہاں لانچ کھاں سے آگئی:

”یہم تو سمجھے تھے کہ لانچ آپ کی ہے“

”میری لانچ غائب ہے ... یہاں تک آیا میں لانچ
پر جھٹا: وہ بڑی رائے۔“

”مطلوب یہ کہ ... کسی نے یہاں سے آپ کی لانچ
غائب کر دی اور یہ لانچ کھردی کر دی ... مم... مم...
کیوں یہ؟“

”بہت سے کیوں جمع ہو چکے ہیں انکل ... ہم کس کو
کیوں کا جواب دیں گے ... کہذا آئیئے ... اس لانچ پر
سوار ہو جاتے ہیں ... اور انکل چلتے ہیں کسی سختی
درجھنیک ہے یہ؟“ ہمفوں نے کہا۔

اور پھر وہ سب لانچ پر سوار ہو گئے ...

”نگے ملوں محسوس ہو رہا ہے ... جیسے دو بہت بڑی
بڑی آنکھیں ہیں گھور رہی ہوں یہ شوکی بولا۔“

دستب پھر وہ کسی درندے سے کی یا جنگل کے جانور کی
آنکھیں نہیں ہو سکتیں ... ورنہ تم سے پہلے میں خوب
کرتا ...!“ وہ بولے۔

”گویا اس قیمتی آنکھیں ہیں گھور رہی ہیں ... لیکن اس قیمتی
آنکھیں تو اس قدر بڑی بڑی نہیں ہوتیں یا
”بڑی بڑی سے مراد ہو سکتا ہے یہ ہو کہ پہلے شما
آنکھیں یا
”ویکھا جائے گا ... اب ہم کس جھی کیا سکتے ہیں یا
رفعت نے بڑا سا منہ بتایا۔

”سمندر میں ان کا سفر جاری رہا ... ایسے میں انکھیں
ایک جہاز آتا نظر آیا ... انھوں نے خورا مانچہ ہلا کا
شروع کر دیے ... کپڑے ہلانے لگے ... جہاز والوں نے
میں انکھیں دیکھ لیا ... وہ ان کی طرف آتے رکا ...“

”عجیب بات ہے ...“ شوکی بڑ بڑا یا۔

”اب کون سی عجیب بات ہو گئی؟“

”ایک اچانکتے میرا وہ احساس ختم ہو گیا ہے یا اس
نے کہا۔“

”مگر ... کون سا احساس ... اشفاق یولا۔“

”دیکھ کر گرفتی ہیں گھور رہا ہے ...“

”مطلوب یہ کہ اپنے انکھیں محسوس نہیں ہو رہا یا منور علی
خان نے جیران ہو کر کہا۔
”ہاں تاؤ وہ کھوئے کھوئے انداز میں یولا۔“

دو تبا پھر... وہ اس جہاز پر ہے... جہاز کا ذخیرہ موجود ہے،
چنان پیٹے کی چیزوں... جہاز کا ایندھن... غرض ہر چیز
موجود ہے... اگر کوئی نہیں ملتا... تو اس کے مسافر
نہیں ہتھ... وہ نہ جانتے کہاں غائب ہتھ...
ادھیرت ہے... اس قدر... پڑا جہاز اور پندہ
ایک بھی نہیں؟

«اگر... کہیں... کہیں... کہیں... کہیں... شوکی نے کہا۔
کہا۔

«آپ کا ارادہ کہیں کی گردان کرنے کا تو نہیں ہے،
جہاں جائیں؟» رفتہ نے سیران ہو کر کہا۔

«دن... نہیں... مجھے ایک خیال آئی تھا... یہ کہ کہیں
یہ جہاز پر موڑا مٹا لیتے ہیں میں سے تو نہیں گزرتا... اور
ان کے مسافر کہیں اس جگہ کا شکار تو نہیں ہو گئے؟»
«اوہ... باں! یہ عین لکن ہے؟»

«نیز... ہمیں کیا... ہمیں تو یہ مفت میں ہاتھ لگ
لیا ہے؟ آئی جی صاحب خوش ہو کر بولے۔

«لیکن یہ ہے کس لک کا؟... مغور علی خان بولے۔
اب انھوں نے یہ جانتے کی کوشش شروع کر دی
اور جہاز کس لک کا ہے... لیکن کوشش کے باوجود

ہے؟»
«اللہ اپنا رحم کرے... کیا یہ جہاز مشروع سے با
اس پاس چلتا رہا ہے؟

«اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے... آخر جن لوگوں
ہمارے لیے وہاں لاپچھ کھڑی کی تھی... ان لوگوں کو
بھی پر نظر بھی تو رکھتا تھی؟»
«مجھے تو یہ سارا چکر ہی سمجھ میں نہیں آ رہا! اُن
نے جھلا کر کہا۔

«آ جائے گا... آہست آہست... فکر نہ کرو...!» مژا
خان نے مسکا کر کہا۔

لور پھر جہاز ان کے بالکل نزدیک آ گیا... اپنے
یہ دیکھ کر اور بھی حرمت ہوتی... کہ جہاز پر کوئی نہیں
میں ملتا...
دارے! یہ تو بالکل غالی جہاز ہے۔

«تب تو اور بھی عیش ہو گئی... ہم لپٹنے دلنے کا
رخ کر سکیں گے!» منور علی خان بولے۔
وہ جلدی جلدی جہاز کی پیٹھی کے ذریعے اُنرا
عرش پر پہنچ گئے... انھوں نے سجاگ سجاگ کردا

جان نہ سکے... جہاز پر کہیں اس قسم کی کوئی چیز مل رہی تھی شروع کیا... باقی لوگوں کو بھی تجھے جو مرتا مشرد رہ نہ آئی... جس سے یہ معلوم ہو سکتے... آخر تھا... اخوب بجاگ کچھ کئے... کرامخون نے یہ کوشش ترک کر دی ...

”ہماری آنکھ مگ گئی تھیں... معاف کیجیے“
”میرا خیال ہے... اب ہمیں اپنے وطن کی ماننا نکلی“
”شرد ع کر دیتا چاہیے... کیا آپ اس جہاز کو کٹڑا کر سکیں گے... اور سخت اپنے ملک کی طرف ہو سکیں گے...“ آئی بھی یوں۔

”یا مطلب یہ وہ بولے۔“

”مطلب یہ کہ ہمیں بھی سو گیا ملتا“

”اوہ اچھا... خیر کوئی بات نہیں... جہاز تو درست طاری ہو گی...“

”نیند پر قابو نہ رکھ سکے... اور نیند کی آنکھ میں یہ“

”ہی کہا... نہیں“

”ہاں پہنچے اپنی گھریلوں پر نظر ڈال لیں... جب“

”اوہ ۰۰۰ میں بھی سو گیا ملتا... کمال ہے...“

”جہاز پر سوار ہوتے تھے... اس روز ۲۴ ستمبر تھی... آج ۲۹ ہے“

”یا مطلب یہ سب ایک سامنہ ہوئے۔“

”مطلب یہ کہ تم صرف تین دن رات سوتے رہے“

”ہاں ناکیوں تین یہ منور علی خان نے کہا۔“

اور پھر جہاز پر ان کا سفر مشرد ع ہوا... اپنے

نے پیٹ پھر کر کھانا جو کھایا... تو سب پر گھری تری

نیند پر قابو نہ رکھ سکے... اور نیند کی آنکھ میں یہ

گئے... انہیں بھی کوئی ہوش نہ ریا...“

پھر سب سے پہلے انہی کی آنکھ کھلی...“

”اوہ ۰۰۰ میں بھی سو گیا ملتا... کمال ہے...“

تو کئی راتیں بجاگ کر گزار سکتے ہوں...“ وہ بڑا

پھر انخون نے کلامی پر بندھی گھری پر نظر ڈالا

اور دھک سے رہ گئے... جلدی سے جہاز کی بہن

بٹانے والے آئے پر نظر ڈالی... تو سیرت اور

ہیں ۔۔ وہ بولے۔

”دن ۔۔ نہیں ۔۔

” اور جہاڑ نے مجھی اپنی سمت بدل لی تھی
مطلوب یہ کہ ہم کہاں ہیں ۔۔ اب مجھے سمجھی نہیں
”دن ۔۔ نہیں ۔۔ وہ ایک سامنہ پڑائے ۔۔

ملاقات

ان پر سکتے کا عالم طاری ہو گی ۔۔ سب ایک دوسرے
راگھور رہے سکتے ۔۔ ایسے میں منور علی خان کی سربراہی
اواز سنائی دی ۔۔
”یہی نہیں ۔۔ اس سے سمجھی زیادہ خوف ناک ایک
اور بات پڑتے ۔۔

”پہنچ پھر وہ سمجھی نہ دیں ۔۔ اب جب خوف ناک
ہیں نہ کا وقت آ جی گیا ہے ۔۔ تو ان سے پچھے
کی کوشش کیا کرنا ۔۔

”دہاں ٹھیک تو ہے یہ رفتہ بولی۔

اور جہاڑ کا رخ اگر میں مہروڑنا سمجھی جائے ہوں ۔۔ لیکن
راستے میں کوئی اور جہاڑ اگر مل جائے اور اس سے
ہم یہ معلوم کر سمجھی لیں کہ ہم کہاں ہیں، اور اپنے
دہن جانے کے لیے ہمیں کس تاویلے پر سفر کرنا ہو

گا... تو مجھی ہم نہیں کہ سکیں گے؟

”کیا مطلب ہے؟“ وہ ایک سماحتہ چلائے۔

”وہ مطلب یہ کہ... جہاز اب میرے کنٹرول میں میں ہیں ہے
میں نے اس کا رخ تبدیل کرنے کی پوری کوشش کر دی
ہے... پورے صرف اور صرف اسی سمت میں چل سکتا ہے
جس سمت میں جا رہا ہے... اور اس“

”حیرت ہے... حمال یہے؟“

”حیرت اور کمال تو بہت جھوٹی چیزیں ہیں“ انہوں

علی خان مکارے۔

”دیخیر کوئی بات نہیں... اگر ہمیں کوئی جہاز مل گا
تو ہم چھلانگیں لے گا کہ تو اس جہاز سے نجات عاصل
کر سکتے ہیں تا۔“

”ہر انکل میںیک... لیکن جہاز مل گیا تب تا۔“
اگر نہ ملا تو ہم اس جہاز کے رحم و کرم پر رہیں گے
یہ ہمیں جہاں لے جائے... ہمیں وہیں جانا ہو گا۔
کیوں کہ ہمارے چاروں طرف سمندر ہی سمندر تھا۔

”آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں انکل“

”اس میں میرا کی قصور یہ، ہمیں لے کہا۔
ہمیں ایک ترکیب بتاؤں یا۔ ایسے میں اتفاقاً کا

کہاڑ گرجنی۔

”ہفڑو... کیوں نہیں... ایسے میں کوئی ترکیب بنانے
 والا تو ہے؟“ آئی بھی صاحب نے خوش ہو کر کہا۔
”ترکیب یہ ہے کہ... ہم اللہ کریاد کریں... اس
سے دعا کریں... انسان کو جیب کوئی راستہ سوچھے تو
اللہ تعالیٰ تو راستا دکھا لے گے ہیں؟“

”بہت خوب... بہت پتے کی بات کھی؟“ سر
”لو پھر آئیں... سب نماز پڑھیں... اس سے دعا
کریں؟“

”وہ اللہ کے حضور میں جنک گئے... دعا مانگنے وقت
ان سب کی آنکھوں میں آنسو آگئے... اسی وقت
اڑش شروع ہو گئی... اور وہ یکبھوں کی طرف بھاگے۔
سمندر پر بارش برس رہی تھی... اور بہت موسلہ
لکھاڑ... یہ نظر رہ بھی ان کی زندگی کا بیجیب ترین
لکھاڑ تھا۔...

اس کے بعد انھوں نے اس بات کی پرواکرنا چھوڑ
دیا کہ جہاز انھیں کہاں لے جا رہا ہے... وہ وقت
بھاگاتے پتے... نماز پڑھتے... اللہ کا ذکر کرتے، اپنے
ہمراہ اور ہر کی باتیں کرتے وقت گزارنے لگے...

اس طرح اخضیں پورا ایک ہفتہ گزر گیا... اس دوران میں بھلی محوس نہ ہوئی... آگے بڑھے تو ایک چشمہ نظر رحمان نے ایک دو مرتبہ صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ پہاڑوں کے بجائے... زمین سے کچھوٹ رہا جہاز کا رخ تبریل ہوتا ہے ڈاٹھیں... اس کا فنا... یہ چشمہ ایک ندی کی شکل اختیار کر کے سمندر رخ بدلتے کی کوشش کی... لیکن ان کی کوشش کا بیان اُن چلا گیا تھا... نہ ہو سکی...

اگر یا ہمارے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہوا۔ تب

سات دن کے صفر کے بعد جہاز ایک ساحل میں ہے... اور بیان زندہ رہنے کا سامان موجود ہے... یہ اور اخضیں نے جمیرت سہری نظریوں سے اس ساحل کو لگا... اخضیں کے بیان کوئی آبادی نہیں تھی... ساحل کے سامنے چیزوں کی پیٹے... کہ ہمارے پاس کھانے پینے کی چیزوں کی پیٹے... ایسا ایک جہاز موجود ہے... یہ شوکی نے کہا۔

”اُن: لیکن سوال یہ ہے کہ ہمیں یہاں کیوں لاایا جائے؟“

”لیا گیا ہے پاکی بھی صاحب نے حیران ہو کر کہا۔“
”ہاں سر... یہی بات کہی جا سکتی ہے... کہ ہمیں مل موجے کچھے منصوبے کے تحت لایا گیا ہے؟“
”لگا رنگ تو ہائل سفید تھا... لیکن پتوں کا رنگ ہے“
”ھتا... نوک دار بلے بلے پتے... اور پھر ان پر سیندھ پھول...“

”ہم، اور ہمیں بتائیں گے... کہ ہمیں یہاں کیوں دیکھا ہے؟“ رفت نے کہا۔

”کاش!“ کمکن نے حضرت زده انداز میں کہا۔
”میں کچھ گیا...“ کاش کیوں کہا ہے قم نے؟“

”جی نظر نہیں آ رہا تھا... درخت سمجھی اس جگہ...“
”غیب و غریب سے تھے...“ اس قسم کے درخت بھی اخضیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے، ان کا رنگ تو ہائل سفید تھا... لیکن پتوں کا رنگ ہے“
”ھتا... نوک دار بلے بلے پتے... اور پھر ان پر سیندھ پھول... جن کی خوشبو بھی عجیب تھی... ان میں بھتھے درخت ایک اور قسم کے بھی تھے... ان پر بزرگ بزرگ کے بڑے بڑے سچل لٹک رہے تھے... اخضیں نے ایک سچل توڑ کر ڈرتے ڈرتے پکا تو اخضیں کھلے کا ہوا آیا... ان سب نے وہ سچل کھایا... کوئی قرآن نہیں

شرکی مکارا۔

در کی مطلب ہے آئی جی چونکے۔

”کاش سے آگے نکلنے = کتنا پیاہتا ہے کہ ساخت انسپکٹر جمیش پارلی اور انپکٹر کامران مرا گئے ... وہ سب آنکھیں چھاڑے جہاز کو دیکھتے رہ بھی ہوتی“

”اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟“

”یہ بھی بہت ہے کہ انکل منور علی خان آپر ہی گئے“

”دیکن بھی ... پس بھی ہے کہ میں بھی ان کا اوسی محسوس کر رہا ہوں؟“

”اویس بھی ابھی ایک خیال آیا ہے کہ نے چونکر کر کما۔

”چلو بتاؤ... کیا خیال آیا ہے؟“

”ہمیں جہاز کے پاس ضرور کسی کو چھوڑنا پڑتے“

”یہاں کون ہے... جو جہاز کو لے جاتا کسی کو ایسا کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے؟“

منہ بنایا۔

”پھر بھی ... دیکھ لئے میں کیا حرج ہے؟“

”چلو آؤ... دیکھ لئے میں یہی منور علی خان ہے۔“

”وہ سب ساحل کی طرف دوڑ پڑے... ساحل پر پہنچ کر ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں... جہاز اب سہل ہر نہیں سمجھا... دور بہت دور سمندر میں چلا جا رہا تھا... وہ سب آنکھیں چھاڑے جہاز کو دیکھتے رہ گئے ... اور آخر وہ ان کی نظروں سے اوچل ہو گیا:

”اویس بھی ... جہاز بھی گیا... اب کیا کریں؟“

”اب کرنے کے لیے کیا رہ گیا ہے... سولنے صہ کے ... مکھ نے اداں بجھے میں کما۔

”کافے پینے کی چیزیں بھی گئیں... کاش ہم اس سے سامان تو اتار لیتے؟“

”اویس نے تو سوچا سمجھا... جو اب کہاں جائے گا؟ آئی؟“

”اویس بھی ... کسی کو ہمیں یہاں تک لا نے کی کیا ضرورت تھی؟“

”آئیتے... آگے چلیں... شاید اس ذاتِ شریف سے ملاقات ہو جائے؟“

”جہاز کے خود بخود جانتے کا مطلب صرف اور جو ہے کہ یا تو اس جہاز پر کوئی موجود سمجھا جو...“

”نظروں سے چھپیا ہوا سمجھا... یا پھر جہاز یلوٹ کر“

ہے... یا منور علی خان۔ دے۔

”اگر جہاز ریوٹ کنڑوں پر ہے... تو پھر اس کو کنڑوں
کرنے والا بہت فاسطے پر تو ہونیں سکتا... کیم آس باز
ہو سکتا ہے... لیکن ہم سمندر میں چاروں طرف کسی کو
بھی نہیں دیکھتے رہے۔“ شوکی نے کہا۔

”ہو سکتا ہے... کتنی دوسری جہاز ہم سے اس تدریج
فاسطے پر آتا رہا ہو... کہ جیس نظر تو نہ آ سکے... میں

ریوٹ کنڑوں کیا جا سکے...“ آئی بھی صاحب نے کہا۔

”دیکھر... کچھ بھی ہو... ہمارے لیے تو بہت بڑا سکر
ہے کہ ہم آخر کہاں پہنچ گے وہی رفتہ لوئی۔

”بلکہ کہاں پہنچا دیے گے؟“

”ہاں؛ اور والپس اپنے دھن کس طرح جائیں گے؟“

”یہ تمام سوالات ہی ہونک ک ہیں... اور میرا ان
دھلاتے دے رہے ہیں؛“ مکھن نے لرز کر کہا۔

”ان درختوں کو دیکھ کر تو ایسا محسوس ہوتا ہے
بیسے یہاں کہیں بھی آبادی نہ ہو... پرانے سبک نظر
نہیں آ رہے۔“

”اگر یہاں کہیں بھی آبادی نہیں ہے... تو پھر یہ
یہاں لانے کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا۔“ اخلاقی اہل

”یہیں یہاں لانے کا کوئی ذکری مقصود ضرور ہے، اور
کہا کوئی نہ کوئی موجود بھی ضرور ہے۔“
”یہاں موجود ہے... لیکن تین نظر نہیں آ رہا... وہ
اکتھارے سامنے رہا ہے... اور اب بھی
راہ ہے۔“

”پہلی ایک تیز آواز کو بھی... اسیں یہوں لگا جیسے
کہ بالکل قریب کرنے تیز آواز میں یوں یوں ہے...“
”اے؛ ان کے منہ سے ایک سامنہ نکلا... دہ زور
ت پھل پڑتے...“
”آ... آ... آپ... آپ... کون جس... اور کہاں ہیں؟“ مکھن
لکھ لگا۔

”اکتھارے بہت قریب۔“

”آپ جیس یہاں کیوں لانے ہیں؟“
”ایک نام مقصود کے لیے... تم ناک کی سیدھی میں
پڑا رہوں گے۔“

”لیکن جناب، اس طرح تو ہر قم پر درخت ہمارے سامنے
لکھا گے؛“ شوکی نے ٹھپر کر کہا۔

”لندنے یہ نہیں کہا کہ تم ادھر ادھر بھی نہیں ہو
گئے۔“ جھلکا کر کہا گیا۔

بہ پاہتا ہوں ॥

ہی کتنی بڑی ہے ॥

”آپ تو ابھی خود کھاتے لگے... حالانکہ ملاقات کرنے کا اب تک“
”میرے تھار کرا دیا تو تمہارا پتا پانی ہو جائے گا۔“ اواز

زندگی دی۔

”تم جہاز کی پرواز کر دے... وہ سمندر میں زیادتی“
”ارے واه... یہ تو بہت اچھی بات ہو گی یہ مکھن نے
نہیں کیا۔“ اواز نے کہا۔

”دنیں گی... تو چلا جائے گا... اور کیا اسے لے رکھ کر کما۔“
”کون سی بات بہت اچھی ہے...“ بعلے کے انداز
روکے رکھیں گی ॥“

”دنیں... میرے ہاتھ میں آہ م موجود ہے...“ اواز کیا گی۔
”وہ کہہ گا ॥“

”کوئی ہم جب چاہیں گے... والپیں جا سکیں گے“ اواز
”وہ پھر سن لو... میں جیکان ہوں ॥“

جلدی سے یولا۔

”تم نہیں... میں جب پاہوں گا...“

”مارے تو چاہ لیجئے نا... ہم تو کب سے چاہ رہے...“
”ماؤں مار کھا گیا سخا۔“ اخلاق نے کھرا کر کما۔

”اب تم وگوں کی چٹی بنانے کے لیے آ گیا ہوں ॥“
کہ آپ چاہ میں یہ مکھن بلدی جلدی یولا۔

”کیا چاہ چاہ لگا رکھی ہے...“ ابھی تمہیں بیال سا اکر کہا گیا۔
”ام... مارے گئے بھئی پھر تو...“ اخلاق نے کاپ
کام کرنا ہے۔

”و معلوم بھی تو ہو... کیا کام کرنا ہے...“

”ایا ہے... کیوں اس قدر کاپ رہے ہو۔“

”میرا جیکان میں نظر نہیں آ رہے... اور پچھلی بار کا
وقت مجھے اس لیے یونا پڑا کہ تم فقط سمت میں اپنے
رہے تھے... اس طرح تم دہاں نہ پہنچتے... جہاں

انتظام یہ سب سے زیادہ بھے سے یہیں گے... کاپول
تو کیا کر دی۔

”ویسے مژہ جیکان... آپ سختے کہا... کیا ہمارے
سامنے ہے؟“

”ہاں! جہاز کو میں ہی تو کنٹرول کرتا رہا ہوں...
لیکن اس نے ہنس کر کہا۔
دراس کا مطلب ہے... یہ سارا چکر آپ کا ہی
ہوا ہے؟“

”ہاں! پا سک... لیکن اس مرتبہ کا چکر تم لوگوں کا
میں تین آئے گا“ اس نے کہا۔

وچکر سے بھی پتے ہماری بھی میں یہ بات نہیں
کہ اس مرتبہ... صرف ہمیں کیوں اخوا کیا گیا ہے...
پارشوں کو کیوں تین شامل کیا گی؟ شوکی بولا۔
وتحارا اشارہ انپکڑ کامران مرزا اور انپکڑ
پارلی کی طرف ہے؛ جیکان بتا۔

”ہاں! اس نے کہا۔
”وہ بھی شامل ہوں گے... آخر امیں تھاری
میں نکن تو ہو گا ہی؛“

”دستب تو بھیک ہے...“ لگہ وہ دو فوٹ بھی ہے
دستب تو بھیک ہے...“

ساخت شامل ہو جائی... تو سچر ہمیں کوئی فکر نہیں رہ
بلے گی؟“

”اور میں جانتا ہوں... ان کی موجودگی بھی تم لوگوں
کی کوئی مدد نہیں کر سکے گی؟“

”وہ بعد کی بات ہے... ان کی موجودگی کا احساس
یہ بہت طاقت ور ہوتا ہے：“

”میں کچھ نہیں کر سکتا... وہ کب اس پروگرام میں شامل
ہوں گے... لیکن کر سکتا ہوں کہ ہوں گے ضرور یا“

”وہ خود ہوں گے... یا کیسے جانیں گے؟“

”ہمارا پروگرام امیں مشریک کرنے کا نہیں ہے...
اگر ہوتا تو تم لوگوں کے سامنے اس وقت نظر آتے... ہاں
وہ خود ضرور شامل ہوں گے... کیوں کہ یہ معاملہ پوری
دنیا کا معاملہ ہے؟“

”آخر یہ معاملہ ہے کیا؟“

”زمیں کے مختلف مکون میں ایک نئی مخلوق نظر آ رہی
ہے... اس مخلوق نے آج کی دنیا کو پالکل پیے بس کر
کے رکھ دیا ہے... ابھی تک اس مخلوق کو کوئی نقصان
نہیں پہنچایا جا سکا... اور نہ آئندہ پہنچایا جا سکے گا۔“

”دنیا کے علاج اس مخلوق کو بتاہ کر دینا چاہتے ہیں... ورنہ
وہ تباہ کر دیا جائے گا...“

”اہ... ہم اس مخلوق کے ساتھ مل گئے ہیں... کیوں کر
کافی نہ بماری ہتری ہے... اس طرح ہم زندہ تو رہیں
دیں... اور اس قدر فائدے حاصل کر سکیں گے کہ تم
کہاں بھی نہیں سکتے...“

”حیرت ہے... اگر وہ مخلوق اس قدر طاقت ور ہے،
اوپر اس کو آپ جیسے لوگوں کی خدمات کی کیا ضرورت
ہے؟“ شوک نے واقعی حیران ہو کر کہا۔
”ان کی بھی پکھ بجوریاں ہیں... اپنی ان بجوریوں پر
بہادر سے ذریعے قادر پاتا چاہتے ہیں۔“

”اوہ... اوہ... لیکن آپ کو ان کا ساتھ دے کر
اسے کا بھول ڈیں۔“

”ایہ تم سوچ بھی نہیں سکتے...“

”آپ بھی نظر کیوں نہیں آتے؟“

”اگر تم دوستارہ فضائیں چلنا اور بات چیت کرتے
ہے کا دعہ کرو... تو میں نظر بھی آ سکتا ہوں۔“
”ہم یہاں بھلا آپ کے خلاف کیا کوئی قدم اٹھا
جائیں؟“

”اچھا... ہو... میں سامنے آ گیا۔“

”اوہ جیکان ابھی نظر آئے لگا... وہ بالکل دمی تھا۔“

پوری دنیا پر صرف وہ مخلوق نظر آئے گی کہ
ان نوں کا نام و نشان سماں کہیں نظر نہیں آئے گا... وہ
سوچو... پوری دنیا میں ایک بھی انسان نظر نہ آئے اور
وہ مخلوق ہی صرف نظر آئے... تو بیکار گا؛“
”بلے گا کس کو... کوئی ہو گا ہی نہیں لگنے کے پے
خوک نے منہ بتایا۔

”ورنہیں... کچھ لوگ ہوں گے؟“ جیکان نے کہا۔
”وکرن رک ہوں گے... جب کہ ساری دنیا کے الہ
کو وہ مخلوق ختم کر دے گی۔“

”میں ابھی نہیں بتا سکتا۔“
”وتو آپ چاہتے ہیں... وہ مخلوق دنیا پر قابض
ہو سکے... اور اس کو کسی طرح ختم کر دیا جائے۔“
خان بولے۔

”بالکل غلط سمجھے مشر منور علی عنان۔“ جیکان بولا۔
”کیا مطلب... غلط سمجھا... وہ کیسے؟“
”وہیں چاہتے ہوں... اور صرف میں ہی نہیں... برپ
کھے اور ساچی چاہتے ہیں... اس مخلوق کا پوری دنیا
قیضہ ہو جائے۔“

”وہ کیا کہا؟“ وہ حیران رہ گئے۔

۱۰۰ کیا ۱۰۰ ۱۰۰

Digitized by srujanika@gmail.com

سید دیار برفی

”ہاں: تم اسے برف کے پھار بھی کہ سکتے ہو...
کے ان پھاروں کا سلسلہ ترقیاً ایک میل مک چا
میں۔“

لذتی مطلب ... لیکن ایک میل تک برف ہی برف بھے
تھے کافی کر گھا۔

”بُن: اور اس ایک میل کے بعد... یعنی برف کے پار کیا ہے... قم بوگوں کو صادر کرنا ہے: اس کام کے لیے تو آپ کسی بھی ہم جو گروہ کو کئے ہے؟“

... صحیح پکے ہیں ... ان گنت پاریوں کو صحیح پکے ہیں:

ماج تک تو نی جھی واپس نہیں آیا... تو نی یہیں بنا
اس طرف کی ہے یہ

تب پھر آپ کو ایک جگہ اور ایک کامران مزا

ن د بلان چاہیے عقا

گی یادگیری سے ہم بہت تنگ ہیں... مہما

دو چلو شکر ہے... آپ نظر تو آنے لگے... میرا
آپ کو دیکھوں گا وہ دیکھ کر شکر لگتی تھیں، اسکے
آواز میں کہا۔

”لیکن مژگیکان... اس بارہ تو پھر آپ نے ادا
بیگان کا بھی ساتھ پھوڑ دیا۔“

دہم وگ بس ایسے ہی میں ... حادثت کا تذہب
و سکھتہ ہے، نامہ اس طرف ہو جاتے ہیں:

۱۰۷
”آخر ہیں کب ملک چلنا، تو گا۔“

بھوری ہے ... ان درجہ سے درجیں اور
بھل بھی میں سکتی ... اگر چندی بھی جائے تو پہلے
سے بہت کم رفتار پر پٹے گی ... لہذا کیا فہرست
وہ میں نے تو آپ سے فاصلہ بوجھی تھا!

"بس پندرہ ملت اور... اس کے بعد یہ بھاگ پر سچھ یا نہیں گے"

د پسروه منٹ کی قیمت کوں یا ت نہیں
وہ ملٹے رے کے... سالاں تک کوں نہیں

اور پھر نور آہی درختوں کا سلسلہ ختم ہو گی۔

میں سے بھی میں نہ یاد ہی میں
بھائیوں سے ...

تم لوگوں کو بیلایا گیا؟

”بیان! یہی کہ لیں:

”اور جمارے ساتھیوں کو آپ صرف اور صرف اس صورت میں چھوڑ دیں گے... جب ہم یہ معلوم کر دیں کہ برف کے اس پار کیا ہے؟“

”دیاں؟ اس نے کہا۔

”ولیکن مشر جیکان... اگر ہم زندہ واپس نہ آئے۔

”تو اس صورت میں آپ کے ساتھیوں کو ان کے

گھر پہنچا دیا جائے گا... کیون کہ تم اپنے حصے کا

تو کہ ہی پچھے بکر گے؟“

”اوہ! تب تو شہیک ہے... ہم اپنے ساتھیوں کا

خاطر یہ کام ضرور کریں گے؟“

”دشکر یہ... انکار کر د تو بھی یہاں سے زندہ نہ

روٹ نہیں سکو گے... زندہ رونٹے کا صرف ایک زندہ

امکان اس صورت میں ہے کہ تم اس طرف کا فری

لے کر زندہ روت آؤ یہ؟“

”اپھی بات ہے... برف میں سے سفر کرنے کا

کیا ہے؟“

”برفت اور پر شاید بادلوں تک چلی گئی ہے... یہاں ہر قسم کی مشترکی جام ہو جاتی ہے... ہم نے ہر قسم کے تجربات کر لیے ہیں... کتنی بڑے ملکوں کے بہت سے ہم بوجہ ممالک لائے جا چکے ہیں... ان سب نے مل کر باقیوں سے اوزاروں کی مدد سے ایک میل بھی ایک سربراہ بنائی ہے... نوابے کا بہت بڑا پاسپ داخل کر لے... اس سربراہ میں سفر کر کے تم لوگ آسانی سے برف کے اس پار پہنچ سکتے ہو...“

”اور یہ کام دوسرے لوگ بھی کر سکتے ہیں؟“ رفت لے پوچھا۔

”یاں کر جکے ہیں... لیکن سربراہ کے سفر سے ان کا واپسی نہیں ہوتی؟“

”آپ نے خود یہ تجربہ کیوں نہیں کیا؟“ شوکی نے فرمایا لجھے میں کہا۔

”آپ میر، ابھی امرتا نیل چاہتا... مجھے ابھی بہت بڑے اعلیٰ حکماء کرنے ہیں؟“

”تو یہ مرنے کے لیے ہم ہی رہ گئے ہیں... بلا محفوظ لے مل بھین کر کہا۔

”نہیں... اور بھی بہت لوگ مر چکے ہیں؟“

بی بھر... جم بھی یہ کام کریں گے؟ شوکی نے پوچھا
پاڑ ہی نکھی ہے... تو پھر تم کہ ہی کیا سکتے ہیں...
ہمیں اس سرناک کا دہانہ دکھایتے... اور آخری بار کہ
کھا پیتی ہیں دیں؟

”ہم... کوئی چکر نہیں ہے... جم صرف یہ معلوم کرتا
ہے کہ اس طرف کیا ہے... اگر کچھ نہ ہوتا تو ہر
ذرا لذت نہ دے راپس ضرور آتا...!

بی بھر، برف کی وجہ سے خون نہ جنم جاتا ہو رکون
شخان نے خیال ظاہر کیا۔

”اس خیال کے پیش نظر سرناک کو اس حد تک گرم رکھا
گی اس میں سفر کرتے ہوئے سردی محسوس ہی
نہیں، لیکن سرناک کے اس پارہم کوئی بندوبست نہیں
کرنے پڑے۔

”تم جا رہے ہیں... اللہ مالک ہے؟
”تو وہ پاس مقابله کرنے کے لیے خاص قسم کے
بلدی ہوئے چاہئے... یہ پستول ہیں... اور یہ بیخز
ان پستول سے کوئیوں کی بجائے شعاعیں نکھتی ہیں
”ای طرف موجود کسی بھی چیز کو جلا کر راکھ کر
چلے۔

”وہ اچھی بات ہے... اگر ہماری موت برف کے اس
پاڑ ہی نکھی ہے... تو پھر تم کہ ہی کیا سکتے ہیں...
ہمیں اس سرناک کا دہانہ دکھایتے... اور آخری بار کہ
کھا پیتی ہیں دیں؟

”یہاں پانی اور ان درختوں کے پھلوں کے علاوہ اور کچھ
نہیں ملے گا۔ جیکان نے کہا۔

”چلیے یہی سہی؟

اچھوں نے پیٹ بھرا اور جیکان کے ساتھ آگے بڑھ
یہاں تک کہ برف میں ایک پائپ نظر آیا۔ پائپ پی
فت قطر کا مقام... گویا وہ کھبڑے ہوتے اس میں آسانی
سے چل سکتے ہیں... ایک میل کا فاصلہ برف میں لے
کرنا کوئی اتنا مشکل کام نہیں سمجھا... اچھیں حیرت اس
بات پر بھتی کہ آخر دوسری طرف ہے کیا... لوگ یہ
اس طرف سے زندہ نہیں وٹتے... اور یہ کام... یعنی الی
طرف کی روپورٹیں لینے کا کام ان لوگوں نے آلات کے
ذریعہ کیوں نہ لیا...

”بات پیتے نہیں پڑی... اس میں ضرور کوئی پیکر نہیں
”اسی لیے تو یہاں انکل جھیڈیا انکل کامران مزا
کو نہیں لایا گیا کہ کہیں پکر کا پتا نہ چلدا ہیں!!

”بہت بہت شکریہ... کیا یہ پستول آپ پر بھی اڑیں؟“
”نہیں... اگر ایسا ہوتا... تو پھر میں یہ پستول
وگوں کو ہرگز نہ دیتا۔“
”ہوں... صحیح ہے... اچھا جناب... ہم جا رہے
اوے کے... میں امید کرتا ہوں کہ تم وگوں کو
دیکھوں گا؟“

”ان شاہ اللہ“

اور پھر وہ سرناگ میں داخل ہو گئے... سرناگ
اندر سے صرد نہیں تھی... اور اس میں سفر کرنے
میں تھا... اندر سے روشن جھیل تھی...
”بھتی واہ... بڑے مزے کی سرناگ ہے؟“
”یکن چمارے یہے یہ موت کی سرناگ بھی تھا
سکتی ہے... بلکہ زیادہ امکان اسی یات کا ہے:“
خان مکرانے۔

”ماں! واقعی... کیوں نہ ہم آیت الکرسی اور
پڑھتے ہوئے چلیں... اگر یہ سفر چماری زندگی کا
سفر ہے... تو پھر یہ اللہ کو یاد کرتے ہوئے ہم
جاہیں ہے؟“

”بابت معقول ہے؟“
اور وہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور درود شریف پڑھتے
بُوئے آگے پڑھتے چلے گئے... ایک میل کا سفر انھوں
کے پندرہ منٹ میں طے کر لیا... میاں تک کہ وہ سرناگ
کے درمیں سرے تک پہنچ گئے... انھوں نے درمی
طن جھانک کر دیکھا... لیکن کچھ بھی نظر نہ آ سکا،
اُن طرف سوائے دھنڈ کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا...
لیا آگے ان کے لیے تاریکی ہی تاریکی تھی...“

”از انکل! آپ کے پاس شکاری تاریخ ہے نہ؟“
”ایاں! ہے تو سمجھی تاریخ بولے... اور اپنے سیکھے
میں سے تاریخ نکال لی۔“

انھوں نے تاریخ روشن کی... تو صرف چند میراں
تک نظر آنے لگا... انھیں سیاہ رنگ کی زمین نظر آئی،
لیکن وہ اس پاپ سے کافی پیچے تھی...“

”اگر ہم اس زمین پر اتر جائیں تو والپس پاپ
تین آنکھیں نہیں ہو گا... زمین بہت گھرا تھی میں ہے؟“
”لیکن پیچے اترے بغیر ہم کچھ معلوم بھی تو نہیں
کر سکتے:“

”نم... فتحے ڈرگ رہا ہے... مکھن لے کاٹنے“

کہا۔

لگ جاؤ یا"

یعنی اس وقت دبای بینی سی کر کی... تیز روشنی چارہ
طرف پھیں گئی... ایک لمحے کے لیے... اور پھر وہی تاریکا
لیکن اس ایک لمحے میں ہی انھیں جہاز نما ایک چیز صاف
نظر آگئی ...

"اوہو... یہ... یہ کیا؟"

درجہاز معلوم ہوتا ہے... حیرت ہے... جہاز یہاں
کام بداخلیق تے لرزتی آواز میں کہا۔
دیکھی کھپڑا کرو... ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں
ہو سکتا... انکل... اس جہاز سکھ جانے کو بھی چاہ رہا
ہے... شاید ہم اس میں سوار ہو کر اس رادی سے
پاس نکل سکیں؟"

"ٹھیک ہے... آؤ پھر جو ہو گا... دیکھا جائے گا
اور پھر انھوں نے چھلانگ لگا دی... انھیں چونکہ
تو آئیں... لیکن وہ پی گئے... اور اندازے سے بیہاد
کی خوف برپتے... سور علی خان نے ٹاریخ پھر روشن کر
لی... وہ ٹاریخ بہت کم استعمال کر رہے تھے، کوئی

تمام ہو جانے کی صورت میں وہ اس سوونت سے
لا گرم ہو جاتے... جہاز کی ایک چیلک دیکھ کر
ان نے ٹاریخ بھیجا رہی... اور اندازے سے اس
نہ بلکہ رہے... وہندہ اس قدر حقیقت کروہ ایک دوسرے
انہ بھی نہیں سکتے تھے ...

ایک بار پھر انھوں نے ٹاریخ روشن کی تو جہاز
ابنے سامنے پایا... انھیں وہ جہاز عجیب سا لگا...
وہ پڑھی کو ٹوٹوں کر وہ جہاز میں داخل ہو گئے،
ٹوٹوں کر انھوں نے جہاز کی لاٹیں آن کر لیں...
وہ اس جہاز کو اندر سے دیکھ سکتے تھے، منور علی
ان اس کے کاک پٹ میں داخل ہو گئے...
ویسا خیال ہے... جہاز کو شارت کرنے کی کوشش کروں"
لیکن یہاں رن وے ہو گا:

اکسلتہ ہے... یہ بھی کاپڑ یا راکڑوں کی قسم کی
لیفڑیں... اور پیٹے سیدھا اور پر اٹھتے ہو یا"
پیٹے ٹھیک ہے... کوشش کر لیں؟
الوں نے جہاز کو شارت کرنے کی کوشش شروع
کیا... اماںکہ وہ شارت ہو گیا... ان کے دل چک
کر لے گئے... پھر وہ سیدھا اور پر اٹھتا چلا گیا...

"یہ ایک طرح کا راکٹ دم ہی ہے" منور علی خان
و پسیے پھر کچھ اوپر لے جا کر اوپر اُدھر سفر گرانا
کر دیکھیے گا" شرکی نے کہا۔

"اچھی بات ہے"

جوں جوں وہ اوپر اٹھتے چلے گئے ... اچھیں یعنی
منظر صاف رکھائی دیتے چلتے گئے ... یہ بات اور ان
ان کے لیے حیرت کا باعث تھی کہ اوپر ہونے کی
سے یعنی کا منظر صاف کس طرح رکھائی دے سکتا
جب کہ یعنی وہ ایک دوسرے کو بھی ہنسی دیکھ سکتے
اور پھر انہوں نے اپنی زندگی کا ناقابل یقین ملے
ویکھا ...

تم کیب حاضر ہے

یعنی اس توں کا ایک سمندر انھیں نظر آیا ... لیکن وہ
انسان ان جیسے نہیں تھے ... ان کے سر بالکل ہانڈیوں
پر تھے ... ن سروں میں آنکھوں، مز، ناک اور کان کے
راہی قسم کی مانکوں والے چھوٹے چھوٹے قدموں کے
نان ... انسان ہی انسان ... جہاں تک نظر جاتی تھی،
اُسیں بھی نظر آ رہے تھے ... شاید ان کا کوئی جلد
اپنے نہ ... وہ بھی اس قدر بڑے میدان میں کہ جہاں
ان نظر جاتی تھی ... وہ میدان ہی نظر آتا تھا ... جس
لارا سمندر کا دوسرا کنارہ بکھی نظر نہیں آتا ... اسی
ان اس میدان کا دوسرا کنارہ انھیں نظر نہیں آتا ...
را جاتا ...

"اُن ناک ... یہ نئی علائق اور اس قدر بڑی تعداد

ہیں... بالکل وہی مخدوق... جو انھوں نے اس کشندہ
دیکھی صحتی... اس کشوئیں میں انھیں بالکل ایسا ہا
نظر آئی صحتی... اور اس پر نظر پڑتے تھے وہ بے
ہو گئے ہتھے...
”یہ... یہ سب کیا ہے... یہ سب تو بالکل با
جیا کہ ہم نے اس کشوئیں میں دیکھا تھا“

”مجھے تو ان کی تعداد پر بیشان کر دیا ہے
ذکر... قرآن جہاز کو اس میدان کے دوسروں کا
ٹک سے چھپے...“ شوکی نے کہا۔

”واچھی بات ہے：“
وہ جہاز کو اس سمت میں لینے پلے گے...
ویر سک پرواز کرنے پر بھی صرف انہیں کافی
ہی نظر آتا رہا... اس میدان کا کوئی دوسرا
نظر نہ آسکا...“

”دریافت ناک... یہ... اتنی بڑی تعداد میں
استے بڑے میدان میں... یہ تو پوری دنیا کا
تھے بھی کی کیا گن زیادہ نظر آتے ہیں؟“

”شاید کھلیوں کی تعداد میں ہیں؟“
”مگر یہ سب کے سب ہماری دنیا پر وہ“

”و دنیا کا کیا حال ہو؟“
”حال کیا ہو گا... سب کے سب ان کے پرورد
گئے روہنے سے جاتیں گے：“
”الحمد لله سب پاؤں سے زیادہ عجیب یہ جہاز ہے
آخر یہ جہاز وہاں کھاں سے آگیا... کیا یہ جہاز اپنی
دوکوں کا ہے... تب پھر ایسا گیوں...
”اور یہ ہے کہاں ہیں... ان کے لگر کاں میں۔
”جب یہ میدان ہی ختم نہیں ہو رہا... تو لگر کیے
نظر آئیں گے... لگر تو اسی صورت میں نظر آسکتے ہیں
”... جب اس میدان کا سلسلہ ختم ہو：“
”ہوں... میں اور کوشش کرتا ہوں：“
”جہاز کو ایک ہی سمت میں لینے پڑے گے... لیکن
اکل دیر سک پرواز کرنے کے پرواز کرنے کے بعد بھی انھیں
میدان کا دوسرا سرا نظر نہ آیا...
”میں بھی... اس میدان کا دوسرا سرا نظر نہیں آ
تا：“
”ہارے گئے پھر تو... اس تدریجی تعداد میں تو تم
کوئی بھی نیس کئے کر کوئی مخلوق موجود ہرگی... اب
دنیا کا اللہ ہی ناک ہے؟“

”یکون...“ مخلوق کو بماری زمین پر آنے جانے کی فڑ
بھی کیا ہے؟
”تم ستو بھی کو بھول رہے ہو... آخر یہ مخلوق وال
یہ کر ہی تھی؟“

”واقعی... یہ بات بھی؟“

”غیر... یہیں ہر معلوم کرتا ہتا... کرچکے... اب یہیں وہاں
چلتا چھے ہے... نہ جانے باقی پارٹیوں کے ساتھ یہاں کیا
معاملہ پیش آیا تھا... کہ وہ واپس نہ جائیں۔ یہیں
تو یہاں کوئی خطرہ نظر نہیں آتا...“
وہیکن اب سوال یہ ہے کہ... ہم اس سرگزج کے
پاس کس طرح استین گے؟
”ہر کوشش کرتے ہیں：“

ان سب نے نظریں بیچے جما دیں... سب اس پاٹ
کے سرے کو تلاش کر رہے تھے... پاٹ کا سرپر ایسا
قدر سے پایہ نکلا ہوا تھا... آخر پاٹ ایسیں نظر آیا
اور منور علی خان نے اس کی سیدھی میں جماز نیکی ادا
دیا... وہ جماز سے بیچے اترے... اب وہ پیر گزرا ہے
ہیں تھے... اور ایک درسرے کو ریکھ جبی نہیں تھے
نکھلے...“

”ذرا اپنی نازح سے روشنی کریں یا شوکی بولا۔
نازح کی روشنی میں انھوں نے پاٹ کو دیکھا اور
اس سمت میں بڑھنے لگے... پاٹ کے بیچے پہنچ کر
بزرگ علی خان یوں ہے：“

”اب اس پاٹ سمجھ ہم کس طرح پہنچیں... زمین سے
کافی اوپنچالی پر ہے۔“

”اپ کی لکھند بھی کیا یہاں کام نہیں ہے سکتی پرفت
نے لکھا۔“

”اوہ پاں... واقعی؟“

انھوں نے آنکھا لکھا اور نازح کی روشنی میں فشار
لے کر اور پھیلک دیا... میکن وہ پاٹ میں لکھتا کیسے...
”اب کیا کمری... اس آنکھ سے میں تو امکنے کی کوئی
بلکہ نہیں ہے...“

”رفعت ہی کوئی ترکیب ہتا سکے گی اب تو یہ شوکی
نے لکھا۔“

”یکوں... اپ کو کیا ہوا پاٹ؟“

”میں اس وقت تک ترکیبیں بتاتا رہا... جب تک
امیر ہلالے ساتھ شام نہیں ہوئی میکن یہ شوکی نے
بلکہ کہا۔“

مد اچھی بات ہے... ترکیب حاضر ہے:
”سی کہا... ترکیب حاضر ہے“ مکھن پونک کر رہا
”ہاں“ اور سی کھوں... پسے انسانی بینار پایا جائے
انکی آپ اس بینار کے ذریعے پاس پسک سک پہنچیں۔ اور پھر
سے رسی پسخے لٹکا دیں... رسی آپ اپنی گمراہ کے کردی
دیں... اور خود کو پاس پسیں اڑا دیں... جب دوسری
اور پسخے جائے گا... تو پھر دو آدمی رسی کو ہتھام ملے۔
اس طرح سب روگ اور پسخے جامیں گے:
”بہت خوب... بہترین ترکیب ہے... چلو بھئی پیدا نہ
شوکی، اشناق اور اخلاق سب سے پیچے کر دی
ہوئے... ان کے اوپر مکھن اور رفت اور پھر مخواہ
خان... اس طرح ان کا ہاتھ پاس پسک چینچا گیا۔
اس میں وانچ ہو گئے... پھر انھوں نے رسی پیے
دی... اس طرح باری ماری سب اور آگئے... دو
کا والپسی سفر شروع ہوا... یہاں سک کہ وہ دو
سرے پر پسخے گئے... درختوں کے درمیان پہنچا رہا
نے ادھر ادھر دیکھا... جیکان کمیں بھی نظر نہ اکا۔
”میرز جیکان... آپ کماں ہیں۔“
اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا... انھوں نے

باد ادازیں دیں... لیکن جواب پھر بھی نہ ملا... آخر وہ
ساحل کی طرف پل پڑے... راستے میں انھوں نے پانی بھی
پیا اور پھل بھی کھائے... اور آخر وہ ساحل پر پہنچ گئے
یہ دیکھ کر ان کی محنت پر ہدگئی... دہاں جہاز موجود
تھا...

”لیے... یہ حضرت تو پھر موجود ہے“
”اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے... اندھا
کا پہنچے دو ایمکھیں“

وہ جلدی جلدی جہاز پر پڑھ گئے... وہ جہاز اسی
جن کھانے پیٹنے کی چیزوں سے لدا پھنسدا ہوا رکھا۔
”میرز جیکان... تو آپ یہاں موجود ہیں؟“
لیکن جہاز پر بھی اس کی طرف سے کوئی جواب نہ
ہو... سور علی خان نے کنزروں سنبھال لیا... اور جہاز
کی چلا کر دیکھا... جہاز پل پڑا... اب جو انھوں نے اسے
پھر ادھر گھانے کی کوشش کی... تو وہ حرف ایک
بھی سمعت میں چلتا رہا... ادھر ادھر نہ ہو سکا...
”جہاز اب بھی جیکان کے کنزروں میں ہے“
”لیکن وہ خود کہاں ہے؟“

”ضرور ہمارے آس پاس... یا پھر یہاں سے پکھا۔“

نے سب سے پہلے اپنے شہر فون کیا... فون بھی آئی جی
صاحب کے دفتر کیا... دوسری طرف کی آواز سن کر
وہ اچھل ہی تو پڑتے... کیوں کہ اکواز آئی جی صاحب
کی بھتی ...

دارے: اب تم سے پہلے پہنچ گئے یا؟
ہاں: تم لوگوں کے جانتے کے فوراً بعد انہوں نے
ہم ادھر والپس پہنچ دیا تھا۔
ارے... وہ کیوں یا؟

انہوں نے کہا کہ وہ تم لوگوں سے جو کام
لینا چاہتے ہیں... اب وہ تم لوگ کر ہی گزرو گے...
وہ بھر باتی لوگوں کو قید میں رکھنے کی کیا ضرورت
ہے... یا؟

”ہم... سہیک ہے“

”تم نا... کی رہا اگے جا کر“

”وہ تو ایک بہت بیکی کہا تی ہے سر... ہم جلد خدمت
تل حاضر ہو کر ستائیں گے یا؟

”اچھی بات ہے“

اور بھر وہ وہاں سے سیدھے اپنکی رجسٹریشن کے ہاں
پہنچ... لیکن وہ لوگ وہاں کہاں سمجھتے... ان کا کوئی

فائدے پر کسی دوسرے جہاز پر یا
”خیر... دیکھا جائے گا“

ان کا والپسی کا سفر شروع ہو گیا... ایک یاد ہے
جہاز نے انھیں اس ساحل پر ڈالا... جہاں وہ آدم غدر
کو راہ راست پر لگا کر تھے... جنگل کے لوگ انہیں
دیکھ کر خوشی کے مارے اچھلنے کو دئے لگے... درجن
ان کے درمیان گزار گردہ وہاں سے روانہ ہوئے
”رب سوال یہ ہے کہ ہم اپنے باقی سامنیوں تک
کس طرح پہنچیں... ہم تو ایک ہوائی جہاز سے بڑا
پیرا شوت چلا جیسی لگتا پڑیں یا شوکی نے کہا۔
”پہنچتے رہو... دیکھا جائے گا“

انہوں نے اپنا پیدل سفر جاری رکھا... راستے کا
درندے سبور علی خان کے حلول کی تاب نہ لا کر
ان کے لیے راست چھوڑتے رہے... اور بھر وہ ایک
آیا دی میں پہنچتے... وہاں سے معلومات حاصل کر کے
ایک لانچ لے کر روانہ ہوتے... اس طرح انھیں کمی
بار نکلی اور سمندر میں سفر کرتا پڑا... تب کہیں جا کر انہیں
اپنے لئک کے لیے جہاز مل سکا... اپنے دہن میں
دارالحکومت کے ایر پورٹ پر اترے... وہاں سے انہوں

پتا نہیں تھا... بیگم جعید نے انھیں صرف اتنا بتایا کہ "اشارجہ ایک کافرنس کے سامنے میں لگتے ہیں ... انھوں نے اپنے کامران مرتزہ کے فیرڈائل کیے۔" جبھی نہ طے... وہن کے بارے میں تو بیگم کامران مرتزہ کو پتا بھی نہ تھا... چنانچہ انھوں نے آئی جی شیخ شارحمد کے دفتر کا رخ کیا۔

آئی جی صاحب انھیں درکھ کر چونک اٹھے:

"تم لوگ کہاں پھر رہے ہو؟"

"تو آپ کو تم لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں،" خوکی تے کہا۔

"نہیں تو... کیوں، کوئی خاص بات ہے؟"

درجی... خاص بات... خاص باتیں تو پتا نہیں کیسی ہوتی ہیں... ہمارے پاس تو خاص اتفاق بات ہے، شاید اس دنیا کی سب سے خاص بات ہے؟"

"اچھا... تو سچر جلدی متاز؟"

انھوں نے ساری داستان پوری تفصیل سے تدھی... آئی جی صاحب سکتے کے عام میں سنتے رہے ان کی سڑی بالکل گم نظر آ رہی تھی... یوں لگتا تھا مجھے ان کا اورپ کا سافس اوپر اور پینچے کا یونچے رہ یا

آخروہ بدلے:
مشوکی! اب تم دارالحکومت کے علاط سن لو یہ
جی فرمائیے... اس نے فراہ کہا۔

اب انھوں نے دارالحکومت میں فاروق احمد بھٹی سے
لڑکا ہونے والی ساری کتابی انھیں ستادی... ان
لیفڑت کا کیا بدھ چھپنا..."

اس کا مطلب تو پھر یہ ہے کہ اس مخلوق نے دنیا
نبغہ کرنے کے پروگرام پر عمل شروع کر دیا ہے،
جیکا ان میں سے لوگوں کو ساختہ بھی ملا یا ہے۔ لیکن
کہ بات میرے حلقہ سے نہیں اترتی... آخر انھیں ادھر
لوگوں کو ساختہ ملانے کی کیا ضرورت تھی؟"

بتنی اسبابی کے لیے... بعد میں وہ ان کا ساختہ نہیں
ان کو بھی ختم کر دیں گے؛ آئی جی صاحب نے کہا۔
لوگیا پوری دنیا اس وقت سوت کے دہانے پر

اہ بالکل... اپنے جعید اشارجہ کے اجلاس میں
لے گئے ہیں... اپنے کامران مرتزہ پارٹی کا کوئی
بل جمل رہا کہ کہاں ہیں... اب تم نے یہ بہت
ستائی ہے... کہ کھرپوں کی تعداد میں یہ مخلوق دنیا

پر حمد اور ہونے والی ہے ... آخر ہم کیا کریں ... دنیا کو کس طرح بچائیں؟"

"اس کے لئے مل میٹھنا ہو گا ... ساری دنیا کے ماہرین کو سر جوڑ کر سوچنا ہو گا یا"

"رانش رج کا اجلاس اسی سلسلے میں تھے"

"چھر وبا کی کیا رپورٹ ہے؟"

"ابھی تک وہاں سے رپورٹ نہیں ملی؟"

"ہمارے لیے آپ کی علم کرتے ہیں؟"

"و تم لوگ فی الحال کھر جا سکتے ہو ... اپنے جنہیں ملاقات ہو گی ... تو چھر تم لوگوں کو بلیں گے ... بو سبھی فیصلہ ہو؟"

"دہوں ... ٹھیک ہے ... تب چھر ہمیں اجازت پڑے شوکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

شوکی برادرز ابھی دفتر سے باہر نہیں نکلے تھے اخباری نایندوں نے انہیں گھیر دیا ...

"دارے ارے ... کیا ہوا بھتی تھا"

"دہمیں بھتی ذرا لمحے سے آپ لوگوں کے پارے نہ عجیب و غریب ہاتوں کا علم ہوا ہے ... کسی نے دہا"

"وہ اسی وقت سے گوئی نہیں لگ گئی بھیں جب جھی ہتھیا ہے کہ اس وقت آپ لوگ یہاں ہیں"

"لماں کیا ہے؟"

"پپ ... پوری کمائی ... نہیں نہیں ... آپ کو پوری کمائی نہیں سافی جا سکتی ... شوکی نے چھر اکر کہا۔

"کیوں جناب ایکوں نہیں سافی جا سکتی؟"

"اس لیے کہ میں سافی نہیں جا سکتی یہ شوکی نے"

"یہ کیا جواب ہوا؟"

"جواب ہوا یا نہیں ... جواب یہی ہے۔"

"آپ چھر ہمیں اب تک جو باتیں تا معلوم ذرا لمحے سے ملاقات ہو گی ... تو چھر تم لوگوں کو بلیں گے ... بو سبھی فیصلہ ہو؟"

"جول ا... آخر آپ لوگوں کو کیا باتیں معلوم ہوتی

لیا؟ شوکی نے پوچھا۔

"آئے کہ ... آپ لوگ برف کے اس پار ہو آئے گے؟"

"آب ... برف ... کے اس پار ... گویا یہ بات یعنی

مان کے اس پار والی شہر میں پے ہی گوئی رہی ہے ..."

"جھی ہتھیا ہے کہ اس وقت آپ لوگ یہاں ہیں"

سیاں مخلوق نظر آئی محیٰ :
”یوں ... خیر... ہم پتے
لے لیں“

۱۷

شوکی دلپس ان کے دفتر میں لگھس گیا... اور با
دسر... پاہر تمام اخبارات کے عنائجندے سے مدد برداز
اور ہم سے ساری کہانی سننا چاہتے ہیں: ”
”مل... لیکن انھیں کس طرح معلوم ہوا کہ تم لوگ
یہاں پہنچا اور عختار سے پاسست نے کے لیے کوئی کہا
بے“ وہ بیوئے۔

”پتے نفس... ان کے ذرائع کیا ہیں... یہ لوگوں
وہیکی دے رہے ہیں کہ اگر ہم نے کمائی نہ تھا فائدہ
جیتنی یا ت ان سکے نامعلوم ذرائع سے پہنچی ہے...“
ویرا اخبارات میں صحابہ مری گئے:

”ارہ... خیر... قم اعیین کہاں سنادو؟“

کہا فرمایا آپ نے... کہانی سنایا۔

وہیاں! اس لئے کہ یہ کافی اب چھپی تو

بے گا

لہجی بہتر... لیکن آپ ایک بار تھیر سوچ

"دھیرت ہے... آپ کو کس نے بتا دیا۔"

"ہمارے بھی پکھ ذراائع ہیں جناب اآپ دارالکوہ اندازیں کہا۔

کے اخبارات کو ایک کمائی دے کر آئے ہیں... شکرانی ملکی ایں... تشریف رکھئے... ہم آپ کی کیا خدمت کر لیں؟"

ہمیں سمجھی سن دیں... تاکہ ایک سماجی چیپ کے

"تم کسی کی کیا خدمت کر سکو گے... ہم تھاری خدمت اچھی بات ہے... اب اس کمائی کر چیانے کا

بھی کیا ہے...؟" شوکی نے دھیلے دھالے اندازیں آئے ہیں... یہ کہ کر ان میں سے ایک نے شوکی

اور پھر دوسرے من پورے ملک میں ڈک گیا۔

گونج رہی تھی... اس کمائی کے سماجی ہی اس میں اس کا ملک راستے میں ڈک گیا...

نے مژکوں پر باقاعدہ گھومنا شروع کر دیا... ا

سے دور چکنے نظر آئے... کئی شہروں میں پہنچا

حادثات ہو گئے... لیکن اس مخلوق کا پکھ نہ لگا

اور انہوں میں زبردست تباہی کے آثار نظر

لگے...

ان کے بھی ہوش اڑے اڑے تھے... ان میں

میں وہ اپنے فخر میں موجود تھے... اور مخرب

بھی ان کے سماجی موجود تھے... کہ ایک عالم

کی کار و باب آ کر رکی... کار میں سے دو فنادی

وائے آدمی اترے... اور فخر اور غرور کے انداز

چلتے ہوتے اندر داخل ہوتے...

شوکی براورز... ان میں سے ایک نے انہیں

مل کا اندازہ ہے؟"

"بم ان کی چنی تو خیر بنا کر جائیں گے:
سلیکن پیٹے وجر تو معلوم ہو۔"

"پوری دنیا اس وقت خوف کی پیٹ میں ہے...
کی وجہ سے... صرف اور صرف ان کی وجہ سے؟"
اور ان لوگوں کو نارپیٹ کر آپ اس خوف میں
منور علی خان کا ہاتھیک دم اس سمجھتے کے باشیں کی کر دیں گے؟ منور علی خان کے لئے میں
اگر تھا...
دلت سمجھی۔

فیصلہ

"وکی بات ہے مشر... یکوں مارنا چاہتے تو ابھی دنیں... ہم اپنی خصہ سختا کرتا چاہتے ہیں؟"
کی ہے انسوں نے؟"

"وہ آپ آپس میں روکر کر سکتے ہیں... یہ وہ
رسے پڑھیے... انھوں نے کیا نہیں کیا؟"
لما اخبارات کو سنیں دینا چاہتے تھے... کسی تامیل
وہ پھر یہ بتا دیں کہ انھوں نے کیا نہیں کیا
کیا تھا اس کہانی کے پارے میں اخباری ناشردوں کو
بنا دا اور اس طرح وہ شوگی برادرز کے پیچے پڑھے۔

"آپ کون ہیں؟"
میں... میں ان کا انکل ہوں... اور ان کا ان
وائے ہر ہاتھ کو کاث کر پھٹک دینے میں زندگی
یکن ہم وجہ تو ہے بننے ہیں؟
حسوس کرتا ہوں؟"

"آپ کو خایہ اپنی زندگی غریب نہیں"
یہ بات تو خیر آپ نے بالکل درست کیا
سلیکن ہم ان کی مرمت پھر بھی کریں گے؟"

یہ کر کر دو مرے نے ہاتھ جھاڑ دیا... بیٹھا... دشکی... انپکٹ کاشان کو فران کرو... ان سے مکرہ
خنور علی خان نے روکا...

جنور علی خان نے روکا۔۔۔

و شکر یہ انکل ب مکھن بول لد.

"اس میں شکریے کی کیا پات ہے؟" منور علی نما
دکن مطلب ہے دوفون ایک سامنہ یوں۔
وہ شکر یہ انکل بی مکھن بوللا۔

ان دوں کے ہاتھ اب سور علی خان کی گرفتاری میں کیا... پھر سب کرہ امتحان میں پہنچے... جیسے... وہ ہاتھوں کو چھپڑانے کے لیے پورا زور لٹک میں کیا گیا... تو وہ چلا ائمہ:

وہ ہے ... وہ ہے ... یک چھپا نہیں پا رہے ہے ... اور تم "لکھر دو... سند کرو... بھم بتاتے ہیں" ہے ... وہ ہے ... چھوٹے سے چھپا نہیں پتیں ل کیا ... تو وہ چلا آئے :

منور علی خان نے ان دونوں کو جو زبردست جھیٹکا ریا۔ بہت خوب ہو گئے تائید سے یہ منور علی خان ان کے سر آپس میں بہت زور سے ٹکرانے لائیں کر کھا۔

میں آواز تو ناریل مگر انے جیسے حقی شاید بخوبی بدل دیتا تو... ورنہ میں پھر ہن دبادوں کا انپکٹر نے خوش ہو کر لکھا۔

”شاید نہیں یقیناً یہ شوکی مکرایا۔“ نہیں دنگو لے بھیجا ہے... کہ شوکی برادرت کی مرمت ان دونوں کی گرد نہیں اب منور علی خان کے ہاتھوں کر رہے۔

تحصیں... اور وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے...
ید خلیہ، ستوف... تم کون ہو... تحصیں کس نے یہ

بے بددی جو دوسرے مدرسے میں بھی اسی طرز میں تعلیم دی جاتی ہے... اسی طرز میں اس سے بھی
ہے... اور چاہتے کیا ہو یا ہو باتیں کرتے ہیں یا اسکوں نہ کہا۔

"بھیں پتا ہیں کے... مار ڈالیں ہمیں یہ ان میں سے... اون کے سامنے رواز ہوئے... اور ایک ہوٹل کے نے کہا۔
مانے پہنچے... اپکر کاشان سیدھے کاؤنٹر پر جا کر

رکے ...
دو ٹنگوں کا ہاں ہے؟ انھوں نے صرد آواز میں پوچھا۔ ہمیں کہا تم نے؟ انپکٹر کا شان گھبے۔
”اوپر اپنے گھرے میں؟“ اس نے بے ٹکری کے دمیں نے کہا ہے... اس بدغیری کا مزا تھیں پکھنے
میں کہا۔

ادر جب انپکٹر کا شان اوپر جانے کے لیے رہا۔ دم شاید سمجھوں گے کہ میں دد مرتبہ سچاری مرمت کر
وہ بولتا ہے: ”جس اور جیل میں چکنے پسوا چکا ہوں؟“
دو یکن ان پسر ڈنگو پہنچے والے ڈنگو نہیں ہے؟“ لیکن آج ہم اس مرمت کا بدلہ بھی لے لیں
دیکھا اب اس میں سرقاب کے پر تکل آتے ہیں۔

”اس سے بھی بڑھ کر؟“
”کوئی بات نہیں... دیکھ یہتے ہیں؟“
”انپکٹر کا شان... آج میں نے اپنے دو خندوں کو
وہ اوپر پہنچے... ڈنگو کے گھرے کا دروازہ بند؟ اشکی برادر کے پاس بھیجا ہتا... تو بلا وحیہ نہیں
انپکٹر کا شان نے ایک بھتوکر ماری تو دروازہ پر بیٹھا... یہ لوگ تھیں بلائیں گے
کھل گیا...
”انپکٹر کا شان کو اس بدغیری کا مزا پکشا ہے؟“
انھوں نے ایک سچاری بھر کم آواز سنی۔
بندے یہاں آؤ گے... اور میں اپنے دل کی بھروسے اس
انھوں نے دیکھا... وہ ایک بڑا کمرہ ہے... لہذا انپکٹر کا شان کی مرمت
آئندہ دس غنڈے صوفی پر پہنچے ہوئے ہتھے...
لہذا حساب برابر کر دو؟“

سب خذے یک دم اپنے گھرے ہوئے...
بدانتے بھی ہو... ایک پوسیں آفیسر پر ہاتھ اٹھانے
موچوں کھقا... اس کے چھرے پر بڑی بڑی گوچیں

کا انجام:

”دیگر ہوں... لیکن تم لوگ یہاں سے پہنچیں۔“ لیکن : یہ مخلوق سیدھی ہمارے دفتر بھی تو آ جا سکو گے تب نا!“

”اچھی بات ہے... ان الفاظ کے ساتھ ہی اپنا پت نہیں... اس مخلوق نے یہ راست کیروں اختیار کاشان کے باہم میں پستول نظر آیا... پستول را اپنا اس نے کھانا کر دیکھ لئے بلند آواز میں قہقہہ لکایا...“ یہاں پہنچنے والے ہوش ہو گئے... ہوش آیا... تو ایک کمرے میں نے ہنس کر لگما۔

”چلو... پسے اسے اپنا پستول خالی کرنے دو:“ یہاں میں عک کے اخبارات نے جو کچھ چھایا... وہ اسکرٹ کاشان نے ڈینگو پر فائر کر دیا... اس مخلوق بند ہو گئے تین دن ہو گئے ہیں... ان تین قہقہہ کو بجا اور طریقہ ہوتا چلا گیا... یہاں تک کہ ان میں عک کے اخبارات نے اپنے پستول فالی کر دیا...“

”لبس... دیکھ بیا پستول کا انجام:“

”میرے ہاتھ سلامت ہیں... اور میں ان سے کھاری مرمت کر سکتا ہوں:“

”عنین اسی وقت ایک بغل دروازہ کھلنا اور ان کی کامیشی کی خبر دی گئی کی خبر دی کو بڑھا چڑھا کر شائع کیا مارے چھرت اور نوت کے کھلی کی کھلی رہ گئیں...“

”اس پار کی مخلوق کمرے میں داخل ہو دیتا تھا کے اس پار کی مخلوق نے نئی مخلوق کی کہانی سارے اخبارات میں خیال کرائی تھی... اس یہے انتقاماً اس مخلوق نے خصے کا عالم ظاری کر دیا ہے... اب یہ ولی

انھیں اور ان کے ساتھی متور علی خان اور اپنے اکابر بھائیا تھا۔ کہیں کوئی تباہی نہیں پھانی تھی... ہاں اس کے کوئی بھی اغوا کر یا ہے... اس ہوٹل کی کہانی بھی ہاں تھے میں آتے والے لوگ بے ہوش ہو جاتے اور اُسیں... تفصیل سے شائع ہوتی تھی... اس روز سے شہر انجینیروں روزانہ کی خبریں انجارات کے ذریعے سنائی جائیں سے غصہ سے غالب تھے... اور پکڑتے ہیں ہاں دیں... کہاں بھی جیسا جا رہا تھا... لیکن ابھی تک جا سکے تھے... اور ان خیروں نے مخلوق کی دہشت بیان سے باہر نہیں نکلا گی تھا... ایک دن ان سے اور اضافہ کر دیا تھا... ہاں پایا...

ایک دن اور گزر گیا... انھیں سچیر انجارات دیکھا۔ اب تم بتاؤ... تم اس دنیا کے انسانوں کا ساتھ گئے... اب مخلوق سڑکوں پر عام نظر آئے تھے۔ پالند کر دے یا اس نئی مخلوق کا۔ کیوں کہ بہت کوئی ان کی طرف بڑھتے کی کو شش قرتار فراہم کر دیتے تو پدرست تو پدرست اس مخلوق کی ہو گی؟ ہو جاتا تھا... تو پوس اور ٹینکوں تک مخلوقوں کے مخلوقوں پر وہ یہ سوال سُن کر چونک اٹھے... سیران رہے خاطر میں نہیں لا رہی تھی... مختلف شہروں میں از خود کی نسب سوچ کر کما۔ کے خلاف چنگ شروع ہو چکی تھی... لیکن ہر شہر میں ان انسانوں کا ساتھ دے کر کیا کریں گے... اس مخلوق کی ہی فتح کی خبریں آ رہی تھیں۔ ابھی تک ہر بے... نئی مخلوق کا ساتھ دیتے میں بھی بس رہا کسی ایک نئی مخلوق کو ذرا سا بھی نقصان پہنچانے کا کام نہیں تھا۔ اس کے خلاف ہے:

چا سکا تھا... اور یہ بات حد و بھے خوف ناک ایجاد کر دے دا ہے! تو عقل مند نکلے۔ کسی نے چک

اب شرکی برادر کی کہانی ہر شخص کی زبان پر لے لیا تھا،

نئی مخلوق کا خوت دہنوں پر اس حد تک حاصل ہے... یہ چکر چلا ہے ہوں؟

کر لوگ گھروں سے نکلنے سے ڈرنے لگے تھے... تو سچیر اس مخلوق کے دیے ہوئے آئے کے ذریعے اس بھی تک مخلوق نے کسی انسان کو کوئی نقصان پہنچانے کریں گے یہیں... کہ یہ پس بول رہے ہیں ...

یا حجبوث ہے؟

”دہاں اٹھیک ہے؟“

در دوازہ کھلا... جدید ترین قسم کے اسلئے سے...
چند آدمی اندر داخل ہوئی... اور ان میں سے...
کی طرف ایک ایک گن تن گئی...
”دُورا جبھی حرکت کی تو پرچمے اڑ جائیں گے:

”دُجھی... جسی بہت بہتر... نہیں کریں گے حکن“
اب ان میں سے ایک آگے یڑھا اور شوکی کی
کی طرف چاکھڑا ہوا... فوراً ہی اس نے شوکی کا
لوقپی پہنادی... پھر لوپی کا ایک میٹن جا ریا... انہیں
کے بپ جننے بچنے لگا...
”لماں مرش شوکی... اب بتائیں گے“

مداب کیا بتاؤں یہ شوکی نے منہ بتایا.

”آپ دونوں میں سے کس کا ساتھ دیں گے...
خلوق کا یا انسافون کا؟“
”منی خداوند کا“ اس نے فراہ کا.

”نہیں مرش شوکی... آپ حجبوث بول دیں گے...
”بھی نہیں... میں حجبوث نہیں بول رہا... بلکہ...
حجبوث بول رہی ہے“ شوکی نے منہ بتایا.

”لہک... گی کہ رہے ہیں بھائی جان... اپ فوپیاں
میں جھوٹ بولا کریں گی؛ مکھن کے بھے میں حیرت عیقی.
”عینی عقل کے ناخن لو... میں صرف اس لوپی کی
بات کر رہا ہوں گے
دلایتے... یا، مکھن نے ماہقہ سچیلا دیے۔

”کیا لایتے؟“

”عقل کے ناخن... اور کیا... ابھی ابھی تو آپ نے
کیا ہے... عقل کے ناخن لو...“
”کام کی بات کرو... ادھر ادھر کی نہیں...“ اس نے
لوپی پہنادی... پھر لوپی کا ایک میٹن جا ریا... انہیں
کے بپ جننے بچنے لگا...
”وکھ آپ ہی فرمائیے...“

”یہ لوپی اس خلوق کی حیرت انگریز ترین ایجاد ہے،
اس پر سرخ بلب بیل رہے ہیں... اگر کوئی پس بولے
گا... تو بلب سرخ ہی رہیں گے... ورنہ سبز ہو جائیں
گے... میرا مطلب ہے... ان کی روشنی بزر ہو جائے
گی... دراصل یہ دماغ کے اصل خیالات کو پرکھ کر
لیں...“

”بھی اپن رہک بدلتے یا قائم رکھتے ہیں؟“
”بھی نہیں... میں حجبوث نہیں بول رہا... بلکہ...
بھجبوث بول رہی ہے...“ شوکی نے منہ بتایا.

”وہ افسوس کس بات پر ہے؟
”اس سے کم ڈرانے والی بائیں ہیں آئی ہی نہیں۔“
اں نے شنس کر کھا۔

”آپ کو مذاق سوچھ رہا ہے... اور ہماری جان
پر بیٹھی ہے۔“

”اپنی جان پر آپ خود ہی بنا رہے ہیں... اپنے خیالات
کو بدل لیں تا۔“

”خیالات کا بدنا اگر ہمارے بیس میں ہوتا تو آپ کو
اں روپی کے بلب سُرخ نہ نظر آتے... شوکی نے منہ
پڑا کہا۔

”اچھی بات ہے... اب ایک دن بعد ملاقات ہو گی؟“
ان افاظ کے ساتھ ہی اس نے روپی اتار لی:
”ارے ارے... کم ادک روپی تو میرے سر پر دہنے
دی؟“ شوکی نے کہا۔

اس کی بات کا جواب نہیں دیا گیا... وہ سب کمرے
کے نکل گئے... کمرہ پھر بند کر دیا گیا:

”اب کیا کریں... ہم اپنے خیالات کو کس طرح بیس
لکھنے لگھرا کر کھا۔“

”بھی موت کے غوف سے کیا خیالات کا تبدیل کرنا بہوت

دی... آپ کا یہ تحفہ زندگی سبھر میرے پاس رہے گا... ما
ہیں اسے سینے سے لگا کر رکھوں گا...“ شوکی نے جدنا
جلدی کہا۔

”درست شوکی... ہم جانتے ہیں... آپ ادھر اور ہر کام
کر کے وقت ضائع کرنے کے ماہر ہیں... سبھر جان بیل
ہمارے سوال کا جواب مل چکا ہے... ہم آپ کا ہذا
نسیٰ مخلوق تک پہنچا دیتے ہیں... اس کے بعد جو بوج
ان کا حکم ہو گا... آپ کے ساتھ دیا ہی کی بائی
گا؛ اس نے کہا۔

مدوکھیے جن ب... خیالات کو بدلتے ہیں بھی کچھ رن
لگتا ہے... آپ مجھے کچھ محدث بھی تو دیں... ہر لڑ
ہے... ہم بہت جلد واقعی نسیٰ مخلوق کا ساتھ دین
کے لیے تیار ہو جائیں؟“

”اچھی بات ہے... ہم آپ لوگوں کو ایک دن کا
تمہلت اور دیتے ہیں... آپ اس دوران اپنے ذہن
تبديل کر لیں... وہ نہ انجام مرت ہے：“

”ارے یا پ رے... اس قدر ڈرانے والی بائی
تو نہ کریں؟“

”بھیں، افسوس ہے؟“ اس نے کہا۔

ہمارے چوبیس گھنٹے بعد وہ پھر آئے... اور اسی انداز میں
کیا آئے:

"دیکھوں... اب کیا پروگرام ہے؟
"بھم نئی مخلوق کا ہی سامنہ دیں گے... آپ ٹوپ کے
 بغیر یقین کر لیں؟"

"ٹوپ کے بغیر یقین کیا ہی نہیں جا سکتا:
دیکھوں اچھا... آپ کی مرضی؟"

اس طرح اس کے سر پر فوپی رکھی گئی... بلب سرخ ہی
ہے...

"نہیں سفر شوکی... تم اپنا ذہن نہیں بدل سکتے یہ اس نے
لے رسانے انداز میں کہا اور ٹوپی اتار لی۔

"یکن جناب! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ باقیوں کے ذہن
دل گئے ہوں... آخر آپ صرف خود کو کیوں چیک کر
رہے ہیں؟... مسونر علی خان نے اعتراض کیا،

"اہ! یہ تو خیک ہے؟"

اب اس نے ہماری ہماری ہر ایک کے سر پر فوپی رکھی
لیکن بہب بڑھنے موج کے... آخر اس نے کہا:

"یہیں جناب... آپ سب ایک اسی بھی کے چیزوں سے
لیجیے... اب ہیں ان فوں سے چیزوں سے بٹایا جا رہا

تو ایک دن آ کر رہے گی؟ "مسونر علی خان مسکلتے۔
"موت کے خوت سے نہیں انکل... انسانوں کے انہم

کے خوت سے ہدن چاہتے ہیں... ہم چاہتے ہیں... بھی
زوج انسان کے لیے کچھ کمر گوری... کیوں کہ بڑی پاریں
کا دور دور تک پتا نہیں؟"

"دکم از کم جوشیدہ پاری تو اس معاملے میں الجی اونڈا
لیکن کیا خر... وہ کن عادات میں گرفتار ہوں... اس
اس معاملے میں کچھ کر سکیں یا نہیں؟"

درست پھر خیالات کو بدلتے کی کوشش کرو... اس دن
کے بیب تو اسی صورت میں بہن نظر آئیں گے... جب
ہم واقعی ان کے وقار اور بن جائیں گے... اور ایسا ہوں ہیں
سکتا!"

"یہی تو مصیبت ہے؟"
وہ پھر بھی ہمارے پاس چوبیس گھنٹے ہیں... پہنچ
میں اس مخلوق کی ہمدردی پوری طرح بھرنے کی کوشش
گرتے ہیں... شاید سبز بلب جل اٹھیں؟! مسونر علی خان
تے کہا۔

"اچھی بات ہے... یونہی سمجھی؟
وہ دن احمدی نے اس کوشش میں گزارا... اگلے دن

ہے... کوئی حد بھی ہے؟ اشغال نے بڑا مان کر کہا
وہ آ تو دوستو چلیں... اب ان کی تقدیر کا فیصلہ نہیں فرم
کا حکمران کرے گا!

قید کی کہانی

”بھی فیصلہ ہوا ہے... اس میں ہم کی کریکٹے ہیں؛
” اچھا... بچھا... فرا وہ لوٹی میر سے سر پر رکھے...
شل نے لگبڑا کر کہا۔

”کوئی چوتھے لگتے پہنچے... وہ بھی اس قدر سردی
اور پھر وہ سب باہر نکل گئے... دوسرے دن پھر وہ
مل نہ رہا۔

ملکیوں میں پہنچنے کا محاذ رہ پکھ مزا بھی تو نہیں
دھانتے ہیں مشرشیوں کی... آپ لوگوں کے بارے میں
وہ نا یہ مکھن بول اٹھا۔

”اُن... نہیں... بات نہیں... بھم... ہم اس بلکہ جاگر
بلکری گے... دہان تو کچھ نظر تک نہیں آتا... دھند
وہ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ آپ لوگوں کو برف کے الہ
لئے بعد ہے؛“

”اُن آپ اس دھند میں کھریوں کی تعداد میں خلوق کس
از رکھ آئے؟“
”اوہ من خود کھلانے کے لیے تو اخضعل نے میں جماڑیا
کیا نہیں... وہ ایک ساتھ چلا اٹھے...“

مارے باپ رے... ہم تو حکمران بھی نکل آیا...
دہان اور کیا... پوری دنیا کا بس ایک حکمران... کیون
کیا تصور ہے... اور لوگ چون بھی نہیں کر سکیں کے
”اگر بات چون بھی نہ کرنے کی ہے تو ہم دعوہ کر لے گا
ہم بھی چون نہیں کریں گے؟ مکھن نے ذرتے ذرتے
میں کہا۔

”خاموشی... وہ سمجھا کر بروہ۔
اور پھر وہ سب باہر نکل گئے... دوسرے دن پھر وہ
مل نہ رہا۔

کھلا... ان کے چہروں پر طنزیہ سکراہیں مچیں...
دھانتے ہیں مشرشیوں کی... آپ لوگوں کے بارے میں
وہ نا یہ مکھن بول اٹھا۔

کی فیصلہ ہوا ہے؟
”دھکلا بھم کس طرح جان سکتے ہیں：“
وہ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ آپ لوگوں کو برف کے الہ
لئے بعد ہے؛“

”پیچا دیا جائے؟“
”کیا نہیں... وہ ایک ساتھ چلا اٹھے...“

سچا... بیسی کا پھر غہ جہاز، اشراق بولا۔

”تو پی کی ہوا... دیاں رہنا کی مشکل ہے：“

”ارے باب رہے... نے... یہ بہت خوف ناک ہو گا۔

خدا کے لیے اس فیصلے کو بدیں... اور کچھ بھی سلوک

کریں：“

”یہ سزا ہے... مخلوق کے بارے میں خبیری اڑان

کی، وہ بولا۔

”تو یہ تو یہ... ہماری تو پیدا... جو آئندہ کوئی ای بڑک

کریں،“

”اب تو یہ کا وقت گزر چکا۔“

”کمال ہے... اللہ تعالیٰ تو مرنے سے خود دیر پسند نہ

تو بہ کا دروازہ بند نہیں کرتے... اشراق نے جائز

کہا۔

”پلنے کی تیاری کریں... کل آپ کو یہاں سے والی

بیچج دیا جائے گا... اور اس کے بعد آپ اس دن

بوٹ کر نہیں آ سلیں گے... آپ کو مستقل طور پر اپنے

رہنا ہو گا۔“

”مم... بارے گئے... کیا اس فیصلے پر نظر ثانی ہیں

ہو سکتی... کیا آپ وہ تو پی ایک بار پھر ہمارے درا

کیں دکھ لکھتے ہیں؟“

”مم... جانتے ہیں... تو پی کے بیب اپنی روشنی تبدیل نہیں
کرے: اس نے کہا۔

”لک... کیوں... کیا تو پی خراب ہو گئی ہے؟“ شوکی نے
کہا۔

”لک نہیں... تم لوگوں کے دماغ یہ اس نے چل کر کہا۔

”ج تو خود ان رہاگوں سے تک آ پکھے ہیں... جو بڑی
کہ آپ ہی کچھ ان کا ملا جائیں کریں؟“

”کیا کام ملا جائی؟“

”تو یہ تو یہ... ہماری تو پیدا... جو آئندہ کوئی ای بڑک

کریں،“

”اوایع تو نہیں پہل گیا... مم اور مختار سے دناغوں

کیوں کریں گے؟“

”لک... کیوں... اس میں کیا بڑائی ہے... اس طرح

کی مخلوق کے کام آ سکیں گے؟“

”میں اب تم لوگوں کی ضرورت نہیں رہی؟“

”تو پیدا ہو رہا کیوں نے جایا جا رہا ہے... یہیں

کہ پہلیک دیں؟“ صور علی خان غرما گئے۔

”سزا رہیں ملے گی... یہاں نہیں؟“

”لوگا تم لوگوں کو حکم یہ مل ہے... کہ ہمیں زندہ سلات

وہاں پہنچایا جائے؟"

"ہاں... ارسے... نہیں؟" اس نے بول کھلا کر کہا۔

منور محل خان کے چورے پر مکاریت سچیل گئی۔
نے فوراً اپنے شکاری بھینے میں مانعہ ڈال دیا:

"ارسے ارسے... یہ کی کہ رہے ہیں آپ... بخوبی
ہاتھوں میں کھاؤش کروں سے بھی زیادہ خطرناک افسوس

ہیں؟" اس نے کہا۔

"تو ہوں گی... بھیں کیا... ہم جان پکے ہیں... تو
مارو گے نہیں؟"

دودھست تیرے کی... ان کے اپنارنج نے کام
اسی وقت شکاری چاقو کھلنے کی آفاز کو کاٹا۔

"بخبردار... اگر تم نے خجرا والے ہاتھ کو عزیز
وی... ہم فائز ہیں کہ دیں گے... اور بھر نئی ملدنی
بتا دیں گے کہ تم بھیں مارنا چاہتے ہے... لہذا

تم لوگوں کو ختم کر دیا؟"

وہم تھیں مارنا ہرگز نہیں چاہتے... مرن ہے
نکل کر اپنے شہر پلے جانا چاہتے ہیں... ہیں مٹا

یہ عمارت کہاں واقع ہے... ملک میں ہی ہے...
سے باہر ہیں... باہر اپنے شہر میں ہیں!

اچانک خجرا ایک رسی میں لٹکتا نظر آیا...
.....

"ارسے! یہ کیا... یہ خجرا تو رسی میں پندھا ہوا ہے؟"

"ہاں؛ ایک نیا ہستیوار... جو ابھی تھارے سروں پر
لچکا نظر آئے گا؟"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کا ہاتھ حرکت میں آگئا
خجرا کمرے میں سائیں سائیں کرتے لگا... وہ لوگ بول کھلا کر

کے قام میں تیجھے ہئے... اور ایک درسرے پر گر
لئے... پھر تو وہ کمرے سے دم دبا کر نکل جھاگے...

انھوں نے ان کا تعاقب کیا... اور کمرے سے نکل
اگئے...

وہ فائر کیڈن نہیں کرتے آپ... یہ مرتے ہیں تو مر
چاہیں... ہم نئی علوق کو ہما دیں گے کہ اگر ہم ایسا

ذکر تھا تو یہ لوگ بھیں ختم کر دیتے؟"

"نہیں... ہم فائز ہیں نہیں کریں گے...؛ ان کے اپناءج
لئے سخت لپجے میں کہا۔

"ہاں چاہے... یہ خجرا ہمارے جسم میں ائمداد دیں؟"

"یہ ایسا نہیں کریں گے... ہم ایک طرف ہمث
چائیں اور اسیں چانے سے نہ روکیں... تو یہ ہیں کچھ

نہیں کیسیں گے... کیوں کہ بلا وجہ خون بہانا ان کی
سے باہر ہیں... باہر اپنے شہر میں ہیں!

عادت نہیں ہے

دیمت خوب... آپ تو ہمارے بارے میں سب کو
جانتے ہیں؟

”یہاں شر شکی! آپ لوگ ہی سکتے ہیں... یہ خاتم
اسی شہر کی ہے... آپ بہت جلد اپنے گھر پہنچ دیں
گے... لیکن یہاں جھنجیر ڈالانے کی کوشش بے کار بہ
گی... کیوں کہ ہم یہاں نہیں ملیں گے؟“
”حیرت ہے... آپ تو بالکل بخشن بن گئے؟“ شوک
نے کہا۔

”ادم ہم کو بھی کیا سکتے ہیں؟“

”بچر ہم بلا وجہ یہاں اتنے دن تیہ سی رہے...
یہ بات پہلے سامنے آ جاتی تو ہم تو اسی وقت نکلے
سکتے یہاں سے؟“

”ہمیں اس بخشن کے بارے میں پچھے معلوم نہیں تھا،
نے غلطی کی کہ اس شکاری تھیلے کو تم لوگوں سے الگ
نہیں کیا؟“

”آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا یہ اخلاقی ہے۔“

”وو!“ نتی مخلوق آپ لوگوں کو بخشنے کی ہر ازدواج
اور اس بار ایسی گرفت میں لے گی... کہ سیدھے بدن

کے اس پار پہنچ جائیں گے۔“

”دیکھا جائے گا... فی الحال تو ہم اپنے گھر جا
وہیں ہیں؟“

اور وہ دہاں سے نکل گئے... عمارت کے پیروں
مقام میں کوئی گاڑی نہیں تھی... شاید انہوں نے کہا جائی
لیہیں جھپٹا رکھی تھی... انہوں نے اس عمارت کو خود
ست دیکھا اور اندازے سے چل پڑے...“

دنخوں کے درمیان کئی گھنٹے تک چلتے رہنے کے
بعد انہیں آبادی کے آثار نظر آئے... بچر ایک دہماقی
انہیں ملا... اس سے پتا چلا کہ وہ دارالحاکومت کے ایک
دیہات میں ہیں... دہاں سے انہیں ایک پرانی سی
کارکارائے پر مل سکی... انہوں نے خدا کا شکر ادا کی اور
اس میں سوار چوکر شہر تک پہنچے... شری حدود
میں راضی ہونے پر انہوں نے اس پرانی گاڑی کو
چھوڑ دیا... اور دیکھیوں میں بیٹھ کر آئی جی صحب
کے دفتر پہنچے...“

از ار عالم صاحب انہیں دیکھ کر اچھل پڑے...
”اوہ... تھی... تم کہاں چلے گے تھے... تم لوگوں
کے غائب ہونے کے بعد تو یہاں ہر طرف نئی مخلوق

ہی نئی مخلوق نظر آنے لگی ہے ... اور روز بروز ان لایوڈی دنیا کی بات ہے ... دنیا کے تمام ملکوں میں
تعداد بیسیتی ہی جا رہی ہے:
”ہم ایک پار پھر اپنی کمائی سننے کے لیے آئے ہیں“ اور کسی عکس میں ان کا پکھ میں پھٹرا جا سکتا
اگر آپ سننا پسند کریں：“

”حضرت رسول گا... ان حالات میں اور کہ ہی کہ لا“ جبکہ عکس کی اطلاعات تو یہی ہیں：“
ہموں یہ ہے کہ ہم کیا کریں... کیا اس تمارت
ہوں؟“ وہ پولے۔

اور پھر اخنوں نے قید کے دنوں کی تفصیل اپنیں پڑھ لیں کر لے کر جائیں：“
دی... آئی جی صاحب فاموشی سے سنتے رہے۔ پھر اس کا یہ خاندہ ہو گا... اول تو وہاں اب ملے گا
شوکی کے خاموش ہونے پر پولے：“ ان نہیں... اگر مل سمجھی جائے تو وہ ہمارے کیس
”مشروع کے حالات تو راقی وہی ہیں جو آپ نے ام آئے گا... اس نئی مخلوق کے پارے میں وہ پچھے
کو بنا نے جاتے رہے ہیں؟“

”وہوں... تو پھر کیا بننے گا؟“
”یہ تو اللہ کو پتا ہے کہ کیا بننے گا... اب تو وہاں پہنچنے کیلئے دھار دیجیں؟“

کے ذہنوں پر صرف خوف کا بسیرا ہے：“
”سلام! اور انپکٹر کامران مرا پارٹی کو تلاش کرنے
و راشش کریں... اس وقت ہیں ان کی ضرورتی محسوس
ہو رہی ہے... اور انپکٹر ملتیہ پارٹی کی سمجھی... وہ
”ہاں پانکل!“ افوار عالم نے سر ہلا کیا.
”و پھر حکومت نے کیا سوچا ہے؟“
”یہ صرف ہماری حکومت کی بات تو ہے میں...“

شاید ان کے ذہن میں آئے کے با

و اگرچہ اس کی ایک فی صدر بھی اُمید نہیں...
چھر بھی انھیں سہاں آ جان پا ہے... آپ طور پر

پر کہوں یہ کوشش نہیں کرتے؟

و تھیک ہے... میں بات کرتا ہوں یا وہ دلے۔

و انکل انپکٹر کامران مرزا کے بارے میں ہی

کے اعلیٰ آفیسرز کو تو معلوم ہو گا ہی: شوکی نے

و یہ ضروری نہیں... تجھے بھی تو آپ لوگوں کا

میں کچھ معلوم نہیں سمجھتا... اور نہ میں آپ لگلے

والبھ قائم کرنے کے قابل سمجھتا۔

و آپ تھیک کرتے ہیں... لیکن کوشش کر دیکھ

کی وجہ ہے انکل: شوکی نے کہا۔

و تھیک ہے... آپ وہ مگر جائیں... کام لے لے

ہوں: ازار ہاظم نے کہا۔

شوکی براذر گھر پہنچے... تو ان کی والدہ نے بے

محمری پیغام دیا... الفاظ یہ تھے:

و آ جاؤ!

و چلو بھتی چلیں: لکھن نے پیغام پڑھ کر ایک

و دکھاں چلیں... اس میں تو کچھ بھی نہیں لکھا۔

نام نہ پتا ہے۔

و ایک بات واضح ہے... یا تو یہ پیغام انکل جمشید کی طرف سے ہے اور یا سپر انکل کامران مرزا کی طرف سے...؟

و سوال یہ ہے کہ ہم کہاں جائیں... اس میں تو من اتنا کہا ہے کہ آ جاؤ؟

و تب یہ پیغام انپکٹر جمشید کی طرف سے ہے... لیکن کہ ان کے بارے میں ہم معلوم ہے... کہ ان رہ میں ہی معلوم نہیں سمجھتا... اور نہ میں آپ لگلے

و ہم اتنا رجہ ضرور جا سکتے ہیں... لیکن ان تک جا نہیں سکیں گے... ت ہے... کافر فس کسی بہت ہی ناقص مقام پر ہو رہی ہے۔

و سبھ حال ہمیں جانا تو ہو گا!

و ایک منٹ... اتنی جان... یہ پیغام کوں لے کر آیا ہوا: شوکی نے پوچھا۔

و دروازے میں پڑھا ملا سمجھا... پیغام لاتے ولے، میں نہیں دیکھ سکی یا!

و یہی... اس میں تو کافی پُر اسراریت خامل ہو گی اور ہم الجھن میں مبتلا ہو گئے... کہ اب کیا کریں

”یاں بالکل... یہ تو ہے... کچھ بھائی نہیں دیے۔“ پہل پڑھے... اس نے اسپیس ایک بڑی گاڑی

”میں تو کہتی ہوں... اللہ کا نام لے کر انشرح چلتے ہیں“ بالٹھامایا:
”آپ کو انکیشہر جیشیر نے مجھجا ہے تا۔“
اگر یہ پیغام انکل جیشیر کی طرف سے ہے... تو یقیناً
”کوئی سوال نہ پوچھیں... شکر یہ با اخلاق انداز
خود یہم تک پہنچ جائیں گے یہ اخلاق نے کہا۔“

”جھیک ہے... میرا بھی دل بھی کہتا ہے۔“
”اچھی بات ہے... تو پھر یہ طے دیا۔“ شوکی نے
بخار رہے ہیں۔“ کہا۔

سب نے سر ہلا دیے... اب شوکی نے آئی جو چیز
کو تون کیا... اس نئی صورت حال کے بارے میں؟
بند گاڑی میں اسپیس ایک عمارت تک پہنچا یا گیا
کی... اخنوں نے بھی انشرح جاتے کی اجازت
تلہوت میں ہر قسم کی آسائیاں حقیں... کھانے پینے کا
لناں بھی سمجھا۔“ کرو دیا۔...

”مارت کا صرف بیرونی حصہ بند کیا جائے گا... تاک
دوسرے دن وہ انشرح کے ایسے پورٹ پر اترے۔
پہلوی عمارت میں تقدم پھر سکیں؟“
باہر نکلے... تو سیاہ بیاس والا ایک آدمی ان کا دن
لیکن بیرونی دروازہ بھی کیوں بند کیا جائے گا۔
بڑھا۔...

”درشوکی برادرز...“ اس نے سوالیہ انداز میں لامی
”میں معزز مہانتی“ اس نے مکرا کر کہا۔

”معزز مہافوں کو بند دروازوں میں رکھا جانا ہے۔“
کوڑھی خان تھے اسے گھورا۔
”دشکر یہ... آئتے۔“
وہ اشارہ کرنے کے بعد چل پڑا... وہ اسے

وہ بھئے ہو گیا تو دنیا کے انسان کماں جائیں گے؟"

"ہوں... اس سے یہ پوری دنیا بیٹھی ہے؟"

"بھی نہیں... صرف اس لیے کہ کوئی آپ پر خداوند ہے ہیں... ان میں انکھیں جیشید جیسی ہیں؟"

"نہ ہو... آپ بہت بڑے خطرے میں ہیں... نئی مخلوقات کویا اخنوں نے ہیں ہمیں یہاں بلایا ہے؟" کوہر حال میں فتح کر دیتا چاہتی ہے.... وہ جانوروں نے کوئی جواب نہ دیا اور پایہر نکل گئے... بے... آپ لوگوں کو برف کے اس پار پہنچا دیکھیں اس عمارت میں گزر گئے... ان سے "اوہو... بھارے بارے میں آپ لوگوں کو اتنا بے شک نہ آیا... آخر چوتھے رن وہی دو افراد معلوم ہے؟"

"اس سے بھی زیادہ؟" اس نے ملکا کر لما۔

"آپ کو اجدا میں شرکت کے لیے بلایا گیا ہے۔" "تب پھر ہمیں دروازہ اندر سے بند کرنا پڑا۔" سبتوں خوب اس کا مطلب ہے... آخر انکل جیشید "فرو روکریں... ہمیں کوئی اشتراک نہیں... دیتے" سے ملاقات کا وقت آگئی... چلو کچھ تو بورتے کو خکرمند ہونے کی ضرورت نہیں... باہر آپ کا فتح کے لیے گارڈ موجود ہو گی؟" "اس نے کہا۔

" تو کیا یہ گارڈ نئی مخلوق کو روک سکیں؟" "جہاز میں پر دروازہ کرتے رہے... جہاز سے انھیں ایک دادا وہ نہیں... یہ تو خیر میں نے نہیں کہا؟"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس مخلوق نے براہ راست سورا کریا گیا... وہ حیران ہتھ کے سب کیا ہے... تو اس کا مغل کر دیا... تو ہم بالکل غیر محفوظ ہوں گے؟"

"جب لائچ رخت ہونے لگی... تو شوکی نے چلا دیا! میکن اس مخلوق نے ابھی تک یہ میں کیا؟"

"سب کیا ہے... کچھ ہمیں پتا تو پہلے ہاں

"تب پھر لوگ ان سے خوف زدہ کیوں ہیں؟" "خوف تو اس بات کا ہے... کہ پوری دنیا پر

دہ بھی چند منٹ میں پتا چل جائے گا... تم اُن کان دیر تک سکتے کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف ایکھتے رہے ہے ...

”کیا بخاری باقی تمام زندگی اس جزیرے پر لڑتے گی ... کیا کوئی جہاز اس طرف سے کبھی نہیں اچھا ... کمال ہے“
 ”یوں کہ میں کہ اس جنگ کا کوئی نام نہیں... اور لانچ ان سے دور ہوئی چلی گئی ... جب“
 ”میں ... اگر مقصد ہم سے چھٹکارا پاندا ہوتا ... تو اس طرف سے کیا ضرورت تھی؟“
 ”یہ جزیرہ بالکل بے آباد ہے... آسیب زدہ دیش میں حتم کر سکتے تھے...“ شوکی نے پڑھنا لے گیا۔

”تو پھر خوشی ... ان کا کیا پروگرام ہے؟“
 ”پوری دنیا پر نئی مخلوق کا حصہ ہونے تک یہیں بیال رکھا جائے گا... پھر ہمیں باقی دو پارٹیوں کے ساتھ کھلا کر کے سب کے سامنے صوت کے گھاث اتارا جائے گا!“

”ولیکن کیوں ... وہ ایسا کیوں کمری گے؟“
 ”اس لیے کہ ہمارے دماغ ... ان کی غلامی کو ہرگز قتل نہیں کر سکے ... باقی لوگ دماغی طور پر بھی ان کی غلامی بیٹوں کر لیں گے!“

”دہ بھی چند منٹ میں پتا چل جائے گا... تم اُن کان دیر تک سکتے کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف ایکھتے رہے ہے ...“

”یہ کون سی جگہ ہے؟“
 ”یوں کہ میں کہ اس جنگ کا کوئی نام نہیں... تو ہو گئی تو سپیکر پر ان سے کھا گیا،“

”یہ جزیرہ بالکل بے آباد ہے... آسیب زدہ اس طرف سے کوئی جہاز تک لگزرنے کی جگہ نہیں مرتا... نئی مخلوق تم لوگوں کو اپنے پاس برتا پا پار بلانا چاہتی تھی... لیکن تم نے خفر فکان بے دیکھ لو... میاں بھی تم نئی مخلوق کے حکم پر پہنچاتے کئے ہو... وہ پیغام دا جاؤ، انپکڑ کر مرزا یا انپکڑ جہشید کی طرف سے میں تھا۔“

”مخلوق کی طرف سے تھا۔“
 ”وہن... میں یا وہ ایک سامنہ چلتا تھا۔“
 ”اب اس جزیرے پر تم باقی تمام زندگی گے...“

"اوہ... اوہ!" ان سب کے منہ سے نکلا۔

"اب آئیں... ذرا اس جزیرے سے بے چارے کا بھی تو

جانشہ لے لیں!"

وہ جزیرے کی طرف بڑھنے لگے... جزیرہ درختوں سے
بہرا پڑا تھا... اور کافی بڑا تھا... درخت چھارلے
لرے ہوتے تھے... ناریل بھی نظر آتے... وہ ترشی
لگئے... کیوں کہ ان کا اور ناریل کے
درختوں کا چولی دامن کا ساتھ تھا... ناریل ایسا پڑ
ہے... جسے انسان کہتا ہے، پہاڑ بھی ہے... اور
کہیں پائی نہ سے اور ناریل میں جائے تو گرا کھلے کا
ساتھ پائی بھی مل گیا... یہاں زمین پر گروز بٹے
بڑے بڑے پھل بھی تھے... انہوں نے ایک پھل کو
توڑا... وہ اندر سے باکل تریخ دی تھکا... ذائقہ
باکل دیا ہی تھا...

"کھائے پہنچے کی فکر سے تو اللہ تعالیٰ نے فرما ہی
بے فکر کر دیا!"

"شکر ہے اللہ کا... اسی جگہ جہاں نہ کرنی مددگار ہے
نہ دوست... نہ کوئی لانچ ہے... نہ کوئی اور جزیرہ نا
چاروں طرف صرف مسند رہی مسند رہے... وہاں بھی

مانے پہنچے کا سامان موجود ہے... اسے کہتے ہیں...
اللہ کی قدرت!"

"اوہ اور آگے بڑھے... جزیرے میں ایک جگہ اپنیں
کے بیمار سانظر آیا..."

"اس بیمار کی موجودگی بھگہ میں ہیں آئی!"
نہ کوکتا ہے... یہ بیمار جہازوں کو خطرے سے
پالنے کے لیے کسی نے بنایا ہو کہ جہاز اس جزیرے
کی پیچا کر گزرتے رہیں!

"اوہ تو اس صورت میں پیچ سکتے ہیں ناجب اس
بند کے اور روشنی بھی ہو... جب کہ ہم ایسا نہیں
لکھ رہے ہیں!"

"لیکن اس وقت لوڈن ہے... روشنی رات کو ہو گی!"
کیا مطلب... کیا خود بخود روشنی ہو جائے گی?
اوہ بھائی! جزیرہ آسیب زدہ ہے... تو ظاہر ہے...
آسیب جلا دیتا ہو گا..."

"اوہ بی پ دے... آسیب اس بیمار کو روشن
کر دیتا ہے!" رفت نے ٹھہرا کر کہا۔
"بیان تو اور کیا... ویسے اصل حقیقت تو رات کو
ہوم بھوگی کہ مین پر روشنی ہوتی ہے یا نہیں؟"

" اور ہم رات کو سوتیں گے کہاں ... کوئی تو نہ ... تو اور گی کروں ... کو رہی ہے ... میاں کوئی چار دار جگہ ہونی چاہیے ... کھلے آسمان کے نیچے اگر ... دیواری بھی نہیں ... یہ بینار چار دیواری نہیں تو اور کیا اور پارش خروج ہو گئی ... ہمارے پاس تو اور کیا ہے ... ہم اس بینار میں سوتیں گے ؟" بھی نہیں ہیں ؟" مکھن نے کھڑائے ہوئے اندازہ " دادا ! " ان سب کے منہ سے ایک ساختہ نکلا۔ پھر وہ بینار کی طرف بڑھے ... اس میں پچھلی طرف کہا۔

" دکم بختوں نے یہت بُری جگہ چنی ہمارے یہاں ایک خلا ہوتا ... یعنی اندر داخل ہونے کا راستا ... دروازہ کسی محل میں قید کر دیتے ... ایک تو ہیاں پاڑا ... اب نہیں لگا ہوا ہوتا ... بینار ایٹھوں سے بنایا گیا تھا" طرف سمندر ہے ... اور پر سے رہنے کے لیے کوئی پورا ... دوسرے ڈرتے اس میں داخل ہو گئے ... اب اسپس بھی نہیں ؟" رفت بولی۔

" دمیرا خیال ہے ... ہمیں ہیاں حکوم ... ارسائیں " جیزت ہے ... آخر کسی کو کیا پڑی بھتی ... کہ اس نے کیا کہا ... چار دیواری ... گھاس کھا لگئی ہو، " تم بیوی پر اس نے بینار بنوایا ... اخلاق بڑھایا۔" نے رفت کو گھوڑا۔ " اس سبب کو یہ پڑی بھتی کہ کوئی اس جزیرے پر آگر کھاتے کو کوئی پیغام نہ ملی تو گھاس بھی کافی رکھنے نہ جاتے ... لہذا انہوں نے ہی یہ کام کیا گی ؟" رفت نے منہ بنایا۔

" میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں ... قم ... یہی کہا ہے نا ... کہ رہنے کو کہن چار دیواری بھائی ... اشFAQ نے فوراً کہا۔" بشرطیکد اسیب نے اجازت دی ... کیونکہ ہم بھی ہمارا دماغ تو نہیں چل گیا ..."

" آخر ہوا کیا ... کیوں اس پے چاری کے دماغ ... کوئی بھی جما رہے ہیں ؟" " لیکن ہیاں مستقل طور پر رہنے کے لیے نہیں ... پیچے پڑ گئے" منور علی خان نے چران ہو کر اپنا

بجورا... سیم تو چاہتے ہیں کہ فوراً یہاں سے چلے جائیں
تیر کمل اندھیرا ہوتے ہی کچھ ہو گا؛
وہ اور پڑھنے لگے... ساکھہ میں ان کے دل تک
دھک کر رہے تھے... اس سبب کاغذت ذہنوں پر
سوار ملتا... آخر اور پیش گئے... وہ بالکل عام دن
کی طرح ملتا... کوئی خاص بات اس میں نہیں ملتی۔
بہت دیر تک وہ اور پیش رہے... کرنے کے لئے
کوئی کام جو نہیں ملتا... بہرخان وہ رات کے وقت
یہاں سوئکتے ملتے... اتنی جگہ وہاں ملتی:

اور پھر سورج غروب ہونے لگا... تاریکی چانے کی
ان پر خود اور سوار ہوتے لگا... منور علی خان کے
پاس ایک تاریخ ضرور موجود ملتی... لیکن جعل وہ
کتنی دیر روشن رہ سکتی ملتی... گویا رات انہیں تیک
ٹی ہی گزارنا ملتی...
»مرے ذہن میں ایک سوامی بار بار گوئی رات
کیا، یہاں چھوڑنے کا ان لوگوں کا کوئی خام ملت
ملتا ہے؟ شوکی نے کہا۔

»بظاہر تو کوئی مقصد نظر نہیں آتی ہے؟

»رات گزارنے پر پتا چلے گا؟
مرات تو سر پر آچکی ہے یہ منور علی خان ملک

»میرا دل دھڑک رتا ہے... ضرور کچھ ہونے والا ہے،
تیر کمل اندھیرا ہوتے ہی کچھ ہو گا؛
اللہ مالک ہے یہ اشراق نے پر مکون آواز میں
سوار ملتا... آخر اور پیش گئے... وہ بالکل عام دن
کی طرح ملتا... کوئی خاص بات اس میں نہیں ملتی۔
بہت دیر تک وہ اور پیش رہے... کرنے کے لئے
کوئی کام جو نہیں ملتا... بہرخان وہ رات کے وقت
ان دیکھیں گے۔
ایک انہوں نے مینار کو روشن ہوتے دیکھا...
اُن بیکہ وہ بیٹھے ملتے... اس جگہ میں روشنی پھیل رہی
تھی... اور بھر بہ لمبے تیز ہوتی جا رہی تھی...
»یہ... نہ... یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے؟
اپپ... پی نہیں یا

دیکھتے ہی دیکھتے مینار کا اور والا حصہ کامل طور پر
روشن ہو گیا... اور پھر انہیں دل ہلا دینے والی ایک
رازمندی دی...
ان کے رو بکھرے ہو گئے...
ان کے رو بکھرے ہو گئے...

اپ تو بس ہر بات میں اس کا ساتھ دیتے ہیں:
نہیں تو کیا؟ آفتاب نے لگیوں کے اندماز میں کہا۔
”ایسی بات تو خیر نہیں ہے... کیوں فرحت؟“
”اچھی ہاں! ایسی بات بالکل نہیں ہے... یہ ان دونوں
اہم ہے:“ فرحت مسکانی۔

”اچھا... تو محترمہ خیال میں ہم وہی ہیں؟“
”ہاں تو اور کیا؟“ فرحت نے قورا کہا۔

”ہم سن رہے ہیں آبا جان؟“
”میں بھرہ نہیں ہوں تا... اس سے سن ہی رہا
وہ تو کیا ہم اسیں تلاش کرنے کی ہم مشروعاً کیا
کامران مرزا کو چونکا دیا۔

”اچھی بات ہے... تو بھرگری تلاش انکل کو... اور
وہ بولے۔

”بھئی تم میرے آبا جان سے دل بدل دو؟“ خاکہ
ٹھہرے پیغام... کہ ان کی بیٹی ان سے ملنے کے
لئے بڑا سامنہ پہنچا۔

”آخر اس میں جلتے اور بھئنے کی کیا ضرورت ہے؟“
”تو بھرگری اور کس چیز میں جلتے اور بھئنے کی ضرورت
انہی ہے... ہم اس میں جل اور بھین میں گے؟“ آفتاب
چھڑا کر کہا۔

”وہم ہو گئی یعنی کہ...“ فرحت تملہ اسٹھی۔
”خوب نہیں... میں ابھی فون پر تلاش شروع کر رہا
ہوں۔“ انسپکٹر کامران مرزا مسکانتے۔

قاچجا اینڈ کو

”بالکل؛ مجھے اپ تو کی یاد یہت س رہی ہے... نہیں
وہ کہاں اور کس حال میں ہوں گے؟“ فرحت نے اپنے
کامران مرزا کو چونکا دیا۔

”د تو کیا ہم اسیں تلاش کرنے کی ہم مشروعاً کیا
وہ بولے۔

”بھئی تم میرے آبا جان سے دل بدل دو؟“ خاکہ
ٹھہرے پیغام... کہ ان کی بیٹی ان سے ملنے کے
لئے بڑا سامنہ پہنچا۔

”ہاں واقعی... اب ہم اسیں فون پر کہاں ملے
تلاش کریں گے؟“
”جہاں جہاں کے انہوں نے فون غیرہ دیتے ہوئے
ہیں؟“ فرحت نے اسیں گھوڑا۔

”وہم فکر نہ کرو فرحت... میں ابھی تلاش کی ہم فری
کرتا ہوں۔“ انسپکٹر کامران مرزا مسکانتے۔

ہوں۔"

اور انھوں نے باری باری خون تمام فون غیرہ کرنا شروع کیا... جو منور علی خان نے دیے ہوئے تھے... ایک لمحہ بعد انھوں نے ریسیور رکھ رکھا اور ان کی طرف دیکھنے لگے...

"خیر تو ہے... انکل... کامیابی میں ہوئی تباہی..."

دہاں، سبی کہا جا سکتا ہے... صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ آج کل ایمزن کے جنگل کی طرف گئے ہوئے ہیں... اس بار ان کا پروگرام ہتا کہ ایمزن کے باہم ان خطرناک ترین حصوں کی طرف چلا جائے... اس سے آج تک کوئی لوث کرنے نہیں آیا:

"اوہ!" ان کے منزے سے ایک ساتھ نکلا۔

"اور اسپس ان اطلاعات میں لگئے ہوئے قربانیہ ماہ بیت چکا ہے:

"ون... میں، فرحت نے ٹھپرا کر کہا۔ خاموشی کا عالم طاری ہو گیا... وہ سکنی پیکنڈ میں ایک دوسرا کی طرف دیکھتے رہے... آخر اپکار میں مزا نے پر سکون آواز میں کہا:

"مریما خیال ہے... ہم ان کی تلاش میں لکھے ہیں...

مل بیر کے لیے ایک ماہ کی چھٹیاں لے لیتا ہوں؟"

"ایک ماہ کی چھٹیاں... مل جائیں گی آپ کو؟"

"ہاں حل چائیں گی... کوئی مخفی بات نہیں؟"

"جب تو آپ ضرور ایسا کریں انکل؟ فرحت خوش ہو گئی۔

بیکن یہ ضروری نہیں کہ ہم اسپس تلاش کر دیں تاکہ

نکاہ۔

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے... ہم ان کی تلاش میں نکیم

دوڑھ ادھر آ جائیں؟"

"ہم لگھر سے رابطہ رکھیں گے... جب بھی موقع ملا۔

فرفون کرتے رہیں گے؟"

"پتا نہیں... ابو کو کیا مزا آتا ہے... ایسے خطرناک جنگل

رجھاتے ہیں؟"

"بھائی وہ ایک شکاری ہیں... اور شکاری جنگلوں میں

ذوقی رہ سکتے ہیں؟"

میں اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی... وہ چونکہ

لے گئے...

لیکب سی دستک ہے... ضرور کوئی اجنبی ہے؟ اس

ماہ...

اور کرنی وشن بھی ہو سکتا ہے... فرحت نے کہ

وہ جہاں تک میرا خیال ہے... کوئی پیغام آیا ہے
”خیال آرایاں کرنے سے بستر ہے... کہ تم دندنے رہے“
جا کر دیکھو وو...! یہمگی کامران مرزا تھے جھلک کر کہا...!
اسی وقت یاد رچی خانے سے نکلی تھیں... میں اس وقت
گھنٹی ایک بار پھر بیکی... اس بار قدرے دیر تک بجلا
گئی حقی... آخر احصت فوراً دروازے کی طرف گیا... وہنا
اس نے دروازہ کھولा... ایک آدمی اندر آگھا...!
خوت زدہ آواز میں بولا:
”مرہانی فرمائے دروازہ فوراً بند کر لیں... ورنہ لا
تجھے جان سے مار دالیں گے“
اھصف نے گھبراہٹ کے عالم میں دروازہ بند کر لیا
”مری زندگی بہت منقص سی رہ گئی ہے... میں چند
عزمیں کا بھان ہوں... اس لیے آپ میری بات خور سے
کر لیں... دروازہ اندر سے بند ہے نا“
”لگک... کیا یہاں مجھے پتا ہے بل سکتی ہے؟“
”ہاں! کیوں نہیں... سمجھ لیں... مل گئی ہی“
”اللہ کا شکر ہے...“ اس نے پڑھ سکون آواز تک
کہا.
”اھصف! موت کے ہر کارے... وہ مجھے ہر حال میں ختم کر
لے گے... پتا نہیں... آپ کون ہیں... اور مجھے آپ کو
ماری بات بتائی چاہیے... یا نہیں... لیکن میں کہی کیا

سکت ہوں... میرے پاس وقت بھی کتنا ہے؟

”وہم... اسی وقت کسی کے چھت پر کوئنے کی آواز سنائی رہی۔

وہ اچھل کر گھرے ہو گئے...

درمیان کو فوراً اندر ونی کرے میں پہنچی دو... دروازہ

باہر سے بند کر دو... اور آپ دروازہ اندر سے بند
لے چکے گا۔

درجی اچھا! اس نے کاپ کر کیا۔

ابھی وہ اٹھے بھی نہیں تھے کہ بلے شمار بھاری دیڑ
کی آواز سنائی دی... اور پھر اجھیں یوں لگا جیسے ان

کا گھر حملہ آوروں سے بھر گیا ہو... ہر طرف مسلح آدمی
موجود تھے... ان کی حیرت کا کیا پوچھنا...

”جیری گوم! آخر تم پیچے نہیں کئے... تم یہاں اب

سے صرف یک منت پیٹے اندر داخل ہوئے تھے اور
ظہر ہے کہ ان لوگوں کو ابھی تم کچھ بھی نہیں بتاتے

ہو گے... لہذا ہم صرف تھیں ختم کر رہے یہاں اگر

تم ان لوگوں کے لیے... بلکہ اس عک کے لیے یہ ایک

سوال ہیں کہ رہ جاؤ... کوئی تبھی یہ نہ جان سکے...

جیری گوم کرن تھت... اور یہاں کے لوگوں کو پہ

لک سے کیا بتائے آیا تھا؟

ان الفاظ کے ساتھ ہی ہے شمار گولیاں اس کے

بیٹھے تھیں... انھوں نے ادھر ادھر کر کے خود

اگلوں سے بچایا... اور پہل بھر میں مکان حملہ آورو

تھا خالی تھا...

اُو... اگر وہ راز ہیں جیری گوم نہیں بتا سکتا تو یہ

ذہن سلیمان کے نام اپکڑ کا مران مرا نہ گھربے۔

انھوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی... جلد ہی وہ

کیا جپ میں شک پر آ پکھے تھے... انھوں نے دور

ست روڈ ایک کار کی سرخ روشنیاں دیکھیں... اور

لگل پر کون گماڑی نہیں تھی... آنچھی کا دن تھا

اور تھیں غالی غالی تھیں... یوں بھی سردی کے دن

لغ... اور یہ وقت بیسح سویں سے کا تھا... اس وقت

ذہن مال دار گھرانے سوئے پڑھے تھے... وہ نو

ان بیکے سے پہنچے ابھی ہی نہیں تھے...

”ب یہ لوگ ہمارے ہاتھے سے پڑھ کر نہیں جا سکتے:

بلکہ کامران مرا نہ بڑھانے۔

اوہ میں جیری گوم کے بارے میں سوچ رہا ہوں،

سلمان نہیں تھا... آخر وہ ہیں کیا بتانا چاہتا تھا!

”اور خابا۔ اپنے ہاک سے جھوگ کر آیا تھا۔“

”اس کا مطلب ہے... کوئی مباچک شروع ہونے۔“

”اب تو یہ لوگ پلاک بھی ہیں یا آصفت یا پڑپڑا۔“

”دادرم چاہتے کیا ہو... بس یہی کہ مباچک نہ رہا۔“

جاتے ہیں آفتاب نے منہ بنالیا۔

”دیکا کیا جائے... مباچک بہت رنوں سے نہ رہا۔“

”میں ہوا... جی چاہتا ہے... دوفوں پارٹیوں سے ہذا۔“

”پت پر پہنچ گئے اور دہاں سے پہنچ بھی اتر آئے۔“

”لی تو بہت حیران ہوا تھا۔ انپکٹ کاران مرزا بولے۔“

”بندہ ہی کہا۔“

” وجہ کہ میرے خیال میں ... ارسے ... یہ کی وجہ پر“

”تو شاید براہ کم ہو رہا ہے... اور ... آفتاب کے لئے رک گیا۔“

”اور یہ فرحت بولی۔“

”استنے بہت سے لوگ ہمارے گھر میں قیمتیں۔“

”وہ سب اس کار میں تو آئیں سکتے... کوئی دولا۔“

”ہمیں نظر نہیں آئی... آخر وہ سب لوگ کہاں گئے۔“

”آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔“

”ادغامیہ وہ وہیں کہیں دیکھ گئے تھے... ہم ایسا۔“

”دینے کے لیے... اور ان میں سے صرف چند دلائل“

”اگر گاڑی میں فرار ہو گئے... تاکہ ہم ان کا تعاقب کریں۔“

”الد بعد میں باقی لوگ اٹھنا سے فرار ہو جائیں۔“

”تب تو یہ لوگ پلاک بھی ہیں یا آصفت یا پڑپڑا۔“

”ان کی چلاکی اور تیزی تو اس بات سے بھی ظاہر ہے۔“

”لے کر کس طرح اچانک ہمارے گھر میں آگئے تھے۔“

”بندہ کہ صدر دروازہ بند تھا... یہ لوگ آن کی آن میں

”میں ہوا... جی چاہتا ہے... دوفوں پارٹیوں سے ہذا۔“

”پت پر پہنچ گئے اور دہاں سے پہنچ بھی اتر آئے۔“

”لی تو بہت حیران ہوا تھا۔ انپکٹ کاران مرزا بولے۔“

”اسی وقت وہ اگلی گاڑی کے تزدیک پہنچ گئے۔“

”بے اس کے پاس سے گزرے۔ تو وہ حیرت زدہ

”لے کے... اس کار کو ایک عورت چلا رہی تھی... اور

”اویں کوئی اور نہیں تھا... انھیں نے کار آگے کر کے

”ترجیحی کر دی اور روک دی... عورت کو بھی کار روکنے

”لیا۔“

”ہر آپ نے سڑک کیڈیں روک لی۔“ عورت کی ناخوشی کو ادا

”کار سانی دی جائی۔“

”یہ ہماری عادت سی ہے۔“

”دیکھا مطلب ہے۔“

”اس شرمنگی سڑکوں کو ہم اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔“

”اور آپ بھی سن لیں مختصر م .. ہم سرکاری آدمی ہیں
اگر آپ نے تلاشی دینے میں کوئی رکاوٹ ڈالی تو پھر
ہم آپ کو بھاں سے پولیس اسٹیشن لے جائیں گے :
”کیا کہا .. سرکاری آدمی .. اوہد اچھا .. خورا اپنے کارو
الہائی کے آپ : اس کے لیے میں حیرت ہمی -
انسٹکٹ کامران مرزا نے اپنا کاروں نکال کر اسے دکھایا ...
لما کی آنکھوں میں حیرت در آئی ...

”آپ تو مشہور و معروف آرمی ہیں... میں محافی چھپتی
اہل... آپ بخوبی میری کار کی تلاشی لے سکتے ہیں۔
لہ، کسی جرام پیشہ گروہ سے کوئی تعقین نہیں ہے؟“
”تی پھر آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں
ہے! انپکڑ کا مردان مرزا نے مسکرا کر کہا۔
لہجی ہاں! اس صورت میں تو فکر کرنے کی ضرورت
میں ہے：“آفتاب نے مرتے پنبا۔

”جی... کیا مطلب ہے“ وہ چونکہ کہ بولی۔
”آپ ان کی باتوں کے مطلب کے پکر میں نہ ہیں۔
امن نے منہ بشایا۔

انھوں نے کار کی سلاشی لی ... اس دوران وہ بے زاری
علم میں سڑک کے کنارے ھٹھی رہی ... پھر فرست

حالاں کر سڑکیں کبھی بھی کسی کی ملکیت نہیں ہوئیں...
آپ کا اس بارے جس کیا خیال ہے؟
درست پھر آپ یہوں ملکیت بگھتے جس؟
وہ آپ اسے ہماری بے دوقنی کر لیں... ویسے ہم
کی کادر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں... اگر آپ گھوسنے
کریں؟

میں کیا مطلب! تلواشی... وہ کیوں ہے؟
اس لیے کہ ہمیں آپ پر شک ہے... آپ نے
ہمیں دھوکا دے کر کچھ لوگوں کو فرار ہونے میں مدد
ہے... آپ کے ساتھی اس شخص کا تعاقب کرتے ہیں
ہمارے گھر میں آگھے تھے... آپ باہر تیار کوئی نہیں
ہی کہ تعاقب صرف آپ کا کیا جائے... اور آپ کے...
وہیں دبک کر بعد میں آسمانی سے فرار ہو چاہئے۔
میں غلط تو نہیں کہ رہا ہوں

”میرے پتے تو آپ کی ایک بات بھی نہیں ہے
وہی... پتا نہیں آپ کیا کہ رہے ہیں... اخدا غاریقہ
ہے کہ میں ایک صنعت کار کی بیوی ہوں... کوئی نا-
عورت نہیں ہوں... مجھے پریشان کرنے کا خیہ ہے
کہ جن میں اچھا نہیں ہو گا؟“

نے اس کی بھی تلاشی لی... لیکن کچھ نہ ملا:

”اوہ آپ اپنا نام پتے لکھتا دیں؟“

”میرا نام مریٹا ہے... ۱۳۰ سی نوٹ ٹاؤن؟“

آسف نے پتا نوٹ کر لیا...

”فون نہیں ہے؟“

”مہاں! ۱۳۳۵۶۷“ اس نے کہا۔

”آپ کہاں جا رہی ہیں؟“

”ماں اپنی ایک سیلی سے ملنے... اس کے شہر“

درستکرے؟ آپ جا سکتی ہیں... بھاری وجہ سے اُن لوگوں نہیں ہو سکتی؟“

کو زحمت ہوئی۔“

”کوئی پات نہیں؟“

انھوں نے اپنی کارہٹا لی اور وہ آگے بڑھ لئی۔

”یہ تو کچھ بھی نہ ہوا!“

درہوا کیوں نہیں... فتحے اب بھی سونی مدد لیں گے۔

کہ یہ ان لوگوں کی ہی سعیتی ہے؟ ان پکڑ کامن نے کہا۔

”تو پھر... اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟“

”یہ کہ ہم اس کا اب خیر عجوس طریقے ہے تو انہیں اور مگرہ ملاعایتوں کریں گے۔“

انہوں نے ایک یار پھر تعاقب شروع کر دیا، لیکن

اب وہ اس قدر قاطع پر بھتے کہ رٹکی کو تعاقب کا

لٹک نہ ہو سکا... میہاں تک کہ وہ دوسرے شریں

انہیں ہو گئے... رٹکی کی کار ایک غیر آباد سے علاقے

کی ایک بڑی عمارت کے سامنے جا رکی:

خود بھجا... اس کا پہلا جھوٹ پکڑا گیا... اس کا کتنا

بے کردہ میہاں کسی سیلی سے ملنے آئی ہے؟“

”تو کیا آپ کے خیال میں میہاں اس عمارت میں

درستکرے؟ آپ جا سکتی ہیں... بھاری وجہ سے اُن لوگوں نہیں ہو سکتی؟“

”رٹکیاں تو میہاں کئی ہوں گی... لیکن یہ کوئی گھر

ہیں ہے... کوئی دفتر ہے... دیکھ نہیں رہے... دفتر

انھوں نے اپنی کارہٹا لی اور وہ آگے بڑھ لئی۔

(ازالمے۔)

”خانجا اینڈ کر... بجیب سا نام ہے؟“

”اُذ ویکھ لیتے ہیں؟“

انھوں نے کہا اور اندر واصل ہو گئے... سب سے پہلے

انھیاں کہہ سکا... وہاں تین میزیں لگی تھیں... ان

کا دوسری طرف تین آدمی بیٹھے تھے... اور مگرہ ملاعایتوں

سے بھرا ہوا تھا... وہ جس شخص سے مٹا چاہتے

تھے... ان سے ملاقات کے لیے چیزوں مکھوا رہتے تھے
چیزوں لے لے کر اندر جا رہے تھے... اسکے کامران بھائی جلدی مرینا کا قاتم دیکھنا شروع کیا... لیکن نہ ملا۔
جیزت ہے... متب پھر وہ رُزگی اس دفتر میں کام کرنا
کیا... کیا دفتر کا فون نمبر ۰۲۲۵۱۱۱ ہے؟

”بھیں مرینا صاحب سے ملتا ہے؟“

”مرینا صاحب... ہمارے دفتر میں اس نام کا کتنے کیا یہاں سے کوئی آپ لوگوں کی اجازت کے بغیر بھی رُزگی نہیں ہے؟“

”تو پھر ابھی ابھی ایک مرینا صاحب یہاں آئی ہے۔“

”کس سے ملنے کے لیے آئی ہیں؟“
”کو اندر نہیں جانے دیتے؟“

”کیا مطلب ہے وہ حیران رہ گیا... کیوں کرتا ہے اس کو اندر نہیں جانے دیتے؟“
”چاہیے کوئی روز آنے جانے والا ہو؟“

”مرینا نام کی ایک رُزگی ابھی ابھی عمارت میں داخل ہوئی ہے... ظاہر ہے... اگر اس کا تعاقب اس نہ رکھا سے نہیں ہے... تو پھر وہ کسی سے ملاقات کر لے اس نے کہا۔“

”بہت خوب! ہم نے اس رُزگی کو اپنی آنکھوں سے
وہ عمارت میں داخل ہوتے دیکھا ہے... لیکن اس نے
کو ان صاحب سے کیا کام ہے؟“

”یہ پہلے میرا کاروں دیکھ لیں۔ اسکو نے کام
کا کوئی... وہ یہاں ملازمت کرنی ہے، اور اس کا نام
کاروں دکھایا۔“

”اس کی آنکھوں میں جیزت کی چکار لھرائی... پھر میں نہ
کہت خوب! آپ بھی یا ملک اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ جیسی

پر میں پہنچا ہوں... اب ہم یہاں کی تلاشی لیں گے۔ ”بہت بہتر ابا جان؟“
”لیکن جناب اتنا شی کے لیے تو آپ کے پاہی پا۔ اب انھوں نے اندر کی تلاشی مژدوع کر دی... اس
وارث ہونے چاہیں：“

”وارث ہر وقت میرے پاس ہوتے ہیں؛ وہ سکریٹری تھی... لفڑا تلاشی کے دوران وہ سامنہ ساقی تھا:
”یہ کیسے ہو سکتا ہے... وارث پر تو نام ہوتا۔ لیکن سر... بتائیئے بھی تو... اس لڑکی مریٹ نے کیا کیا

کیا آپ ہر وقت قابجا اینڈ کو کے وارث جیب میں بخواہیں؟“
چھرتے ہیں؟ اس نے حیران ہو کر کہا۔

”جس بیگ کی عجی میں سوسنی ہیں چاہتا ہوں... اب کو فرار ہونے میں مدد دی ہے؟“

”اس بیگ کا وارث میری جیب میں ہوتا ہے۔“ اسے باپ رے... بیخفر نے کاپ کر کہا۔
”میں نے اتنی بیگب پات آج تک نہیں سئی؛“ اور پھر وہ ایک میز پر رک گئے... ان کی آنکھیں جریت
درقاں تو سن رہے ہیں نا... یہ میں... آنکھیں گیں... اوصہ مریٹا اسھیں دیکھ کر دھک سے
بھی ملاحظہ فرمایں؟“

یہ کہ کر انھوں نے اپنی خصوصی اجازت ڈال دی۔ بھی کام کر رہی تھی...
پھر یوں:

”اس عمارت سے باہر نکلنے کے لئے رائے میں: نہادیں بلاۓ۔
”ایک دروازہ تو ہی ہے... جس سے آپ اندر ہوئے۔“ اور آپ... آپ یہ؟“

”میں آپ تو یہاں اپنی سیلی سے ملتے آئی سئیں؛“
”اصلی کہ رہے ہیں جناب... یہ مس روپی ہیں... ہمارے
پر... فرحت کو میں سامنہ لے کر جا رہا ہوں؟“

”اصلی کام آئی ہیں؛“

”اور یہ دھنی کہاں ہیں؟“

”وہیں... اسی شہر میں۔“

”دھیرت ہے... یہ تو ابھی ابھی دارالحکومت سے آفیزا“

”اور یہی انھوں نے اپنا نام مرینا بتایا تھا... اب آئے“

”ان کا نام روپی بتا رہے ہیں؟“

”آپ کو ضرور غلط فہمی ہونی ہے：“

”جی نہیں... باہر ان کی کار موجود ہے... اس پر گل دل دیا تھا۔“

”غمار اور ان کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں؟“

”مس روپی... یہ چکر ہے：“

”دیں دارالحکومت گئی تھی سر... ایک ذاتی کام سے لے“

”ہو کر والپس آ رہی تھی... تو ان لوگوں نے میرا ران روک لیا... ملاشی بھی لی... نام پتا ہو چکا... تو میں نے“

”بکھرہت میں اپنا نام مرینا بتا دیا... ویسے پتا اور فدا“

”نہر تو نہیں کا بتایا تھا نا... یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے“

”کامران مرزا کی طرف دیکھا۔“

”ہاں بالکل... لیکن ساختہ ہیں یہ بھی بتایا تھا“

”آپ اپنی کسی سویلی سے ملنے جا رہی ہیں... لیکن پہاڑ“

”یہ ملازم تھیں... آخر یہ جھوٹ کیوں بولا؟“

”ربہ یہ مس روپی... اس سوال کا جواب تو فراز“

”بی دے سکتی ہیں؟“

”بھم... میں... میں... وہ بکھلا کر رہ گئی... شاید کوئی“

”بات نہیں سوچ رہی تھی۔“

”مجھے افسوس ہے... میں آپ کو گرفتار کرنے کے دارالحکومت“

”لے جا رہا ہوں... وہیں آپ سے پوچھ پکھا ہو گی؟“

”دنیں... نہیں... میں نے کچھ نہیں کیا... بلا وجہ جھوٹ“

”آپ کو ضرور غلط فہمی ہونی ہے：“

”جی نہیں... باہر ان کی کار موجود ہے... اس پر گل دل دیا تھا۔“

”غمار اور ان کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں؟“

”مس روپی... یہ چکر ہے：“

”دیں دارالحکومت گئی تھی سر... ایک ذاتی کام سے لے“

”ہو کر والپس آ رہی تھی... تو ان لوگوں نے میرا ران روک لیا... ملاشی بھی لی... نام پتا ہو چکا... تو میں نے“

”بکھرہت میں اپنا نام مرینا بتا دیا... ویسے پتا اور فدا“

”نہر تو نہیں کا بتایا تھا نا... یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے“

”کامران مرزا کی طرف دیکھا۔“

”ہاں بالکل... لیکن ساختہ ہیں یہ بھی بتایا تھا“

”آپ اپنی کسی سویلی سے ملنے جا رہی ہیں... لیکن پہاڑ“

”یہ ملازم تھیں... آخر یہ جھوٹ کیوں بولا؟“

”ازم اٹھے؟“

آخر دشک کی کہ احمدنا پڑا... وہ اسے لے کر دارالخلافہ کی طرف روانہ چوئے... ابھی انھوں نے بہت تھوڑا راست طے کیا تھا کہ ایک رُنگ سرک کے دریان میں کہا نظر آیا... انھوں نے جب ڈارن پر ہارن دیے تو زبان میں ایک آدمی ان کی طرف آیا اور یہ لامعاون یکی گیا کہ جن میں کہا تھا... اور دوڑ کر تین پکڑا جاسکتا تھا... انھوں نے کار کو جدیدی چل دی اور ٹیک کرنا شروع کیا... لیکن وہاں براک بہت شاگ تھتی... اور دیک کرنے میں کافی وقت بڑھے تو رُنگ نظروں سے اوچیل ہو چکا تھا... «بہت چالاک روگ نکلے... اس کا مطلب ہے... اس پس ان کا کوئی آدمی پیچا ہوا تھا... جب ہم رُنگ کو دھکا لگا رہے تھے... وہ اوت سے نکلا اور رُنگ کو زبردی سوئی سے ختم کر دیا:»

«زبردی سوئی... یہ آپ کیسے کر سکتے ہیں؟ اور کس طریقے سے ختم کیا گیا جھلا؟ آصف بولا۔ ہوں خیر... سپر وہ آدمی کہاں گیا... میرا مطلب ہے بزرگی سوئی کے ذریعے روپی یا مریضا کو ہلاک کر لے کاں گیا:»

«پہا کام کر کے وہ وہیں ویک گیا... جب رُنگ یہ دنی نے کوئی جواب نہ دیا... فرماتے ہے چند کوئی

زور سیٹ پر لڑھک گئی... اس رُنگ کو پکڑو، اپنکر کامران مرزا پڑا۔ اور ہو... اس رُنگ کو پکڑو... انھوں نے فوراً رُنگ کی طرف دیکھا... وہ کافی دور باچکا تھا... اور دوڑ کر تین پکڑا جاسکتا تھا... انھوں نے کار کو جدیدی چل دی اور ٹیک کرنا شروع کیا... لیکن وہاں براک بہت شاگ تھتی... اور جب وہ آندھی اور طوفان کی طرح آگے ہو گئی ہے یہ

«تو آپ ایک طرف کر کے اس کی خرابی کو دور کر لیں اکیلا ہوں اور رُنگ مجھ سے برک نہیں ملے۔ چلیے... یہ آپ کی مدد کرتے ہیں: دلوں اترے اور رُنگ کو دھکا لگانے لگے۔ اس غثے نے ڈرائیور نگ سیٹ سنبھالی... بہت مشکل سے رُنگ رکھ کے کنارے ہوا... وہ واپس پڑھے... رُنگ ان کے پار سے گزر کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا... وہ جو نبی کا میں پڑھے... تینیں عجیب سا احساس ہوا... انھوں نے چونک گر رُنگ کی طرف دیکھا... رُنگ کی بالکل ساکت نہیں تھی...

«مس روپی... آپ کو کیا ہوا؟ دنی نے کوئی جواب نہ دیا... فرماتے ہے چند کوئی

کہ فرار ہو گیا:

”اس کا مطلب ہے ... تھوڑے فاصلے پر اس نے بھی اپنی کار کھڑی کر رکھی تھی ... اور اس کا روند ... دارالحکومت کی طرف ہو گا... یہوں کہ اس کے پیچے لٹک کا یہی طریقہ تھا... جگہ بھی انہوں نے وہ منتخب کا جہا سے کار آسانی سے نہ مرت کے:“

”دہاں آیا جان ... اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ یہ چوت پر چوت ہو گئی؟“
”وہ تو ہو گئی ... اب اس پر کیا افسوس کرنا... مولا تو یہ ہے کہ اب ہم کی کریں؟“

”قابض اینڈ کوڈا؛ قرحت نے کہا۔

”بانکل ٹھیک...“ وہ یہے اور کار کی رفتار اور بڑھ گئی۔

آدھہ گھنٹے بعد وہ پھر قابض اینڈ کو کے میخرا کے سامنے موجود تھے... اپنکر کامران مرزا اس عمارت میں داخل ہونے سے پہلے ہی پولیس کو فون کر چکی تھی... اور اپا عمارت پھر سے میں تھی... میخرا کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے:
”یہ سب کیا ہے جناب؟“

”آپ کے ادارے کی تلاشی کا چروگرام ہے... اس لیے انہم میں روپی کو لے کر جا رہے تھے... راستے میں کسی نے اسے ختم کر دیا... تاکہ ہم اس سے کچھ معلوم ہی نہ کر سکیں یا...“
”آپ ہم پر تو بلا وحیہ شک کر رہے ہیں ... رہی ہمارے ذریعہ میں ملازم صرود تھی... اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔“
”ابھی معلوم ہو جائے گا۔“

سارے ذریعے کی تلاشی لی گئی ... ملازمین کا رجسٹر بھی رکھا گیا... قابض اینڈ کو کے خلاف کوئی بات ثابت نہ ہو گئی ... آخر شکار کار کو وہ باہر نکل آئے... میں اسی ان آفتاب کے قدم رک گئے...“

”کیا ہوا... رک کیوں گئے؟“

”رکوں نہ تو کیا کروں ؟، اس نے منہ بتایا،“
”کیا ہو گی سبھی ... رکنے کو سیاہ رہ ہی کیا گی ہے؟“
اپنکر کامران مرزا نے جھلک کر کہا۔

”آیا جاتا ہم اس کی کار کو بھدل رہے ہیں؟“

”اہ بان واقعی؟“

اور وہ اس کی کار کے پاس ٹھیک آئے... کار جوں کی نہ کھڑی تھی... اس کی طرف ابھی تک کسی نے توجہ

نہیں دی ستی... اس کے فیر نوٹ کیے گئے... مینچر کو:
کر پڑھا گیا...
”یہ کار مس روپی کی اپنا سختی یا ادارے کی:
”ادارے کی“
”تو کیا یہ ادارہ اس قدر مال دار ہے؟“ وہ حیرت رہ گئے۔

مدہماں با جناب بہت

درست تو سہاں سے نہیں یاؤں گا: اپکر کارہ
مرزا یوں
”جی... کی مطلب... آپ سہاں سے نہیں چاہیں تھے
آصف کے لمحے میں بلا کی حیرت سختی۔
دہماں نہیں جاؤں گا... مینچر صاحب... آپ ذرا پر
وفر کا ریکارڈ منکرائیئے۔“

”کیا مطلب ؟ مینچر بہت زور سے اچھلا۔
اس کی آنکھوں میں بے پناہ خوف دوڑ گیا۔

آپ ضرور ذاکر کو بلائیں... لیکن اپنے مانجوں کو
ایک دل کے وہ ریکارڈ سہارے سامنے رکھ دیں؟
”اپنا بات ہے جناب!“

مہینی ان کے سامنے بہت سے رجسٹر اور فائلز لا کر
اویلیں... وہ ان کی چھان میں میں لگ گئے...“

آخری منزل

میغیر ڈاکٹر کو فون کرنے کے لیے اپنے کمرے کی درخت پر سمجھا۔ سمجھا اس نے اس کے بازوں ایجکشن لگا دیا۔ فوراً گیا۔ جلد ہی ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اور میغیر ڈاکٹر کو نیند آگئی۔ کمرے کی طرف بڑھا:

تاریخت اتم ان کے سامنے جاؤ۔ اور ان کے پاس بیان کیا۔ آپ نے ایکس ٹیکس کا ایجکشن لگا دیا ہے۔ رہو یا انپکٹر کامران مرزا نے کچھ سوتھ کر کہا۔ ان نے چونک کر کہا۔

دل بہت بہتر ہاں جان۔ ڈاکٹر اور اکسفت میغیر کے کمرے میں داخل ہوئے۔ الودی پر بہت اش پڑتے والا تھا۔ اور پھر ایکس ڈاکٹر کیا ہوا میغیر صاحب۔ خیر تو ہے یا ڈاکٹر فراہم پڑ جاتا۔۔۔ اب ہم پانچ گھنٹے تک آرام سے سوئں اورہ آپ آئے ڈاکٹر صاحب۔۔۔ پتا نہیں بیٹھے بھروسے اس نے کہا۔

کیا چکر چل گیا ہے۔۔۔ سارا کیا دھرا اس روپی کا ہے۔۔۔ وہ حیران رہ گیا۔ آپ تو اسے جانتے ہیں اچھی طرح۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ ہم پانچ گھنٹے سے پہلے ان کی بات نہیں کر سکتے۔۔۔ میاں ہاں۔۔۔ کیا کیا اس نے۔۔۔

آپ اپنی بیماری کی بات کریں۔ ناجذاب۔۔۔ آسف۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ ورنہ کیس بگڑ جائے گا۔۔۔ یہ نظریات منہ پٹا کر کرہا۔

”میری بیماری کو تو یہ جانتے ہیں۔۔۔ ابھی بیکھڑا۔۔۔ کست والیں اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا۔۔۔ اور اک کارہ والی کے بارے میں بتایا۔۔۔ میں صحیک ہو جاؤں گا۔۔۔“

”مالک بانکل۔۔۔ آپ غفران کریں۔۔۔ آپ روپی کے لئے گے۔۔۔“

بارے میں کچھ کہ رہے ہے۔۔۔ وہ اسے بتاتا چلا گیا۔۔۔ ادھر ڈاکٹر ایجکشن تیار کر رہا۔۔۔ دوسرے ٹکوں میں ملازمت کے خاتہ منہ وگوں

”کیا ہوا سچی... کہاں تھی بے آگ؟“

”کب اس ذاکر کا نام پتا بتا سکتے ہیں... جو میخیر صاحب“

اور وہ اس پر نظر رکھے رہتا چاہتے تھے... لیکن اب

سوال یہ تھا کہ وہ پانچ گھنٹے کس طرح گزار دیں۔

وہ اس خیال میں گم تھے کہ آگ آگ کا شور از بجانہ

عمارت میں ہل چل چکی۔

کو بھیتی ہے... یعنی انھیں وہاں ملازمتیں دلواتی ہے...
سال پرانی فرم سچی... اور دس سال میں اس نے ہلا
وگ باہر بیٹھے تھے... اور اس لحاظت سے فرم رہا
لماقی کر رہی سچی... ملازمین کا رجسٹر دیکھنے پر وہاں سے بعد وہ اس کمرے سے نکل آئے تھے... انھوں نے
گھر کا پتا بھی انھیں مل گی تھا... وہ دارالکوہرت میں رہا۔ کہہ دھڑا دھڑ جل رہا تھا...
تھی... اور اس شہر میں اپنی کار پر روزانہ آتی جاتی تھی۔ ارادے باپ سے... اس بھڑکتی آگ میں تو اہم بھی
درہیاں فاصلہ اس قدر زیادہ نہیں تھیں تھیں...
اس سارے محاذے میں عجیب بات صرف یہ تھی کہ اس کا مطلب ہے... کسی نے میخیر کو ختم کرنے کے لیے
تے اپنا ہام غلط کیوں بتایا اور یہ غلط بیانیں کیوں کیے کہ اگ لگا رہی؟“

”آخر یہ ہو کیا رہا ہے... جب کوڑا... پتلے جیری کوم کو ہلاک کیا
دہ، اپنی کسی سیلی سے ملنے یا رہی ہے... اس دفتر میں ملازمت سچی... اور اب میخیر کو؟“ آفتاب نے جلدی
کیا بتاتا چاہتا تھا... اسے کچھوں ختم کر دیا گیا... یہ بھروسی کیا۔
باتیں ان کے ذہنوں میں کوئی رہی تھیں...“

”یہ کوئی بہت گمراہ کر ہے... اور کچھ لوگ میں چاہتے“

”لماں پکر کی ہیں ہوا ملک بھی لگے؟“

”لیکن ہوا آخر لگ ہی جاتے گی؟“ فرحت بولی۔

”لماں بریگیڈ کو فرن کیا گیا... لیکن اس کے آئے ملک تو“

”کوئی نہیں بچا تھا...“

لڑا کار اس کے تعاقب میں لگا دھی... ڈاکٹر کی کار آئندھی
ور ٹوفان کی طرح اڑی جا رہی تھی...

”چکر لیا ہوتا جا رہا ہے... میرا خیال ہے... ڈاکٹر کس
رین کو دیکھتے نہیں جا رہا... بلکہ فرار ہو رہا ہے:
میکن یہ چکر ہے کیا...“

”یہ تو ہم جانا چاہتے ہیں“ آصفت بولا۔
”آپ رفتار بڑھا کر اس کے پر اپر کیوں نہیں پہنچ جائے،
اس صورت میں ہم اسے بتا سکیں گے... کہ میخ بر کے ساتھ
کا ہوا ہے：“

”اپنی بات ہے... لیکن میں چاہتا ملتا... تعاقب کر
کے پس یہ تو دیکھ میں کہ یہ کس مریض کو دیکھتے جا رہا
ہے؟“

”پیسے پھر یہی سی：“
تعاقب جاری رہا... دو گھنٹے گزر گئے... دوفون کا یہ
اب شہر سے بہت دور آجئی بھیں...“

”ای تعاقب تو کیوں رک ہی نہیں رہا؟“
”محروم ہوا... اس نے مریض والی بات جھوٹ کی
تھی...“

”تو پھر... اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟“

”مجی ماں! کیوں نہیں... ان کا تو سیماں روز کا آیا جا
ہے... ایک ملازم نے بتایا۔

”تو کی میخ بر صاحب اکثر بیمار ہو جاتے تھے“
”مجی ماں! میکن ان کی بیماری سب کی سمجھے سے
تھی... کافی کافی دیر تک ڈاکٹر ان کے کمرے میں تھے
رہتے تھے“

”ہنوز! عمر باتی فرمائیں کا نام پر لکھوادیں
”ڈاکٹر کبوری... ۱۰۹ دیال روڈ“

وہ دہاں سے نکل کر ۱۰۹ دیال روڈ پہنچے... میکن
وقت انھوں نے اندر سے ڈاکٹر کی کار کو نکھلے ہوئے
دیکھا... اسکے کامران مرزا فوراً چلاتے:

”ریکے ڈاکٹر صاحب... جیسیں آپ سے پچھہ ضروری کام
”ایک مریض کی حالت بہت خراب ہے... میں تھا
ہتھیں ہوں... آپ لوگ تشریف لھیں“ اس نے بیک نکہ
ہوئے کہا۔

”میخ بر تاپنا ایشہ کو کے کمرے میں آگ لگ گئی
وہ بے چارہ جل کر راکھ ہو گیا ہے...“ اسکے کامان میں
نے چوکر کیا۔

”میکن ڈاکٹر کی کار آگے بڑھ چکی تھی... مندوں کے“

”تعاقب جاری رہے گا... دریافتی فاسدہ زیادہ نہیں ہے مل نہیں ہیں ہیں“
”ہم جیب چاہیں گے... اس کے سر پر پنچ جائیں گے:
انپکٹر کامران مرزا پر جوش انداز میں بولے۔
”پاہے ہم پتھے چلنے ائمے ملک سے باہر نکل دیں
آپ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ ہم سرحدی شہر تا
سے گور رہتے ہیں“

”کوئی پردا نہیں... اگر یہ سرحد عبور کر جائے گا تو ہم
بھی کہ جائیں گے“ وہ بولے۔
”لیکن یہاں سے پاس پاپورٹ نہیں ہیں“
”کوئی بات نہیں... دیکھا جائے گا“
اور پھر وہ سرحد تک پہنچ گئے... لیکن یہ جگہ لیتی نہیں
ہے بلکہ اپنے طرف کے فوجی موجود نہیں تھے... ذاکر کہو
ر کے بغیر سرحد پاپ کر گیا...“

”یہ تو معامل خطرناک ہے...“ انپکٹر کامران مرزا
بڑھ رہا۔

”جی... کی مطلب؟“
”وہ آخر یہاں فوجی کیوں موجود نہیں ہیں... چلو اگر یہ کہا
سازش ہے تو پھر ان کی طرف کے فوجی موجود نہ ہوئے
چاری طرف کے تو موجود ہوتے... لیکن ہمارے قدر

”تعاقب جاری رہے گا... دریافتی فاسدہ زیادہ نہیں ہے مل نہیں ہیں ہیں“
”وہ پھر... کیا آپ تعاقب کا سلسلہ بنہ کر رہے ہیں؟“
”انت کے لمحے میں حیرت تھی۔
”نہیں... میں یہ بھی نہیں کر سکتا... لیکن خطرے کا
ناہ بہت بڑھ چکا ہے... یہ کوئی بہت گھری سازش
کیا ہم سچانے کی؟“ صحت نے پوچھا۔

”نہیں! جیری گوم ہیں اس سازش کے بارے میں
لیکن ایسا سمجھا... لیکن اسے ہلاک کر دیا گیا... ہم
کے پیچھے کئے... اسے بھی ہلاک کر دیا گیا... اس
دید کا بخا اینڈ کو کے میسٹر کی باری آئی... اسے
جنہیں دوں طرف کے فوجی موجود نہیں تھے... ذاکر کہو
الائب کر رہے ہیں... یہ کس قدر طویل تعاقب جو
ہے... ذرا سوچو ہے...“

کہ ہم اس سازش کی بُو کو بھی نہ کچھ سکیں... جب!
اپنے پچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہیں؟"
دیا! اب یہ جانتے کے لیے بُری طریقہ
بو چکا ہوں... کہ سازش آخڑ ہے کیا؟"
بُست خوب! اب ہم بھی سرحد عبور کر رہتے ہیں.
کوئی شارجتان میں قدم رکھ رہے ہیں... فرحت نے کام
یہاں ہماری گرفتاری کا سامان ہائکل تیار ہو گا۔
گرفتار ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ... اپنکر کامران نے
مکلا کر کھما۔

"جی؟ آپ کیا فرم رہے ہیں... گرفتاری کے لیے
تیار ہو جائیں؟"
دیا! میں پچھے ہوئے فوجیوں کی جھلک دیکھا
دلیکان ہمارے ذمی کہاں ہیں؟
اپنی کار پر... آپ خود ان کے گھرے میں آ رہے
ہیں: افکر نہ کرو... وہ بولے... اور اپنی کار داکٹر گبر رو
کا کار کے پیچھے روک دی...
تو آپ یہاں سرحد پار مریض کو دیکھنے آئے میں
ڈاکٹر کامران حمزہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔
یہاں: میرے مریض میں رہتے ہیں؟ اس نے سمجھا۔

کہ ہم اس سازش کی بُو کو بھی نہ کچھ سکیں... جب!
آپنے پچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہیں؟"
دیا! اب یہ جانتے کے لیے بُری طریقہ
بو چکا ہوں... کہ سازش آخڑ ہے کیا؟"
بُست خوب! اب ہم بھی سرحد عبور کر رہتے ہیں.
کوئی شارجتان میں قدم رکھ رہے ہیں... فرحت نے کام
یہاں ہماری گرفتاری کا سامان ہائکل تیار ہو گا۔
گرفتار ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ... اپنکر کامران نے
مکلا کر کھما۔

"جی؟ آپ کیا فرم رہے ہیں... گرفتاری کے لیے
تیار ہو جائیں؟"
دیا! میں پچھے ہوئے فوجیوں کی جھلک دیکھا
اپنی کار پر... آپ خود ان کے گھرے میں آ رہے
ہیں: افکر نہ کرو... وہ بولے... اور اپنی کار داکٹر گبر رو
کا کار کے پیچھے روک دی...
آپ کا مطلب ہے... ختم کر دیا گیا ہے: فوج
کا پت گئی۔

"یہ میں نہیں کتا... لیکن ان کے ساتھ پکھنے کا:
کیا گیا ہو گا؟"
تب تو ہم پھنس گئے: آفتاب نے گھبرا کر کام

”یہ سب چکر کیا ہے؟“ وہ بدلے۔

”اپتے چاروں طرف دیکھیں... چکر سمجھ میں آ جائے گا،“ اس نے ہنس کر کہا۔

اسکوں نے چاروں طرف دیکھا... شارجتان کے غرباً ہی فوجی نظر آ رہے تھے... اور ان سب کی گنوں کا رخ ان کی طرف تھا...“

”تو یہ یہ آپ کے مریض؟“ انپکٹ کامران مرزانے مکرا کر کہا۔

”ہاں؟“ وہ بولا۔

”وقت مرینا قاتلوں کی سماحتی تھی؟“
”ڈالکل!“ اس نے کہا۔

”اور قاتلا اینڈ کا میتھر بھی آپ کا سماحتی تھا؟“
”ہیاں! لمحارے ملک میں ان سب کا اچارہ میں رکھتا... اور میں تم لوگوں کو ہیاں تک لے آیا ہوں۔“

”کاری گری تو میں آپ کی مان گیا... لیکن سازش کیا اسے کہتے ہیں کاری گری؟“ اس نے ہنس کر کہا۔

”کاری گری تو میں آپ کی مان گیا... لیکن سازش کیا ہے... جیری گوم ہمیں کیا بتائے آیا تھا؟“

”اگر یہ بات تم لوگوں کو بتانا ہوتی... تو پھر اس قدر بھاگ دوڑ کی کیا ضرورت تھی... جیری گوم کو ہاں سکا... امدا ہم سے

لئے کیا ضرورت تھی؟“

”اس کا مطلب ہے... آپ کو معلوم ہے... جیری گوم با بتانا چاہتا تھا؟“

”میں... ہمیں صرف یہ حکم ملا تھا کہ جیری گوم کو ذکر دیا جائے... اس سے پہلے کہ وہ کسی سے مل بھیجئے۔“
”کیا وہ انت رجہ سے فرار ہو کر آیا تھا؟“

”ہاں... یہی بات ہے... اور کچھ؟“

”اگر جیری گوم کے علاوہ کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا اپنے جنگ قاتلا اینڈ کو کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی... میرین کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی؟“

”اس راز کے ساتھے کی کوئی کڑی بھی کسی دوسرے

کے نہ پہنچنے والی دی جائے... حکم یہ ملا ہے؟“

”اب پھر آپ بھی کڑی ہیں... اگر ہم آپ سماں پہنچانے تو آپ کو ختم کرنے کے لیے کون آتا؟“ آفتاب نہ لٹڑیا لیجے میں کہا۔

”میری کیا حیثیت... یہ معاملہ بہت اوپر سماں کے لوگوں کے... ہم تو عمولی لوگ ہیں؟“ اس نے کہا۔

”اچھا تو پھر آپ ہیاں خوش رہیں... ہم... ہم چلتے ہیں، لیکن کہ ابھی ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا... امدا ہم سے

”شہزادیان واحد ملک ہے... جو زمین کے اس حصے میں
بڑے بہت کام آتا ہے... اب دیکھ لیں... اس کی فوج
مکے اشارے کی منتظر ہے... اگر میں اسے اپنی اشارہ
راہول تو یہ تمہارے ملکہ سے اڑا دیں：“
”میں... صرف اور صرف اپ سے... اپ کے پاس
وچھے پر مجھے علامہ غالب کا ایک شعر یاد آ گیا۔“
”اوہ... تب تو سیکھ ہے... پھر تم جا سکتے ہو۔
لے وہیں برو کر کہا۔

”بعضی علامہ اقبال کا یاد آیا ہو گا... کیونکہ غالب پے
لے ٹھوڑا میں میں سخت تر آصفت ہے۔
”اگر اقبال علامہ ہو سکتے ہیں تو غالب کیوں نہیں۔
لے میں نے غلط سینیں کہا... شعر عدم غالب کا ہی یاد
ایا ہے۔“

”پھر تو... سناو... ورنہ تم بڑا مان جاؤ گے۔
”ملو!“

”تھی خیر گرم کر غالب کے اڑیں گے پرزرے
دیکھنے ہم بھی سکتے، پر تماشا نہ ہوا
لیکن سہاں ٹکڑے اڑانے کا ذکر ہر رہا مھا، پرزرے
نہیں：“
”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا... مگرے اور پرزرے
آئے میں شارجستان میں：“

”آپ بوگوں کو تو کوئی خطرہ نہیں ہو گا نا۔“
”اس پر دگرام میں اگر ان بوگوں کو کوئی خطرہ
تو صرف آپ سے：“

”صرف ہم سے یا جم ٹینوں پارٹیوں سے：“
”میں... صرف اور صرف اپ سے... اپ کے پاس
سے بھی نہیں：“

”اوہ... تب تو سیکھ ہے... پھر تم جا سکتے ہو۔
کیوں کہ اچھیں تم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔“
”ٹکریہ ابا جان؟“ اس قاتب نے کہا اور ٹینوں جانے
لے مڑے...“

”آپ تراق کے موڑ میں ہیں... یا آپ لکھاں کا ہے
یہیں... بڑا کش کبھری نے بھٹک کر کہا۔
”دیجی... کیا منصب... آپ کی بات سمجھ میں نہیں آتا۔“
”نہ آپ جا سکتے ہیں... نہ آپ کے پچھے... ب آپ ہی
کے لئے ہیں رہیں گے۔“

”لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی：“
”اور وہ کیا؟“
”یہ معامل تو... اشارہ جس یا پیگال کا ہو گا... لیکن اب
آئے میں شارجستان میں：“

ایک جیسی چیز ہیں :

”ان لوگوں کو جکڑو... یہ بہت خطرناک ہیں... ایسا کر تم ووگ سوتھ بھی نہیں سکتے... اگر یہ فرار ہو گئے تو جواب دو تم ہو گے... میں نہیں... میں تو انہیں پولے لے آیا ہوں :“

”ان کے پارے میں بیس کوئی ہدایات نہیں ہیں مگر مرا لے حیران ہو کر پڑھتا۔“

”نہ ہوں... میں تو دے رہا ہوں نا :“

”ہمارے آفسرز پوجھیں گے... تو کیا جاپ دیں گے؟“

”میں...“

”بھائی یہ تحریر قانونی طریقے سے تو اندر داخل ہوئے تو ہیں نا :“ اکثر کبوری نے جھلک کر کہا۔

”عین اس وقت ایک جیپ آ کر رکی... سب فوجی ہو گئے... ایک بلے قد کا فوجی آفسر جیپ سے تراک ان کی طرف آیا :“

”آہا... ذاکر بوری... کیسے آتا ہوا... اور یہ بارہ پر بنہ کوئی نظر نہیں آ رہا :“

”دونوں طرف کے آدمی ہم نے خود ہٹائے ہیں...“

کھڑوی دیر پسلے ہی ذاکر کبوری صاحب نے واڑا پر

”اطلاع دی سکتی کہ وہ آہتے ہیں... ان کے پیچے کچھ اشیا بھی ہیں... وہ سیدھے ان لوگوں کو ہیاں لے کر اُن کے... مہذا میدان صاف کر دیا جائے :“

”بہت خوب ہے“ فوجی آفسر نے خوش ہو کر کہا۔

”یعنی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ دوسری طرف کے پاہی آپ لوگوں نے کس طرح ہٹ دیے؟“ اپکٹر کامران

”مزائلے حیران ہو کر پڑھتا۔“

”سب باتیں بتانے والی نہیں ہوتیں... کیا سمجھے؟“ فوجی آفسر ہے۔

”مجھے گئے... کہ سب باتیں بتانے والی نہیں ہوتیں :“

”اپکٹر کامران مرتا نے منہ بتایا۔“

”یہ سب چکر کیا ہے... کچھ بتانا پسند کریں گے...“

”جتنی مجھے معلوم ہے... بتا سکت ہوں :“

”خیر... اتنا ہی سمجھی :“

”مجھے اطلاع مل سکتی کہ قابو ایڈٹ کو کے مینځ سے کچھ سومات عاصل کرنے کے چکر میں اپکٹر کامران مرتا اس کے پیچے چکے ہیں... لہذا اسے ختم کر دیا جائے۔ میں نے اسے ختم کیا تو یہ لوگ پیچے لگ گئے... میں نے سوچا...“

کیوں نہ اپنیں یہاں پہنچا دیا جائے؟
” یہ لوگ قاتجا اینڈ کے سینگر سے کی معلوم کرے۔
چاہئے سچے؟“

” یہ کہ مرینا کون ہے؟“

” کیا مطلب... یہ مرینا کہاں سے پہنچ پڑی؟“
” مرینا نے اس آدمی کو بلاک کھا سکا... جو اسپکٹر کامرا
مرزا کو کچھ بٹانے کے لئے ان کے گھر میں داخل ہو گی
سکا... لیکن مرین اس کے تقبی میں مخفی... لہذا اس نے
پہنچنے والے سینکروں کی مدد سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اب
لوگوں کو ان کے ہاتھوں سے بچانے کے لیے مرینا نے ان
لوگوں کو صرف اپنے ٹیکے لگایا... اور قاتجا اینڈ کو پہنچ
گئے... وہاں سینگر کو حکم ملا کہ مرینا کو ختم کر دیا جائے۔
پھر مجھے حکم ملا کہ سینگر کو ختم کر دیا جائے“

” حیرت ہے... آخر اس قدر تیری سے قتل کیوں
کرائے گے؟“
” سناتے... ہیری گوم کوئی بہت بڑا راز ان لوگوں کو
بٹانے آیا سکتا... ہمارے سربراہ نہیں چاہئے کہ اس راز کی
کرن کرہی تھک کسی کو معلوم ہو؟“
” پہنچیں... وہ راز کیا ہو گا؟“

” یہ بھم سک سے کسی کو نہیں معلوم؟“
” ہم ان کا کیا کرتے ہے؟“
” آنکے پارسل کر دیں... ان لوگوں کی یہی بحث ہدایت ہے：“
” بھنی ایسی جگہ پارسل کرنا... جہاں سے ہم والپس بھی
ہیں! آفتاب نے فھرنا کر کما۔
” ہمارے ہاں ایسی کوئی جگہ نہیں... جا تو ربے ہیں...
الہیں اسکیں گے؟“
” اللہ اتنا رحم فرمائے... وہ پنڈ سے کہا：“
” بہت جلد معلوم بر جائے گا؟“
” اور ہر اجھیں ایک بندگاڑی میں بھٹکایا گی... گاری میں
لہنگ سفر کرتی رہی... چھر دہاں سے ایک ہزاری جہاز
بھٹکایا گیا... جہاز بھی تین لکھنے تک پرواز کرتا رہا...
بڑے سوار کیا گیا... لانچ نے اجھیں ایک جزیرے پر
لیا۔

کمرے میں کون

”ہیں جو حکم دیتا ہے... تم لرتے ہیں... ڈاکٹر کبوری
کی لذک کا ہے... ہیں نہیں معلوم“
”اچھا ہجھک ہے... آپ اگر بنا چاہتے ہیں تو چلے
داہیں... ہمارا اللہ ناگہ ہے... دیے اگر میں پاہوں تو
آپ وکوں کو بھی سیر رکھ لوں اور یہ نے سردار... اپنے
کامران صرزابوئے۔

”آپ اور ہیں دوک سکتے ہیں... جب کہ آپ صرف
زندگی... اس جزو سے پر بسر کتا ہو گی... اس طرف کو
پہلے ہیں... اور ہم دس کے قریب ہیں... ہمارے ہاتھوں
آجائے گا... یہ امید ہرگز نہ رکھے گا... اگر کسی ہی
میں کھاشن کو فیض ہیں“
”وہیت چاہتے ہیں... بھرپور کرنا چاہتے ہیں“
”ہیں آپ وکوں کو مارنے کا حکم میں ہے... درست ابھی
”سمجھ گئے... نیکن جانے سے پہلے آپ دکھانے کا
دی کہ حیری کوں ہیں کیا بتانا چاہتا تھا... اپنے
”لیکن ہم آپ کو کچھ دکھانا چاہتے ہیں یا انپکڑ کامران
مرزا بولے۔“

”یہ مطلب ہے وہ چونک کر بولا۔“
”درستے ہی لئے انپکڑ کامران مرزا اس پر جا پڑے۔“
”ان ہی سے ایک کو بھی فائز کرنے کا موقع نہ مل سکا،
اب بھی وہ فائز کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے
یعنی کرتے کس طرح... انپکڑ کامران مرزا نے ان کے

”ہاں! آخری منزل... اب آپ وکوں کو اپنی بال...
زندگی... اس جزو سے پر بسر کتا ہو گی... اس طرف کو
آ جائے گا... یہ امید ہرگز نہ رکھے گا... اگر کسی ہی
کے آنے کا امکان ہوتا تو ہم آپ وکوں کو ہرگز پہلا
چھوڑتے... کیا بھے؟“
”مجھ لئے... اس نے بھت کر کھا۔“
”لیکن ہم آپ کو کچھ دکھانا چاہتے ہیں یا انپکڑ کامران
مرزا بولے۔“

”یہ تو خیر ہیں بھی معلوم نہیں... اگر معلوم ہوتا تو
نہ بتا سکتے“
”یہ سارا چکد کس کے حکم پر بلا یا جا رہا ہے?
”ہم تو صرف حقیقی وکوں کے بارے میں جانتے ہیں
اور مقامی وکوں میں ڈاکٹر کبوری ہی ہمارا افسوس۔“

پیشہ... کسے کو جواب رہتا ہے... وہ سبی بیدار معلوم ہو

ہائے کا گایہ

"لیل... لیکن تھے ہی ان کے اپناءں نے تیران ہو کر

بچا... اب وہ رسیوں سے بندھا پڑا ہے۔

"جو لوگ ہیں۔ دروانہ بندھ پاہتے... وہ بھیں

یاں چڑھتی تھیں۔ آئے۔ ضرور کون لاپچ یا جہنم بھیں

تھے کے لیے آئے دار تھے۔

"یاں یہی کہا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو اس جزویتے

پر چھوڑ کر آ جانا ہے... یہ بات تم پتے سے بنتے

ہیں... کہ اس جزویتے پر لائے جانے والے پھر دالپس

یاں سے آج تک نہیں لے جائے گئے۔

"اوہر اچھا... قوم سیاں پتے ہیں لوگوں کو لاتے

ہے ہیں؟"

"اس تک کے لیے پچے ہمدرد اور خیرخواہ لوگوں

کا غائب کرنا ہی ڈاکٹر کبوری کی ذمے داری ہے...۔

لب وطن لوگوں کو چن چن کر... یہاں پہنچانا رہتا ہے،

بلیں یہت احتیاط سے... آج تک اس پر کسی کو

ٹک سینیں ہو سکا۔"

لیکن اب ہم اس کی حقیقت حاصل چکے ہیں۔ افتاب

اپنادفع کو بری۔ رہ رہیا تھا۔ اب اگر وہ فائز کرنے
تو گوبیاں اپنارج لے بھی میں بھی پیوسرت رہ جائیں۔
دوسرے یہ ان لوگوں کو جان سے مارتے کا تو انہیں
حکم ہی تسلیم تھا۔

"اپت ستمبوں سے یہے... گئیں گرا دیں۔ کچے
ہوئے انسپکٹر کو مراں مرا نے اس کا گلا اور دیا
چلگ... گر دد... تک دو" اس نے چھپو بنسی
آواز میں کہ۔

انہوں نے تھیں گر دیں... افتاب، آسٹھ، اور
فرحت جلدی جلدی، اغصی باندھنے لگے... رسی اپنی
اسی لایخ سے مل گئی... سس پر امتنیں سیاں تک رہی
گی تھا۔

"اب کہو دوست... یہ آخری منزل آپ کی ہے...
یا یہماری؟"

ان کے منز سے کوئی لفڑا نہیں سکا... بس مگر لگ
ان کی طرف دیکھتے رہے...۔

"ہم چاہتے تو آپ ہمیں یہاں تک لا ہی نہیں سکتے... میں تو یہ دیکھت چاہتا تھا کہ آپ ہمیں کہاں
لے جانا چاہتے ہیں... اور گیوں... کہاں کا تواب توں

نے مسکرا کر کہا۔

”انگل! ہم لائچے میں پیدیج کر نکل کردن نہ چیزیں：“

”چھر ہیں یہ کس طرح معلوم ہو گا کہ جیری گوم
کیا بتانا چاہتا تھا؟“ وہ بڑے۔

”دہاں! ہے سمجھی ہے... اور جب تک ہم یہ نہ ملے
کریں... ہمیں پھر میں آئے گا：“

”تب چھر... اب کیا کرس؟“

”ان لوگوں کو یہاں سے جائزیہ کے درمیان میں
چلتے ہیں... اور لائچے کو یہاں سے کہیں اور گھرنا کر پہنچ
ڈس پیٹنپکٹر کامران مرزا بولے۔

”وو چھر... لائچے کو کسی اور جگہ پہنچا کر آپ واپس کر
طرح آئیں گے تا فرماتے نے پریمان پور کر کیا۔

”ایک دن... کہوں مجھی... یہاں اس پاس کیلی
جزیزہ سمجھی ہے：“

”ہاں! اس طرف ایک جائزیہ ہے：“

”وو مجھی... تم ان لوگوں کا خیال رکھو... میں لائچے
اس جائزیے پر پہنچا کر آتا ہوں... تاکہ جو مجھی کو فائدہ
میں لیئے کے لیے آتے... ہمارے جاں میں پھنس ملے۔

”حضور نے جلدی جلدی کہا اور لائچے کے پاس پہنچے تو

آفتاب، آصفت اور فرمت نے ان لوگوں کو ساختے
بڑے کے وسط کا رخ کیا...“

”آفریں یہ معلوم ہو گا کہ جیری گوم
کیا بتانا چاہتا تھا؟“ آصفت نے الجھن کے عالم
دہاں! ہے سمجھی ہے... اور جب تک ہم یہ نہ ملے
کریں... ہمیں پھر میں آئے گا：“

”جب اللہ کو منظور ہو گا۔“ آفتاب نے فوراً کہا۔

”بائل فٹ جواب ہے۔“ فرمات خوش ہو گئی۔

”میکن میرا مارے ہے چینی کے بجا حال ہے؟“

”اس کا جائزیہ حل ہے ہے کہ تم ہے پھینی کا برا
مل کر دو۔“ آفتاب نے عنہ بشایا۔

”تم نے اس کا جواب نہ فرمت؟“

”ہاں! من بیا۔“ اس قسم کے اوت پاٹھ بواب اسی

حصہ میں۔“ فرمات نے بھی جل سجن کر کہا۔

”میرے ذہن میں یہ نام سلسی گھوم رہا ہے...“

”گوم... جیری گوم... جیری گوم...“ آصفت بولا۔

”یہ نام بھی تو کچھ گدوں ہوا سامنکا ہے،“ آفتاب
نے عنہ بشایا۔

”رمت کو بھنسی آگئی...“

”اکھ لکھ دیو، لپکٹر کامران مرزا ان کے پاس پہنچے تو

پانی میں خراپ رہتے ...

”راب آپ کے کپڑوں کا کیا کیا جاتے ... ہمارے کے پکڑے پہن ہوں اور اسے سردی سے بھٹکنے کے تو اور پکڑے بھی متین میں ہیں“

”اور موسم بھی سردی کا ہے“ فرماتے نے تہہ کر کر ”آپ کو تو لگ جائے گی“ ساری صفت بولتا۔

”آپ میں کیا کر سکتا ہوں؟“

”کرنے کو آپ کیا نہیں کر سکتے یہ آفتاب لے کیا“

پندت دس آدمیوں کی طرف دیکھا۔

”یہ مطلب ہے وہ چونکے ... پھر جلدی سے یوں“

”میں سمجھنے کیا تھا کتنا چاہتے ہو... لیکن میں بالے نہیں کر سکتا“

”یہ مطلب انکل ... آفتاب کیا کتنا چاہتا ہے؟“

”یہ کہ ... ان میں سے ایک کے پکڑے اناہ کپڑے“

لیکن میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں ... یہ بھی آخر نہیں

ہے ”لیکن انکل ... ان لوگوں نے ہمارے سامنے کیا سلوک کیا ہے ... اس جزو سے پر چھوڑ کر کس بے رحمتے

جا رہے رہتے ... کہ کہ کیا ہماری آخری منزل ہے؟“

”ماں! احمد! ... یہ کیا ہے ... لیکن میں انہیں کیا دیکھ رہا ہوں؟“

کے ناطے یہ سنن کر سکت کہ خود تو ان میں سے ایک

تو اور پکڑے بھی متین میں ہیں“ پھر دوں“

”اور موسم بھی سردی کا ہے“ فرماتے نے تہہ کر کر ”آپ کو تو لگ جائے گی“ ساری صفت بولتا۔

”آپ میں کیا کر سکتا ہوں؟“

”کرنے کو آپ کیا نہیں کر سکتے یہ آفتاب لے کیا“

پندت دس آدمیوں کی طرف دیکھا۔

”یہ مطلب ہے وہ چونکے ... پھر جلدی سے یوں“

”میں سمجھنے کیا تھا کتنا چاہتے ہو... لیکن میں بالے نہیں کر سکتا“

”یہ مطلب انکل ... آفتاب کیا کتنا چاہتا ہے؟“

”یہ کہ ... ان میں سے ایک کے پکڑے اناہ کپڑے“

لیکن میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں ... یہ بھی آخر نہیں

ہے ”لیکن انکل ... ان لوگوں نے ہمارے سامنے کیا سلوک کیا ہے ... اس جزو سے پر چھوڑ کر کس بے رحمتے

جا رہے رہتے ... کہ کہ کیا ہماری آخری منزل ہے؟“

”ماں! احمد! ... یہ کیا ہے ... لیکن میں انہیں کیا دیکھ رہا ہوں؟“

«چھر بھی... آج کی دنیا میں... ایسا ہونا جا رے یہ جزت انگریز ہے... جیسی معاف کر دیں...» یہ کہتے ہوئے اپنارز کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

وہ معانی کس ہات کی؟
دہم نے آپ لوگوں کو گھر سے بے گھر کر دیا۔ اور...
اس جزیرے پر لا چھینگا۔

«کوئی بات نہیں... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔
آپ نے اپنا کام کیا... ہمیں اب اپنا کام کرنا ہے؟
» جیسی بہت شرم آ رہی ہے... مہربانی فرمائیں
سندر میں چھینک دیں؟ اس تھے دوتے ہوئے کہ
وارے ارسے... آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟
وہن... نہیں... نہیں... ان حالت میں ہم کس طرح
بھی سکیں گے؟

«اور سے نہیں سمجھی... ایسی بھی کوئی بات نہیں... آست...
آفتاب... ان کی رسیاں کھول دو؟
» مجھی... کیا فرمایا... رسیاں کھول دیں؟
» ہاں! بالکل... یہ اب ہمارے خلاف پکھ نہیں لیں
گے۔ وہ بولے۔
» آپ نے یہ اندازہ بھی گا یا؟ اپنارج اور مجھی بڑے

لیکی کیا جائے... اندازے لگانے کے ماہر جو محترم ہے:
تاب نے ہنس کر کہا... اور چھر انھوں نے ان سب
کھول دیا۔

» آپ یہ کہتے آتار دیں... ہم قاتلوں پر ٹے آپ کو
لے سکتے ہیں؟

» اچھی بات ہے... ایسا کر لیتے ہیں... اور ہاں ایک
آپ بنا سکتے ہیں... اب یہاں کیا ہونے والا ہے؟
» آپ لوگوں کو ایک جہاز لیتے کے لیے آتے گا۔
» اور وہ ہمیں کہاں لے جائے گا؟

» درد بہت دور... ہم اس چکر کے پارے میں صرف
ٹھٹھ رہتے ہیں... اس کے پارے میں پکھ جانتے نہیں
پناج نے کہا۔

» کیا سنتے رہتے ہیں؟

» وہ کوئی بہت پُر اسرار اور ہونا ک جگہ ہے... بس
اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔
» ہوں! چھر... اب آپ لوگ اپنے بروگرام کے مطابق
کالا پنج لے کر رواہ ہو جائیں... تاکہ آپ پر کوئی ایخ
ذمہ نہیں!

"لیکن اب ہم ڈاکٹر گھورنی کے لیے کام سنیں کر سکتے۔ اپنارج نے کہا۔

"ابھی یہ فلم تکریں؟"

"جی... کیا مطلب؟"

"کام آپ اسی طرح کرتے رہیں... لیکن ہمیں بڑے اچانک جہاز دیکھا ہے۔"

بات کی روپرٹ دیتے رہیں؟"

"لیکن یکسے... آپ دوگ تو نہ چلنے کاں لے جائیں وائے ہیں۔"

"ون نمبر نوٹ کر لیں... ان میروں پر روپرٹ نہیں... ہم بعد میں اکٹھی وصول کر لیں گے۔"

"غلاد ہے... اس طرف سے تو کتنی جہاز بھی نہیں اترتا۔"

"بہت بہتر... ہم یہ کام ضرور کریں گے۔"

"شکریہ؟" اعفوں نے ایک ساختہ کہا۔

اور چھر اعفوں نے سخندر میں چھلانگیں لگا دیں۔

اعضیں تیر کر دوسرے جزیرے تک لے جانا ملتا۔

سے لایچے لے کر وہ ساحل کی طرف پلے جاتے۔

"یہ بے اسلام کی تعلیم" فرحت نے اخیں بات

ہوئے دیکھ کر کہا۔

"اوہ یہ میں بھی سب کے سب غیر مسلم" اپنے کام

مرزا مکراتے۔

ٹھیک دو گھنٹے بعد اعفوں نے ایک جہاز کو آتی دیکھا۔ "جہاز آ رہا ہے... ہم یہ ظاہر نہیں ہوتے یعنی کہ جہاز کی آمد کا ہمیں پتا لگ چکا ہے... بلکہ ان بنے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے پیسے پکڑتے غیرہ اور شور مچاو... تاکہ وہ یہ خواں کریں کہ جو... بھم لے اچانک جہاز دیکھا ہے۔"

"اپنی بات ہے انکل؟"

اعفوں نے ان کی ہدایات پر عمل کیا۔ جلد ہیں بازار پرے کے نزدیک آگر رک گیا۔

"تم دوگ یہاں کسے پہنچ کے بھی... یہ تو یا انکل چاہیں... ہم بعد میں اکٹھی وصول کر لیں گے۔"

اعفوں نے اس طرف سے تو کتنی جہاز بھی نہیں اترتا۔

جب چھر آپ کس طرح آگئے؟ اپنکر کامران مرزا

تیران ہو کر کہا۔

ہم نے اس جزیرے سے دھرائی اٹھتے دیکھا تھا؟

بہت بہت شکریہ... آپ دوگ کماں جائیں گے۔

وہ جہاز انتاریجہ کا ہے... ساہاب بخارت لے کر وہاں

لے لیا ہے... چکر لگا کر پھر وہیں ٹائے گا:

تیر قبھر آپ یہیں لے پہنچیں... کیس نہ کیس اتنا

"ہست... تو کیا آپ کو معلوم ہے؟
"ارے نہیں... مجھے کیوں معلوم ہوتے لگا: پکتان نے
لہرا کر کہا۔

"ہم تو پہلے ہی کافی لما سفر کر جئے ہیں... کبھی ہوانی جہاز
پر سفر کرایا گیا... کبھی لاپچھ پر تو کبھی کار پر... آخر
یہاں پہنچایا گی... اب آپ کہ رہے ہیں کہ ابھی بھی سفر
نہیں ہوا؟"

"ابھی تو اس سفر کی ابتداء ہے؟"

"واللہ اپنا رحم فرماتے ہیں آنکھ نے چھڑا کر کہا۔

"آپ جری گوم کو جانتے ہیں؟"

"جری گوم... پہلی بار نام سننے تھا آ رہا ہے... کون
ہے یہ؟"

"یہیں... ہم آپ سے پوچھتے چلتے ہیں... آپ ہم سے
پوچھ رہے ہیں؟ آنکھ نے چھڑا کر سا۔

"اس میں میرا بھی کیا قصور ہے؟"

"اجھا اتنا بتا دیں... کیا یہ جہاز انتارجہ کا ہے؟"

"ہاں! انتارجہ کا ہے؟"

"ٹکریں... کم از کم یہ تو معلوم ہوا کہ ہمارے خلاف
ال وقت انتارجہ کی حکومت کام کر رہی ہے؟"

دیکھیے گا۔"
آج یہیں: پکتان نے دوست نہ انداز میں کہا۔

وہ چاروں رسمی کی پرستی کے ذریعے اور پہنچنے

ہیں چار بھی ہیں: پکتان نے پوچھا۔

وہ دل ہی دل میں مسکراتے... کیوں کہ اسے تو

کچھ معلوم سمجھا... اور انجان بن رہا تھا،

"جی ہاں! ہم عار ہی ہیں؟"

"چھو بھی... لشکر ہائی ووڈا؟"

اور جہاز روانت ہو گی... جزیرہ نظریوں سے ابھی

ہو گی... تو پکتان نے کہا:

"اُن لوگوں کو باندھ لو!"

"جی... کیا مطلب؟" وہ چونک کر بولے۔

دتم لوگوں کو ایک خاص جگہ پہنچانا ہے... ایک نیزنا

لاپچھ ہم سے وصول کرے گی... اور اس خاص جگہ پہنچنے

گی: پکتان نے کہا۔

پکتا نہیں کیا پکرے؟ انپکڑ کامران مرتضیٰ بزرگ

"چکر اس قدر جلد بھج ہیں آئے والا نہیں ہے درخت

ابھی تو یہ محتبس خوب پکر دے گا... بھر بھج ہیں آئے

گا، پکتان ہنسا۔

میں اس وقت انھوں نے ایک بڑی لائچ کو جہاز
کی طرف آتے دیکھا:

”جیرت ہے...“ انپکٹر کامران مرزا بڑھاتے۔

”آپ کو کس بات پر حیرت ہے؟“

”اس بات پر کہ یہ لائچ بھی تو ہمیں براہ راست جو جیرت
سے لا سکتی تھی...“ پھر اتنا چکر کیوں چلا دیا گیا... کہ
پسے ایک جہاز ہمیں سوار کرے گا... پھر لائچ آئے گا“
”ہم ان باقوں کے بارے میں کچھ سنیں جانتے...
صرف اتنے کرتے ہیں... جتنے کا حکم دیا جاتے؟“

”آپ یہ لائچ ہمیں نے کر کیا جاتے گی؟“

”ہمیں نہیں معلوم ہے...“
آخر اپنیں لائچ پر سوار کیا گیا... اور لائچ جہاز کے
مخالف سمت میں رواز ہوئی... لائچ پر ہمیں کے قریب
ملح افراد موجود رہتے...“

”آپ آپ وگوں کا کیا پروگرام ہے؟“

”یہ آپ کے سفر کی آخری قسط ہے...“

”اور اس کے بعد؟“ انپکٹر کامران مرزا نے پوچھا
”اس کے بعد... اس کے بعد آپ کو کہیں آئے جائیں
کی ضرورت نہیں رہے گی؟“

”بہت خوب! جیری گوم ہمیں کیا بتانا چاہتا تھا۔
لطف یو لا۔“

”جیری گوم... کون جیری گوم؟ ان میں سے ایک
کامران ہو کر پوچھا۔“

”میں تو ہمیں بھی نہیں معلوم ہے...“

”تو پھر ہمیں کس طرح معلوم ہو سکتا ہے؟“

”بات تو صحیح ہے...“

اس کے بعد لائچ پر خاموشی چھا گئی... تین گھنٹے کے
بعد کے بعد انھیں ایک ساحل پر آندا گیا... وہاں
بلکہ کار سیار تھی... کار کے ذریعے ایک عمارت تک
بنا گیا:

”پتا نہیں... ہمیں کہاں کا کہاں پہنچا دیا گیا ہے...“
انہاں نے صرد آہ بھری.

”انتے سمندری سفروں کے بعد مقامات کا اندیزہ کس
انہاں کے لئے ہے... لیں یوں سمجھ لیتے ہیں کہ ہم دنیا
کی ہی کیس نہ کیس موجود ہیں... کم از کم دنیا سے
اکیں نکلے... وہ سبھی اس لیے کہ ابھی تک ہمیں
اکی سفر نہیں کرایا گیا... اگر خداوند سفر کر دیا گیا ہوتا
بکار ہے بات کبھی نہیں سے نہ کر سکتے کہ دنیا چہرے

بھی ہیں یا نہیں۔

۵۲۶

آخر یہ چکر کیا ہے ... کیوں ہمیں سفر پر سفر اور سفر

پر سفر کرایا جادہ ہے تو آصف نے جملہ کر کا۔

”تاکہ ہم گھن چکر کر رہ جائیں۔“

”آپ کو اس مکرے میں جانا ہے ... خیال رہے، اب

کوئی بھی غلط حرکت نہیں کریں گے۔ انھیں ساتھ لانے والوں میں

ست ایک نے کہا۔

”خیال تو ضرور کریں گے، میکن اگر ایسا نہ ہو سکا تو

اس میں ہمارا حصہ ہرگز نہیں ہو گا۔“

کمرے کا دروازہ کھلنا اور وہ اندر داخل ہو گئے ...

اضھون نے دیکھا، وہ ایک بہت بڑا ستليل کمرہ تھا... اس

تین دیواروں کے ساتھ ساتھ کریساں بچھی تھیں اور درمیان میں

ایک بہت طویل میز تھی، میکن تمام کریساں خالی تھیں، سوائے

ایک نے ... گویا کمرے میں صرف ایک آدمی موجود تھا۔ اس

کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ بُری طرح اچھے۔

۵۲۱

ہل چل

”یہ... یہ ہم کی دیکھ رہے ہیں۔ آصف نے ہلکا کر کا۔

”مشش... شاید یہ کوئی خواب ہے۔“

اگر یہ خواب ہے تو بہت دلپت ہے.... اسے زیادہ درجہ
ہدایت رہنا چاہیے... اے پیارے خواب تو زیادہ دیر جائی
اے... جب تک کہ ہماری آنکھ نہ کھل باتے: آفتاب نہ تھیں بند
تھے ہم سے کہا۔

لیکن، پس ہج رو... یہ خواب ہرگز نہیں ہے: اپکر کامران

نہ من بنا کر کما

اگر یہ خواب نہیں ہے، آتا جان... تو پھر اور بھی بُرا ہوا:
لیکن مطلب... بُرا کیسے؟

”صاحب جو بیٹھے ملکرا رہے ہیں... انھیں ہم اچھی ہرگز
انہیں... آخر ان کا یہاں کیا کام ہے؟“

”ہم ان سے بُرچتے ہیں بھی... کیوں زکر کوئی... یہ کیا چکر ہے۔“

ابن سے بیٹھ جائیں... پھر بتاً ہوں... اس نے کہا۔

وہ کریسوں پر اس کے بالکل سامنے بیٹھ گئے۔

لیکن اپنے ملک میں، اس میں: اپکر کامران مرتا ہوئے

اس خوش فہمی میں نہ دیں.... آپ وگ اپنے ٹک -
بست دور آپکے ہیں -

”تب پھر یہ کون سی ٹک ہے :
اُس پکر میں پڑنے کی صورت نہیں : ذکر بخوبی کرو
۔ اسے... آپ لوگوں نے ہی تو جیری گوم کو محنت کے گھاٹ
لے... اور اب آپ لوگوں میں ام
لے... اور اب آپ لوگ ہی یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ
جیسا کیا بنانا چاہتا تھا.... اگر آپ کو یہ بات معلوم نہیں
کھلتے ہیں : آفتاب بولا۔

”جیری گوم ” ذکر بخوبی نے اچانک کہا
۔ اس کے پکر میں ہی تو ہم یہاں نظر آ رہے ہیں : اس
جیسی گھر کے تھانوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں... اسے
نے من بنایا۔
۔ باکل شیک... آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ”آپ
بات نے اسے سدت نہیں... لہذا ہم خود یہ جاننا چاہتے
کیا بنانا چاہتا تھا۔
”ہاں یہ نوڑا ہے۔

”ہم بھی یہ چاہتے ہیں : ذکر بخوبی مسکرا یا۔
کی مدد : اسکریا کامران مرزا نے اسے گھوندا۔

”ہم بھی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہاپ کو کیا بنانا بانٹا تھا
لہذا ہم آپ کو جیری گوم کے گھر کے باخل قریب سے لے
لیں... ابھی ایک گاڑی آپ کو دیاں کے پوس کا تقاضا علیٰ جائے
گی.... اور پھر آپ اپنے کام خردش کر سکتے ہیں... جس
کی پوس آپ کی مدد کرے گی.... میکن یہ معلوم کرنا اب
ہم ہو گا کہ جیری گوم آپ لوگوں کو کیا بنانا چاہتا تھا۔
لہذا ایسے میں ہیں... جب کہ آپ لوگوں کے بست

اپنے ہیں.... آپ کو دیاں کی پویں کا تقدیر مل جائے گا..... بھی کہ شاید کہ
آپ یہ کام آسان سے کر سکیں گے :
اپنے ہیں درست وہ بھی شاید غائب ہو جاتی یا غائب کر
نا جاتی :
آخر دیکھی جائے گا :

یہ نیز ہر لوم سے گھر کا ہے اب سیاں صرف اس ایں کے عجیب بات سنائی خیر ہم دیکھنے کے
بھولی رہتی ہے اس کے گھر کی تحریک ہر وقت کرنے والے اس سلسلے میں کی کر سکتے ہیں :
ہے تاکہ ہم کرنے ہے یعنی اسے صرف کام شروع کروں :
اندر نے والے سامنے اٹھیں آپ پسے پویں سے ہیں
پویں کو سامنے کر آپ فتنیش شروع کر دیں آپ ایک کار اپنی جہن لوم کے گھر تک لے چکی
صرف یہ کرنا ہے آپ کے لئے کس طرح بینغ بینگ تو اسے پہنچ دے پویں سے خاقانت کر پکھے ہتھے اور ان سے
آپ کو کیا پہلنے لگی اب وہ یہے بھروسی سے اس
اپنی بات ہے کی جیسیں یہاں عرف اس کے یہے ہے ایسے کام کے ملنے ہتھے :

اہا ! یہ کوئی معمون کام نہیں ہے ہماری روز کا بڑا اپنے کام مرازا نے پہنچے تو تحریک کرنے والوں کو
لا لوگی ہے :
ایک بھروسی آپ کی دلکشی طرح اس کی بھروسی سے بڑھنے والی اجنبی نے دلکش دی ایک تیز آواز سنائی دی۔

مل کر کچھ صدمہ کر ہی سکتے ہیں :
اہم ہر طرح گھنٹش کر پکھے ہیں اس کی بھروسی آپنے اپنے کام کے موالات کے چوہات دیتی رہیں گی ایک تو سیرا
کا بتان کر دہ گئی ہے اور اس کے دوست انہوں نے اس کے دوسرے تم روگ پرداش کرنے سے انہیں آتے
غائب ہیں :
اے کائنیں نے چلا کر کما :

کی کیا دوست غائب ہیں :
اہا ! ایک دوست بھی تلاش کے باوجودہ جیسیں نہیں ملے ببریکی سیرت میں قویی آواز سنائی دی خیر دروازہ کھل گیا :

”ہم وہ ہیں... جن کے مگر بے جا رہے جیری گھم کو مت
کے گھٹ اتار دیا گی.... اور ہم اس عرب کو بچانے
کونک زبر کی حقیقی بہت خوبی انداز میں جیجوئی ہوئی۔

”اُتھا مالک.... آپ وہ لوگ ہیں.... آئیے.... دنما آپ
سے جی تو واقعات نے جائیں: اب تے راستہ دیتے گئے
کہ... وہ اندر واخن بے گئے تو اس نے دروازہ اندھے سے
نہ کر لیا۔

”آپ جیری گھم کی بیوی ہیں؟ انیکز کامان مرزابوئے۔
”اُس میں وہی بفیض بولی۔

”آپ کے خانہ کیک کام کرتے ہیں:

”اچھا.... آپ بھی پلیس والوں کی طرح سوالات کریں گے
”قائل کو بچانے کے لیے نقشیں تو کرنا ہوگی تاہم
”میں بنی صورت قائلوں کو بچانے کی..... آپ جیری گھم
تو وہیں نہیں آئے گا۔

”لیکن بہت سے لوگوں کو اس قتل پر سے بچوادلانے کی
فرورت ہے:

”اور ان بہت سے لوگوں میں آپ بھی شامل ہیں۔

”ہم باس یہے کہ ٹھوں نے بارے گھر میں ہم تو قاتا۔
”وہیں تھہ طویل سفر کر کے بارے گھر اس یہے بینے نے کہ
”یہیں لبر بنانا چاہتے ہیں۔

”عین اس سے پہنچے کہ ہم کچھ بتا سکتے...
کی نے اجھیں ختم کر دیا۔
کیجئے؟ اس نے فرمایا۔

”اکی اپ کو اب تک بتا شیش گیا۔
”اُپ کے نزے سے ستا مانتا ہوئی:
”انیکز کامان مرزابوئے نے تھیں سانچے... پھر بڑے:
”اب آپ کو روشنی دیں۔

”کس پر تھے وہ چونک کر جوں۔

”اس دفعے پر... آخر وہ کون لوگ تھے... جنہوں نے
نکلا جان لی۔

”جلد میں کس طرح بتا سکتی ہوں:

”بزرے پاکس کچھ تصادیر ہیں.... آپ ان میں سے کسی
کی اونی کو پچانچتی ہیں.... یہ تو آپ بتا بھی سکتی ہیں۔
”ملکہ گوں نہیں.... یہ کیا شخص بات ہے:

”وہ اپنے ساتھ کچھ تصادیر لائے تھے.... وہ انھیں

”مال کے ساتھ پھیلا دیں.... وہ ان تصویروں کو کچھ

”کل رعنی رہیج، پھر بولی:

”آپ اس کے دوستوں کی تصادیر ہیں:

”مال میں کام مل نہیں گے:

”لآنہ کو بتایا نہیں گی کہ یہ غائب ہیں.... ان کا

اُب... اُب یہ بچے سوالات کر رہے ہیں۔ وہ اپنی
کوکھری ہوئی۔

ان کی حیرت کا کیا پوچھنا۔

اُب کو کہا جدا... ایک سوال سن کر اُب اچھی کوکھری
دوں ہیں۔... اس کا مطلب ہے اُب کے یہ سوال اپنی
لکھیں پوچھیں گی۔ فرمات کے بچے میں جو کی حیرت تھی۔
اُب ایک سوال بکھر سیس پوچھا گیا۔ وہاب بھی کم حیران
نہیں تھی۔

اُب کی حیرت جماری بھر میں نہیں آ رہی۔ اُنہاں بولا۔
وہ مسلمان تھے... لیکن یہ مذکور صرف وہ صرف میں
باقی ہوں تا اس نے سرگوشی کی۔

لیکن کہا... وہ اپنی پڑتے... آنکھیں حیرت سے بھیں
لکھن۔

ان وہ مسلمان تھے... لیکن خفیہ طور پر... انہوں نے
ہوا دن کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ وہ اپنی ملازمت
کرنے لگتے...
آن ناک؛ یہ کیا ہو گیا۔ انپر کامران مرتزہ کے منتر
لئے آوارہ میں نکلا۔

لیکا چو گیا تھا وہ حیران ہو کر بولی۔
یہ مسلمان اُرمنی کو ہمارے گھر میں بلکر دیا گیا۔... یہ

کوئی یہ عین حق نہ
میں اپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

میں عین جانتی... یہ وگ کہاں ہیں... کیونا۔

میں نہ
مز جیری گوم جو اتنا لما سفر کر کے ہم تک پہنچے۔ اُن

آپ کو تو بتا کر لئے ہوں گے۔ کہ کہاں جائے ہوں اور
کیوں جا رہا ہیں۔

میں انہوں نے بچے کچھ بھی شیں تایا تھا۔ اُن

کچھ بتائے بغیر غائب ہو کے تھے۔

جیری کوم کہاں ملزamt مرستے تھے۔

یہاں کے عکار خارجہ میں۔

سی وہ کسی اسم پوست پر تھے۔

بھی ہاں فریڈ خارجہ کے سیکڑی تھے۔

اوہ اُوہ حیرت نہہ رہ گئے۔

اش رجہ کے فریڈ خارجہ کا سیکڑی تو بہت زیادہ اُن کا
ہوتا ہے۔ وہ ان کے پاس کس طرح پہنچ گی تھا۔ اور کہ دن
مبارکی... پہاڑت ان کے یہ حیرت کا باعث تھی۔

سی مز جیری میانی تھے۔

اُب نے کیوں پوچھا۔ وہ جو تک کر بولی۔

یا وہ بیوگان تھے۔

دکھ تھیں بہت رہے گا۔
اللہ عزیز مظلوم رحمتا... آپ یہ کس طرح ہونے سے اور
کھٹے کھٹے:

ہمیں تو کیا آپ بھی مسلمان ہیں؟

ہاں! اس نے سر چوڑایا۔

یہ کیا آپ تو ان تک اسلام کا خدا کس صرف پہنچا:
ہم نے کھر ہیں ایک خدا ملکا تھا... وہ مسلمان تھا۔
بیں اس کی حرکات اور سکنات سے۔ میرا صلب بے... جادہ
دیکھ کر ہم بھی اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اوہ... وہ ملازم اب کہاں ہے؟

چارے مسلمان ہونے کے بعد ملازمت بھجوڑ کر چلا گیا۔

وہ کیوں؟

کر رہا تھا... میرا کام یہاں پورا ہو گیا... اب کسی دو
گھر میں اسلام کی روشنی پھیلانے کی کوشش کروں گا... تین
اس کا مش بھی ہے تھا... غیر مسلم گھروں میں ملازمت کر کے
وہاں اسلام دھل کرنا۔

تب وہ کوئی بہت عظیم انسان ہے اور بہت بڑا ہم
کر رہا ہے... اس کے کام کے بہت اپنے ننان بھی
گے... بلکہ نکل چکے... سفر بیرون گرم صرف اور صرف ای

ہے بارے پاں پہنچے گے۔ تھے کہ مسلمان بھر پکھے تھے اور انہیں
اسلام کے خلاف کسی سازش کا علم ہو گیا تھا... لیکن انہیں
وہ جیس کیوں نہ بتا سکے... کیا وہ واقعی آپ کو بھی کچھ نہیں
بنا کر سکتے تھے؟

بھل نہیں... وہ تو اپنے دستوں کو بھی کچھ نہیں بت
سکتے تھے... لیکن دوست اس بے نابہ ہو گئے کہ پوئیں انہیں
بیٹھان کرے گی۔
ہوں!... یہ سب بائیں ہمارے یہے جہاں کن ہیں؟
قدیر ہے یہے بھی... مز جزو کرم نے کہا۔
یہیں اس دفاتر دوائے پیدا نور دار دستک ہوئی... وہ
پہنچ رہے۔

کیا بات ہے — اس قدر نور سے
انک دستے کی ضرورت کبوں یہیں؟ گھری: انپکھ کامران مرزا
نے اخوت کوار انداز میں کہا۔
دوڑھ کبوں دو... باہر پویں موجود ہے۔
پویں: وہ ایک سانچہ ہوئے۔
اں پویں: باہر سے کما گیا۔

انپکھ کامران مرزا نے اُنھا کر دروازہ کھوی دیا....
اوہ ان پویں موجود تھی... لیکن اس سے آگے ذکر کبودی

کیا سلسلہ ڈسٹر جیئنی گرم ہوئی۔

نیا نہیں کیا یکرے سے...: محدث بزرگ ایسا ہے...

بُلڈ مرن یہ ہے کہ ہمیں یہاں اسی گھر میں نہ ایک
بادل نہیں... ہماری ساری گستاخانے لی گئی ہے سیاہ بک

یہ بات بنتے ... انگلیکر کامران مرزا کا اندازہ اسکل اور

بجزی کوم وزیر خارجہ کے سیگریزی مخت... لہذا اخیں کوں
نہ ردا راز معلوم ہتا... لیکن وہ آئندہ مسلمان بہنے کے
لئے تم تک پہنچانا چاہتے مخت... لہذا کسی کو بھی کچھ بتائے
گزر نہ سکے ملک میں پہنچے گے... لیکن ادھر اخیں نے ہماری
ازیں بر قدم نیکھا، ادھر اشارجہ کے ذستے دار لوگوں کو

اٹھ صدوم ہو گئی..... لہذا انھوں نے اپنے ہر کارے دوڑا
بند... بھی ہمارے ہاتھ میں موجود اپنے جاسوسوں کو خبردار کر دیا۔
لہذا دفت پر بیخ گئے اور انھیں گوت کے گھاٹ آتا

مز جری گوم کے سلکیاں کرے میں گو بننے لگیں.....

اپ نے بالکل عیاں افزاں رکایا مسٹر کامران مزرا.....ایک

روز و نیت اور اس کے چہرے پر ایک جیب سی سکرات
جتی، اسے بولیں کے ساتھ دیکھو کر انھیں حیرت کا ایک شدید
چڑکا لگا

• جاگرو کھوڑی ساحب ... آپ اور اشاجہ کی بوس کے ساتھ
انسکٹ کامران مرا نے جیران سوکر کیا۔

پھر اسیں وہ بھی کہا۔
اے، آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے مجھے ہذا پڑا
شکریہ... سیا شکریہ۔
تباہ مبتدا آپ نے جھٹپٹ ساختے میں حل کر دیا۔۔۔ جب کو

بم سے یہ کسی طرح بھی صل نہیں ہو سکتا ہے۔
عمر کو بھی نہیں آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

بب کو آپ کے والد اب تک سمجھ کرے گیں :
لیکن یہ مشکل ہے : انگلش کامران مرزا نے ہر سامان
ٹالا۔

کی مطلب آپ کی سمجھ گئے ہیں تھے
ہم سے بہت بڑی چال پل گئی ہے بہت بڑا ڈرامہ
کیا گیا ہے ذاکر سیری انشادی کا ہی آدمی ہے بلکہ
اشادی کا خاص آدمی یہی عوگ جیسی گوم کے قاتل ہے
لے ایک درست اندازہ لگایا۔ لیکن کامران مزا:

ڈاکٹر کھوڑی سکردا یا۔

امرازہ لگانے میں آپ کو دیر ہو گئی ورنہ آپ جو مسلمان سے
وہاں سول ان سے بھی نہ کرتے وصالِ ہم اسی بات پر
جیران ہوتے تاریخ سائبی حکومت جیران بھی کہ جیسی ہم کو
بھوکی گیا وہ ایک بہت بڑا زمانے کے بے ...
اپنے ملک سے اور اپنے ملک کسی عرض جا بخے ان میں
یہ تہذیفی کس عرض ہائی اور حاکم سے اپنی حکومت سے
اپنے ملک سے کس دن خدازی کرتے پڑتی گئے جمال
حیرت بڑھنی ہی بھی ہی اور ہم کچھ بھی معلوم نہ رکھے
لہذا آپ بولکوں کے ذریعے بھی اس کام کو کرنے کا پیدا
شناختی اور سی حیرت ہے کہ آپ بولکوں کے ذریعے
معلم کس قدر سائی سے میں بوجیا نہ ڈاکٹر بھروسی نے خوش
ہو کر کہا۔

اب سفر جیسی گھم کا بیگ باہل سنید پڑھا خا
ڈاکٹر بھروسی نے اس کی طرف دیکھا اور بولا :
”اور آپ کو سرکاری مہان خانے میں رہنا پڑے گا۔
وہ کیوں جتاب انہوں نے کیا جرم کیا ہے
”ہمارے ملک میں یہ بہت بڑا جرم ہے انہوں ا
پہلی ذرمت میں حکومت کو یہ اعلان دینا چاہیے کیا کہ
کافی نادین مسلمان ہو گیا ہے ، لہذا اس ہمیں عمدہ ہے یہ بہا

لے
کویا آپ اہم ہمدردی پر کسی مسلمان کو برداشت نہیں
کرے ۔

اگر کوئی نہیں ہم اتنے بے وقوف نہیں ہیں یہ یہ دو قصیں
آپ کی حکومت کرتی ہے ۔

لہذا اپنکے کاموں مرا نے من بنایا ۔

..... خلا یہ کہ اہم ہمدردی پر جا بھیں سک کہ غازیوں دے رکھی
لیں جب کہ وہ ملک کی جزویں کاشنے کے اس قدر باہر ہیں
اہم بھی نہیں ہو سکتے فوج میں بھی انھیں ہمدردے دے رکھے
یا اب تو یہاں پر کوئی آپ کے ملک کی فوج میں عمدہ
لے ہوتے ہیں اور بھی ملک دشمنوں وغ فوج میں شامل ہیں ..

لے اب دو قصیں ہمارے ان نہیں ہوتی !

میں اس وقت باہر نہ برداشت ہیں پل کی آوازی سائی دی
”جگا گئے اور دروازے کی طرف مرٹے ۔

کامن مرا و فیرو بیٹھے رہے..... جیری گوم کی زیوی نے بھی
لئی گوشش نہیں کی۔

عزم ہو گی..... جیری گوم تے خداری کیوں کی..... پسے ہم
لئے رہے کہ بہت زیادہ دوست کا دین دے کر انھیں غریب
داشک لی گئی ہو گی..... یعنی جہا سے پاس، اس بات کا
ت نہیں تھا..... لیکن صادر تو اس کے باہم بچکس نکلا۔
اب ہماری ساری حیرت دور ہو گئی ہے.....
لیکن جواب: ہماری حیرت کا بھی تو کچھ کریں۔ آفتاب نے
پاس اٹھا دیا۔

لیا مطلب؟ وزیر خارجہ نے اُسے گھوڑا۔
مطلب یہ کہ بھی بھی تو بتا دیا جائے کہ سفر جیری گوم
بھی کیتا، چاہتے تھے:
یہ راز اُختر بتانے والا ہوتا تو بھیں جیری گوم پر حیرت
بھی ہوتی ہے۔
اپنے غیر..... اپ کی مرضی..... پسے ابا جان..... اب ہم
بھی اُن کر سکیا کریں گے..... ہمارا کیا کام رہ گیا ہے اب

پان ت

نہیں.... قم لوگ نہیں جا سکتے.....
لیکن جواب: ہم نے کیا جرم کیا ہے۔

پلورا موا

وزیر خارجہ تشریف لائے ہیں: کسی نے مجرمان ہرجنی آزاد میں
کی.....

وہ تو ہنا ہی عنی انھیں اس جگہ ہونے والی کھنڈ
ان کے دفتر میں بھی سنی جا رہی تھی سب استلام پسے ہی
کر دیا گیا تھا..... آپ لوگ مسوی خیں سکتے اس راز کو
حل کرنے کے لیے ہماری حکومت کسی قدر لے چکی تھی
ہماری تو راؤں کی نیمندیں الائی ہوئی تھیں اُختر یہ پردوگرام بنایا
گی اور ہم کامیاب ہو گئے۔ ذاکر کبودی نے جلدی بدی
کہا۔

اور پھر یک باعث سا آدمی نے قہ دانا اند دلی جو
قاکڑ کبودی اور پوس دائے پسے ہی اُختر کر کھڑے ہو چکے تھے۔

بخارے نک میں کاغذات کے بیرونی خل ہرنے کا جم: ان لالگ گئی تھی کہ دہان کیا ہو رہا ہے۔ اور پھر انھیں ایک بوسیں اشیش لایا گیا.... وزیر خارجہ نے سکرا کر کہا:

ویچھے جانب.... ہیں ڈاکٹر کبودی لائے ہیں... آپ الہ اخنتھے.... جسی گوم کی بیوی کو اُس طکا دو.... اور ان لوگوں کو بھی... سے پوچھیں:

کون صدورت نہیں.... اور بیکم گوم کو بھی گرفتار کر لیا جائے... وزیر خارجہ نے سخت بھے میں کہا۔

فرزا ہی اس کے باختوں میں بھکڑیاں نظر آئیں.... میکن الاقاظ کے چیزے پر ذرا بھی پریشانی نظر نہیں، ہی تھی۔ ان کے باختوں میں بھی بھکڑیاں پہنے دی گئیں۔

- مرد اکبری.... آپ نے اچھا نہیں کیا... اب ہم آپ کا بنا کر اسلئے.... وہ بھی اپنے سامنے... یاد کیے اس کا نہیں چھوڑیں گے:

چھوڑ دیں گے تو اس وقت نہیں جب ہم تمہیں چھوڑیں گے، میر کبودی ہنسا۔

اگر یہ بات ہے تو پھر بتا دیں کہ جسی گوم کیا بتا دیا تھا:

یہ راز تو ڈاکٹر کبودی سے لوگوں کو بھی معلوم نہیں۔ اس نے طنزہ انداز میں کہا۔

اور پھر انہیں گھستیے جوئے باہر لایا گی.... اس وقت تک باہر بے پناہ ہجوم بجھ ہو چکا تھا.... شاید لوگوں کو!

اُن کی پشاں اب اور زور شور سے شروع ہو گئی.....
وزیر وزیر خا جہ کم از کم آپ اسی حورت پر تو جم
ای کی حورت ذات کو اس طرح پہنانا شرافت ہے:

اُن حورت نے ہمیں بہت تنگ کیا ہے جانے ہمیں
لئے ہو چکے ہیں پڑھے ہیں : اس نے عزا کر کما۔

اور پھر اس وقت تک انھیں مارا جائے رہا جب
کہ کہ دے بے ہوش نہ ہو گئے ہوش کیا تو وہ ایک
انگیں ایسا لٹکا دیا گیا اور پھر ان کی مرست شرمن
ہوئی قندروں ، نسبخروں وغیرہ سے مسلن انھیں مارا پیا اپد
یہاں تک ان کے جسم نو ہمان ہو گئے جیری گوم کی بوجہ
کا نکال بھی ان سے مختلف نہیں تھا ، اس کا جسم بھی نو اسہ
ہو چکا تھا :

ہمیں انھوں ہے یہ سب جاری وجہ سے مجاہد
نسیں : اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں : وہ مکرانی زنجی
اویس پر مسترا بہت بھی بیب سی بھی ۔

ان کی عذری دیکھو مریم بنتی کے بغیر یہاں لا ڈالا
ابیں اس وزیر کے پیچے سے بیٹھوں گاہ :

بم جعلہ یہاں کر سکیں گے : جیری گوم کی بوجی بولی ۔

اس آپ دھیتی جائیں ارے ہاں ہم نے اب
ل آپ کا نام نہیں پوچھا ۔

میں تو انشا رج کے صدر کو بھی دھیل دینے کی جذبات لکھا
اپنے دین اور ملک کے خلاف میں کوئی بات برداشت نہیں
کرتا

بہت بعد برداشت کرنے ملے گے تم ایسی بلگہ پڑھ پکے
ہو جہاں سے مرگر بھی بخات ملے گی :

میں تو یہاں سے ابھی اور اسی وقت سکھ سکتا تھا
بوجہ کی وجہ سے غیور ہوں
انھیں ایسا لٹکا دیا گیا اور پھر ان کی مرست شرمن
ہوئی قندروں ، نسبخروں وغیرہ سے مسلن انھیں مارا پیا اپد
یہاں تک ان کے جسم نو ہمان ہو گئے جیری گوم کی بوجہ
کا نکال بھی ان سے مختلف نہیں تھا ، اس کا جسم بھی نو اسہ
ہو چکا تھا :

کیوں ؟ اب مزاج کیسے ہیں ؟

اللہ کا شکر ہے : انھوں نے مکرا کے کہا ۔

بہت خوب ؟ آپ کو یہ ہمت اور طاقت ضرور ایہاں کی
روشنی سے ملی ہے : انپکڑ کامران مرزا بوجے ۔

باکمل ہی بات ہے :-

ارے ؟ ان میں تو اب تک پاپس کرنے کی ہمت ہو گئی
مارتے کیوں نہیں ؟ وزیر خا جہ نے چلتا کر کما ۔

اپنے... چاپی... میرے پاس نہیں... انپکٹر صاحب کے
ان بے:

اُز پھر بلاؤ اپنے انپکٹر کو... درنے میں تمہارا گلا تو
خوب ہی دوں گا...;

میں نہیں... نہیں... میں جاتا ہوں افسوس:۔
اس نے زور زور سے چنان شروع کر دیا... آخر اس

لہلاتی اس کے پاس بنت ہو گئے۔

سر... میری گردن پھراؤ کسی طرح: اس نے چیخ کر
کار

ایک ہی طریقہ ہے:

اور وہ کیا: وہ جلدی سے بولا۔

اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں:

الے کیا اس وقت کاڑے گے... جب میری جان نکل جائے
گی: وہ غرتا یا۔

ایک منٹ مختبرو... توارے کر آتا ہوں: اس کے ساتھ
لکھا اور اذر کی طرف دوڑ گیا۔

انپکٹر کامران مرزا نے فوراً اس کا ایک بازو پکڑا یا،
کوئی دھنی بس رہیں... بے دوقوف.... اب بتاؤ

کہاں سے:

اب تو مجھے اپنا اسلام نہ بنانا پڑے گا... جیسی
اپنا نام ایس رکھا تھا اور میرا عارف نے

میں اب اپنا کام شروع کرنے لگا ہوں:۔
یہ کوئی انخوں نے ایک بہت تیز ہیجھ ماری... لیکن

کسی نے ان کی ہیجھ کی طرف توجہ نہ دی

ٹائمبیریوگ جانتے ہیں کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں:۔
مکرے۔

یا پھر ان پر ہماری چیز کا کوئی اثر ہی نہیں ہوا:۔
اب ان سب نے چیخنا شروع کیا... آخر لیکہ ہے

وار کو ان کی کوئی سماں کا نہیں ہی پڑا۔

کیا ہے... کیوں کان کھانے پڑتے ہوئے

ادھر دھیکھو... کوئی خودی میں کیا ہے: انپکٹر کامران مرزا نے
تیز آواز میں کہا۔

کیا ہے: اس نے جیان ہو کر کہا اور سلاخوں سے ا

لگا... یعنی وہ نہ ملتا... جب اس کی گردن ان کے ہاتھ
میں آگئی۔

کوئی خودی میں رہیں... بے دوقوف.... اب بتاؤ

کہاں سے:

و اب کٹواڑ میرے ہاتھ :

وارے ارے یہ کیا :

میں نے کہا تھا انپریز کو بڑا لو ، اور تم تلوار منگانے

میں لگ گئے ... اب تلوار مختارے کس کام آئے گی ہے :

تلوار اب بھی کام آتے گی : اس نے ہنس کر کہا

وہ کیسے :

تلوار کے ذریعے مختارے جسم کو چھیر دیا جائے گا :

چو ، تم یہ تجربہ بھی کرو ...

ایسی وقت اس کے ساتھ تلوارے آئے ... پھر

صورت حال کو پہلا ہو پا کر چکرا گئے۔

ارے یہ کیا اس کی گرفت تو پھرست پھی ہے :

ہاں ! اب میرے ہاتھ اس کے قابو میں ہیں ... تم تلوار

اس کے سینے میں آہار دو :

بہت خوب ! ابھی ہو :

اگر تلوار اس کے سینے میں اڑ گئی تو میں فہمے دار

نہیں ہوں گا : انپریز کامران مرزا نے چلا کر کہا۔

کہے بڑھ بڑھ کر باہمیں بنا دیا ہے ... میرے ہاتھ چھوٹ

باہمی ، پھر تباہی گئے ان سب کو : اس نے کہا۔

یہ کیا مشکل ہے ...

و کہ تلوار دے نے تلوار سلاخی میں سے دھک کر کے
بلا ان کے سینے کی طرف بڑھا دی وہ فرما پہنچ بیٹھ گئے
واڑا ہی اس پرے دار کے مذے سے پہنچ نکل گئی جس کے
ذرا ان کے قابو میں تھے۔

لیکا پہنچا :

میرے ہاتھ قابو گئے ہیں شاید :

اونچ تھا رہا جو اندھا آئی آفتاب نے اپنا جوتا
لذا تلوار پر مارا تلوار اس کے ہاتھ سے نکل گئی اور اندھ کی
لent گئی آفتاب نے فوراً تلوار آٹھا لی۔

ایسا فیال ہے اب مختارے بازو کاٹ بھی دیں

لک تو پکے ہی ہی ہیں :

نہیں نہیں : وہ مارے خوف کے چلدا

تو پھر اب بھی انپریز کو بیانے ہیں یا نہیں ؟

تم ... میرا خیال ہے انپریز صاحب کو بلانا ہی ہوئے

اے : ایک نے کہا۔

ارے تو بلدی کرد میری جان نکلی جا رہی ہے :

اور پھر انپریز صاحب دہاں تشریف لائے منظر دیکھ

اڑاں کی آنکھیں حیرت اور سختے سے پھیل گئیں۔

ایہ کیا بدتریزی ہے ... پھر وہ اس کے ہاتھ :

ایہ کیا بدتریزی ہے ... پھر وہ اس کے ہاتھ :

ہم وہ نہیں جو باتھے پکڑ کر چھوڑ دیں..... اب تو دروانہ کھکھا
تو باتھے چھوڑیں گے:

• میں تم لوگوں کو شوت کر سکت ہوں :

• چوتھم یہ بھی کر کے دیکھو تو انپکڑ کامران مرزا نے کہا۔
اس نے طیش میں آگر پسول نکالیا:

• آصف اگر یہ ڈیکھ دیجئے تو تم یہ تکرار اس پر خیز کرنے
کا طرح پینٹک مارنا..... تاکہ ان لوگوں کو بھی ہمارے لشائے کی
داد دیں گے کا موقع مل گیا۔

• کیا مطلب ہے انپکڑ نے چونک کر کہا۔

• تم لوگوں کے پاس اپنے اس ساتھی کی جان بچانے کا اس
ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اس حوالات کا دردناک
دو..... دوسرا کوئی طریقہ نہیں اور تم نے ڈیکھ دیجئے کہ
کوشش کی اور یہ تکرارے تھمارے جنم کے پار ہو گی،
اگر یقین نہیں تو سمجھو کر کے دیکھو تو:

• تم لوگوں کے پارے میں بھی سخت ترین ہمایات میں
ہوئی ہیں ہم تھمارے ساتھ کچھ بھاگ، سلوک کلا میں
ہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔ یہ سن تو:

• ابھی بات ہے سن یہتے ہیں تا آفتاب نے خوشی
کر کہا۔

• حد ہو گئی سن پکھے ہو اور کہ رہے ہو، سن یہتے
بیں ن آصف نے اسے لکھوا۔

• آپس میں نہ رہو یہ وقت جنون سے رہنے کا
ہے وہن جی دہ جنون نے ہمیں لارما کر ادھو موا
کر دیا ہے اور اب ہم ہے میں لارما کر انھیں پورا موا
پتا دینا پسند کریں گے : فرمت نے جھلاتے ہوئے انداز
ہیں کہا۔

• پورا موا بھی وہ یہ پا لفڑ سخنے میں آیا :

آفتاب نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

• چلو ہیا تو سی میں تو پریشان عطا تو آٹ کہ سخنے
ہیں ہیں نہیں آرہا ن آصف بولا۔

• یہ لوگ ہمارا وقت برپا کر رہے ہیں سر ز اس نے کہا
جی کے بازو انپکڑ کامران مرزا کے قبضے میں تھے۔

• مل : میں فائز کرنے لگا ہوں :

• آصف تیار خود رکوی سے زیادہ تیز ثابت ہوتا
ہے اپنے خود کریں :

انپکڑ نے غصتے میں ہر کر فزار ہی اور آصف نے

کواد توں لی پھر اس سے پیٹے کر ڈیکھ دیا دیتا خود
اپ کے ہاتھ سے نکل گئی وہ سیدھی انپکڑ کے

بینے میں بھی.... اس کے منہ سے دل دوز بیج نکل گئی.....
پتوں ہاتھ سے نکل گیا اور وہ پیٹ کے پاس سے تھوڑا کو
دوں ہاتھوں میں دبائے گئا جلا گیا.... وہ کر کے بل گرا۔
اور تڑپنے لگا۔

اس کے باقی ساعتی کتے میں آگئے.... پتوں میں ساری
کے پاس گرا ہتا، فرحت نے فرش پر گر کر اسے آجھے
میں دیر نہ لکھان۔

خبردار.... ہاتھ اور اعضا دو.... اور چانپ نکال کر تالا کھول
دو.... ورنہ کسی کو نہیں پھوڑوں گا.... ہم پر اس وقت وہ
سوار ہے.... ایک کو مار چکے ہیں.... باقیوں کو مارنے سے
ہمارے جرم میں کوئی اضافہ نہیں ہو جائے گا: انپکڑ کامران
مرزا نے سرد آواز میں کہا۔

ان کی آواز نے ان میں عقر خدا ہست دوڑا دی۔.... ان میں
سے ایک نے عقر خدا کا نیچہ ہاتھوں سے جیب سے چانپ نکال
لی اور تالا کھول دیا.... دروازہ کھول کر وہ باہر نکل آئے۔
ان سب کو باندھ کر حوالات میں..... ٹوٹ دیا گیا... ایک
بیس سویں میں باہر بھی کچھ لوگ موجود تھے... لیکن یہ کہہ ایسا
ٹرت ہتا اور باہر والوں کو ابھی کچھ معلوم نہیں تھا... جیکن
دھیروں کی آوازیں وہ ان کی خیال کرتے رہے تھے۔ بد

لہ از جمیں گونجتی رہی تھیں۔

انپکڑ کامران مرزا پتوں ہاتھ میں بے دفتر میں داخل ہو
تھا... وہاں کوئی نہیں تھا... اصل نے گستاخی بھائی... فردا
کی ایک گن میں اندر ہائل ہوا... اُس نے اس پر چھاپ
کیا اور اس کی رائفل چینتے ہوئے اس سے دور ہٹ گیا۔
ہاتھ اور اعضا دو:

بوشن اس کے ہاتھ اور اعضا.... رائفل کا بٹ اس
لے سر پر لگا.... وہ تیورا کر گرا۔

اسی طرح باری باری دس آدمی ڈھیر ہو گئے.... وہ
یہ سب کو حوالات میں لے آئے.... اب باہر کوئی نہیں رہا
تھا....

ان لوگوں کی مرمت بھی ضروری ہے.... بہت نکلے رکھے
ایک ہٹوں نے: انپکڑ کامران مرزا نے کہا.... وہ خوش ہم کے
بے نے ایک ایک ڈنڈا پکڑا یا.... لیکن جیزی گوم کی بجھ
لے اذہ باتھ میں شس یا.... اس کے چہرے پر خوف تھا۔

یہیں جلد از جلد بیان سے نکل جانا پڑا ہے:

بھرا نے کی ضرورت نہیں.... اب یہ وہ یہیں نہیں کہڑ
لے.... ہم ایخیں تکنی کا نایق پنجا دیں گے: انپکڑ کامران
کا لے لما اور پھر ان پر ڈنڈا تڑ ڈنڈا سے بر سے لگے....

وہ لگے چنتے چلانے۔
من نہیں ؟ رہا تباہ جان.... انھیں بھی بیٹھے لکھے ہوئے ہنا
کافر کا دیئے بغیر کیے جا سکتے ہیں.... جس نے اپ کو ان
چاہیے ۔

ہاں ہیکن ہمارے پاس وقت نہیں ہے.... مذہ اسی طرح گواہ
ٹانہ کا پکڑ کامران مرزا نے ملبدی ملبدی کہا
اٹا تو اپ کو گون کو بھی لٹکایا گیا۔

ہم اپنی ذات کے لیے استقامت یعنی کے خادی نہیں
ہیں.... اگر صرف ہمیں ان لٹکایا گیا ہوتا اور وہ لوگ اپ
کے ساتھ یہ سوک نہ کرتے کہ ہم اس وقت ان کی
عادات نہ کرنے.... صرف حوالات میں بند کر کے من بند
اکے آ جاتے.... اور نہ فرزیہ خارجہ کو کچھ لکتے ہیں۔
ہیکن وزیر خارجہ تک پہنچا اسان کام نہیں۔ جبکی گوم
کافر کے لئے کہا۔

بذرخا نہیں.... بھی جی ہو.... ہم پہنچنیں کے ضرور اس
اپ کو راستے معلوم ہیں۔
نہ نہیں.... میں سیدھی سادھی عورت ہوں.... کھرے ہوں
مکن بھی نہیں جانتی۔

”اجھی بات ہے.... رات ہونے تک ہم شہر سے بہر
مکن میں پھیپھی رہیں گے.... رات کو شہر میں داخل ہوں گے۔
وہ معلوم کرتا ہے کہ جیسی گوم بھیں کیا بتانا چاہئے
۔ یہیں شہر میں داخل ہونے کی اب کیا ضرورت... مگر اس
لئے ۔ اور یہ بات ہمیں صرف وزیر خارجہ ہی ہے۔

جس قدر جلد ہو گئے.... بیان سے مکن جانا چاہیے۔
”مکن جانا اتنا اسان کام نہیں ہو گا.... ابھی سایہ

ان کے منے سے ایک ساتھ نکلا : اسی وقت
انھیں جیپ کو یک دم بریک ٹکانا پڑے۔

کالا گنوں

انھوں نے چینک کر سائنس دی�ا..... آگے سریک کی ناک نہیں
کر دی گئی تھی..... ایک پیس دواں انھیں رُکنے کا اشارہ
کرو چکا۔

"جیرت ہے..... اس قدر جلد جو رے فزار کی جنگ شہر میں نظر
کر دی گئی - آصفت بولا۔

"ہو سکتا ہے..... یہ چینک کسی اور سلے میں ہونا۔ انکے
امن مرزا بوے

ان کی جیپ پاپیس داے کے پاس آگر رک گئی
عنان نے دی�ا..... باہمیں طوف پویس کی چند گاڑیاں کھوئی تھیں۔
لہ پویس آفیر ایک گاڑی کے باہر کھڑا ھا :

پیچے اتر آؤ : ان سے کہا گیا۔

کس یے انکے کامن مرزا نے من پنا کر کیا۔

تکاٹھی ہو رہی ہے۔ آپ دو گون کو بھی چیک کیا جائے گا:
کیا.... دیکھ نہیں رہے..... ہم خود پولیس داسے ہیں:
کچھ بھرم پولیس کے دہلوں میں ذار ہجئے ہیں.... خیال ہے
اس تاکے سے فرار ہونا آسان نہیں... سرک پر جو وہ کامن
لنز آ رہا ہے.... وہ بہت مضبوط ہے.... اور اس وقت تک
اوپر نہیں آئے گا جب تک کہ ہم اشارہ نہ کروں:
 تو پھر رون اشارہ: افتاب نے رنجاست کی۔
یہ پڑھنے ہوا ۔

ایک کامران مرزا نے ایک نظر چاروں طرف ڈال۔
فرار دافعی بہت بی شکن تھا.... لہذا وہ یہ پڑھنے آئے۔
جیپ کو یہیں چھوڑ کر سامنے والے کمرے ہیں یہیں
کر داں سے آپ کو فارس کر دیا گی تو آپ نیبے
ہائیکر گئے۔

اوکے: وہ بوئے اور ہم سے کی طرف بڑھ گئے۔
کمرے میں کچھ اور گون کی بھی چیک بھوپالی گئی
جس کی چیکنگ ہو جاتی.... اس کے پاس پر ایک ہم نگاہ
جان عقلي اور وہ درسرے دروازے سے تکل جاتا تھا....
ازر ان کی بھی باری آئی.... چیک کرنے والے فوراً ہی اپنا
پڑھنے۔

تم لوگ ڈھنہ اور ڈھنہ دو.... وہ تم ہی ہو... جن
کی ہمیں تلاش ہے
کیچے پتا چلی:

اور پر دیکھیے.... ایک سکریں بھی ہے.... اس میں تم
لوگ بالکل صاف نظر ہی رہی ہے.... یعنی اصل چہروں کے
ساختے۔

ہم نے دراصل پرے میک آپ نہیں کیے تھے.... جلدی
میں ریڈی میڈیک آپ پتے تھے:

اگر تم اصل میک آپ بھی کر رہتے تو بھی اس کاں
میں تھارے اصل چرے ہی نظر آتے اور پھر تم اس غلطیوں
کا کیا کرتے.... ہم جانتے ہیں جیری گور کی بیوہ بھی تم لوگوں
کے ساختے ہے۔

بہت آپ کو معلوم ہی ہے تو پھر ہم بھی کی کریں گے
فرار ہو کر.... چھپے کہاں چلا ہے: اپنکر کامران مرزا نے
بے چارگی کے عالم میں کہا۔

انھیں ایک بڑی گاڑی میں سوار کیا گیا.... جلد ہی
انھیں وزیر خارجہ کے سامنے پہنچ کیا گیا۔ وہ انھیں دیکھ کر
لنزیہ انداز میں منکرا۔

فرار ہوئے تھے اور بھر تک پہنچنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اُپ ہیں ایک بات تو بتا سکتے ہیں نہ اُن پکڑ کامران مرزا
خواستے۔

اُور وہ کیا تھا :
اُپ کو یہ بات معلوم تو ہے نا... کہ جیری گوم ہیں
ایسا ہانا چاہتا تھا :

بجھے معلوم نہ ہوگی.... میں اس لمحہ کا وزیر خارجہ
ہوں :

بس شیک ہے.... اب آپ سے معلوم کرنا ہمارا کام
ہے : آفتاب نے فدا کیا۔

کیا پڑی اور کیا پڑی کا شوبیاں اس نے جھوٹ کر کیا
و انہیں سے جانے کا اشارہ کیا....

فیکار رہے.... اگر یہ کالا کنوں سے بھی فرار ہو گئے
آنکام نکلاں کی خیر نہیں تھے :

او کے سر یہ فرار نہیں ہو سکیں گے :
ہم ہیں کہتے ہیں.... ہم فرار ہو جائیں گے.... اور

وزیر خارجہ صاحب تک بیٹھ جائیں گے :
دیکھا جائے گا :

انہیں اسی گاڑی میں جھایا گیا.... اس مرتبہ ایک گھنٹہ
کل سفر جاری رہا.... پھر آخر گاڑی رکی.... انہوں نے دیکھا

وہ بیٹھ گئے.... کہہ اب کیا کرتا ہے :

آپ نے پاس آئے کا ارادہ صرف اس یہے تھا کہ آپ
سے پوچھ سکیں، جیری گوم ہیں کیا بتانا چاہتا تھا :

یہ بتانا ہتنا تو جیری گوم کو قسم کرنے کی یہ صورت
حقیقی :

ہم آپ سے پوچھ کر رہیں گے :

اچھا ! یہ بات بھی ہے : اس نے چوک کر کیا :

ہاں بالکل :

ایک بار پیس ایشیان سے فرار ہو جائے کا مطلب یہ
نہیں کہ تم ہر بار فرار ہو جاؤ گے :

اور ہمیں ایک بار پچھڑیتے ہاں یہ مطلب نہیں کہ
جاہے فرار کی صورت میں آپ پھر نہیں پچھڑیں گے بلکہ
کامران مرزا نے مکرا کر کیا :

اچھی بات ہے.... انہیں کامے کنوں میں قید کر دے
وزیر خارجہ نے عزا کر کیا :

کامے کنوں میں قید کر دو... یا سفید کنوں میں میں
ہم دہان سے نکل کر آپ تک صرور پہنچیں گے اور آپ

سے پوچھیں گے کہ جیری گوم ہیں کیا بتانا چاہتا ہے :
تم مجھ سے یہ بات ہرگز ہرگز معلوم نہیں کر سکو گے :

ایک پہاڑی ہے پھر کی بنی ایک عمارت تھی.... اس کے
چاروں طرف عڑی کا پورہ تھا۔ پھرے دار پہاڑ کے نیچے
 موجود تھے.... گوپا اس عمارت سے باہر آنے والا ان کی
 نظروں سے پچھے نہیں سکتا تھا۔ وہ فردا سے شانے پر
 لے لئے تھے.... باہر نکلنے والے کے بیٹے اوت ہے کہ
 راستے میں کوئی چیز نہیں تھی.... نہ کوئی پتھر.... نہ دشت۔
 یہ تمہیں کہاں لے آتے ہوں.... ہمیں تو کافی کہلیں
 میں لے جانے کا حکم جوا چنا:

بھی کہاں کھواؤ ہے:

وہ تو صرف کالی پہاڑی کا جا ستا ہے:

تم کچھ بھی کر سکتے ہو.... یہ صرف کالا کھاؤ ہے:

ہو گا.... ہمیں کیا:

اب تھیں باقی زندگی یہاں گذاشتا ہے:

تو وزیر خارجہ نے ہمیں مارڈاں کیوں پسند نہیں
کیا:

چیخ کی وجہ سے.... اب دیکھا ہے کہ تم بگ ادھر
تک پہنچ سکتے ہو یا نہیں:

اپنی بات ہے.... اب ہذا کہاں دیکھنا:

وہ تو اندر جانے کے بعد دھرا کا دھر رہ جائے گا۔

لانتے ہے جلد اردو میں کہا۔

اے! تھیں تو اردو بھی آتی ہے:

یہاں میں کئی زبانیں جانتا ہوں۔ کیوں کہ یہاں پر
لکھ کے خذلانگ قیدی لائے جاتے ہیں۔ لہذا ان کے
لئے جانے والے بھی کوئی ہوتا چاہیے۔ لہذا مجھے تو یہ
اہم زبانیں جاننے کی بیناد پر ہی ملی ہیں:
ہریں.... خیر.... یہ جان کی خوشی ہوئی کہ یہاں کوئی اردو
لئے والہ بھی ہے۔

اب تم وگ اوپر چوڑے

وہ اپنی عمارت کے اندر تک لے آیا۔ پھر کے
بھنے بھوٹے کمرے تھے.... دروازے وہی کے تھے.... وہ
کل سلاخوں والے نہیں.... ہر دروازے میں ایک شخا سانلا
دھاگا گا تھا۔ اسے بھی بند کیا جا سکتا تھا۔ میں
اونٹ میں پہنچے ہیں قیدی موجود تھے.... اپنیں پوچھنے کرے
کہ بند کر دیا گیا۔ تالا سکانے کے بعد اس نگران نے پھٹے
تھے کو کھول کر کہا:

اب تم یہاں سے فرار ہو کر دکھاؤ:

اپنی بات ہے: انھوں نے پر سکون آواز میں کہا۔
کوڑا ش بند ہو گیا۔ انھوں نے کوٹھڑی کا جائزہ یا۔

دکان کوئی سامان نہیں تھا..... فرش بھی کھردہ تھا.... گویا بھیں
راتیں اس کھر در سے فرش پر بیٹ کر بسر کرنا تھیں... لیکن
جیسی گرم کی بیوی کا خیال آ گیا.... وہ بہت سمجھی ہو گئی۔ زاپ لوگوں کو لایا نہیں جاسکتا تھا:
ہمیں انہوں ہے.... ہماری وجہ سے آپ بھی اس بیعت میں پہنچن گئیں:

اب..... کیا ہو گا... یہاں سے نکلا تو واقعی نہیں
ہے:

ایسی بات نہیں.... اگر ناہمکن ہوتا تو ہم یہاں تک پہنچ
نہ آتے: انپکڑ کامران مرزا بولے۔

مگر مطلب ہے.... اس نے چونک کر کیا... پھر بولی۔

آپ یہاں نہ آنا چاہتے تو کیسے نہ آتے.... آپ کا
کر رہتے.... اتنے لوگوں کے درمیان:

ہم دہائل آپ کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکے... وہ ہم
یہاں نہ آتے: وہ بولے۔

گویا آپ اپنی مرخی سے یہاں آتے ہیں... ان کی مدد
سے نہیں:

ہاں ہی بات ہے اور ہم صرف آپ کی حاضر آتے ہیں:
جب تو میں آپ کے راستے میں ~~لڑکا~~ ثابت ہوئے:
اس نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

ایسی بات نہیں... ہم ایسا خیال نہیں کرتے: ۰
لیکن آپ نے یہ کیسے کہا کہ اگر آپ آماز چاہتے
بھی گرم کی بیوی کا خیال آ گیا.... وہ بہت سمجھی ہو گئی۔
ہمیں انہوں ہے.... ہماری وجہ سے آپ بھی اس بیعت
میں پہنچن گئیں:

آپ..... کیا ہو گا... یہاں سے نکلا تو واقعی نہیں
ہے:

اس میں شک نہیں.... یہ بہت مضبوط قید نہاد ہے...
اگر فرار کا کوئی راستہ بھی نہیں.... لیکن ہم بھی اور
نہ کے لوگ ہیں.... جو تم پیشے لوگوں کے لیے واقعی
ہاں سے فرار ہو جانا قریب قریب ناہمکن ہوتا ہو گا...
لیکن ہمارے لیے نہیں:

آپ کی بات ہے اور ہم صرف آپ کی حاضر آتے ہیں:
اہا! تھیک ہے.... آپ مخدود حیران ہوں... حیران
اکلے پر یہاں کوئی پابندی نہیں... آپ بے نے کہا۔

ایں تو کیا۔ آپ لوگ اندر دیکھ کرے ہیں ... بہتے

ہے: امانت نے حیران ہو کر کہا۔

ابھی آپ نے دیکھ لی کیا ہے: فرحت نے مزید: انہیں لوگوں کو دیکھ سے

بیٹھے

ابھی ان حضرت کو باقی کرنے کا موقع ملا ہی کب ہے۔

ارے بات پرے...: ان کے مت سے نکلا۔

جب یہ باقی کریں گے تو آپ کافون کو بخوبی کل غل

آپ بہت مزے کی باقی کرتے ہیں:

ابھی آپ نے دیکھ لی کیا ہے: فرحت نے مزید: انہیں لوگوں کو دیکھ سے

کیا مطلب ہے جو نکلے۔

ابھی ان حضرت کو باقی کرنے کا موقع ملا ہی کب ہے۔

جب یہ باقی کریں گے تو آپ کافون کو بخوبی کل غل

ایں گی: امانت نے صدی جلدی کہا۔

یہ بات میری بھجوں میں سین آئی:

آپ اپنے ذہن کو نہ الحباہیں....: اوت پنجم اپنے دروازے سے میں بھوٹا سا

کرنے کے ماہر ہیں۔

اس وقت دروازے پر دستک دی گئی:

ارے یہاں کون ملنے آگی: آفتاب نے حیران ہو کر

کہا۔

دروازہ کھول جا رہا ہے...: کھانا اندر رکھنا ہے۔

تم لوگ دروازے سے بہت جاؤ.... اور سامنے والے

دیوار سے جا لگو:

ابھی نہت ہے۔ انپکڑ کامران حمزہ ہے.... لیکن

وہ کھڑے اپنی جگہ رہے۔

تم لوگ ابھی تک ہٹے نہیں....: جب تک دروازے

نہیں جا سکو گے.... دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔

اب معلوم ہوا.... وہ یہاں سے انہ کا مستخر دیکھ رہا

ہما ہتا۔

.....
حکا

۱۰ اب تو آپ نے محسوس کریا ہو گا کہ بیان سے فرار ہوا
قہیں ناچکن ہے۔ جیری گھم کی بیوہ نے کہا۔
بھی نہیں... ابھی تک ہم نے یہ بات محسوس نہیں کی۔
آفتاب نے من بنایا۔

ایک گھنٹے بعد پھر آواز سنائی دی
دیوار سے جا بکری.... برق دروازے کے ساتھ گاہ
ہم برتن اٹھانے کے لیے دروازہ کھوں رہے ہیں۔
” دن میں کتنی بار یہ کام کرنا پڑے گا : انپکڑ کامران
مرزا نے ناخوش گوار بھے میں کہا۔
” کون سا کام : باہر سے ہنس کر کہا گیا۔

” دیوار سے گھنٹے والا ”
” بھج اور پھر اور رات.... یعنی دن میں قین پارہ
اور پیشاب پاخانہ کرنے کا کیا استھام ہے : وہ دلے۔
” دیلش طرف نیشن ہے۔ شاید تم نے اب تک اس
طرف توجہ نہیں دی : باہر سے کہا گیا۔

انھوں نے اس طرف دیکھا.... واقعی وہاں لیجن
دروازہ موجود تھا.... اسے کھوں کر دیکھا.... تو وہاں لیجن
موجود تھی... اسی وقت دروازہ کھلا اور ٹرے باہر کیجئے لے

انھوں نے نیشن کا جائز یا... اس میں ایک
بازہ دوسری طرف بھی تھا... گویا دوسری کوٹھری کے
بڑی بھی اسی نیشن کو کام میں لاتے تھے۔
اس کا مطلب یہ ... ہم اس کوٹھری کے قیدیوں سے
لائکتے تھے : انپکڑ کامران مرزا بولے۔
” تو میں یہ نہیں ہیں... اس یہے کہ خوب گزرے گی جو
لائیں گے دیوانے دو۔ ”
انپکڑ کامران مرزا نے اس دروازے پر دلک دی۔
” دلک کی شکل دکھائی دی۔ ”
” میں بات ہے... نہیں آتے ہو نہیں ”

” ہاں ! ابھی آتے ہیں... ہم نے سوچا، اپنے پڑوسین
تے لامات کریں یہ
” پڑوسی... دادا... یہ بھی نیک ہے... آڈ بھی... ”
” اپنے پڑوسین سے میں : اس نے طنزیہ بھے میں اپنے
نیشن کو کوڈاڑ دی - خدا ہی پار ہستے کئے کوڈی ساتے
آئے... اس طرف بیٹھ کر باقیں کریں :